

لباس، زیورات پہننے اور دیگر زیب و زینت کرنے سے متعلق دارالافتاء اہلسنت
کی طرف سے جاری شدہ منتخب فتاویٰ کا شاندار مجموعہ بنام

زینت کے شرعی احکام



دارالافتاء اہلسنت
DARUL IFTA AHLESUNNAT

پیشکش:

مجلس افتاء
(دعوت اسلامی)

فہرست

نمبر شمارہ	موضوع	صفحہ
	لباس کی زیب و زینت کے متعلق شرعی احکام	
1	پیش لفظ	6
2	مسلمان کا لباس کیسا ہو؟	9
3	کلف والا لباس اور تنگ لباس پہننا کیسا؟	10
4	کیا مرد بوسکی کا کپڑا پہن سکتا ہے؟	11
5	ریشمی کپڑے کا حکم اور مرد کا اسٹون واش، سلک وغیرہ پہننا کیسا؟	13
6	مرد کا سلک اور ویلوٹ پہننا اور بچوں کو ریشمی کفن دینا کیسا؟	17
7	مرد کے لیے سونے کے بٹن لگانا	19
8	جاندار کی تصاویر والے کپڑے بچوں کو پہننا اور ان کی خرید و فروخت کرنا	20
9	جانوروں کے کارٹون والے کپڑے بچوں کو پہننا کیسا؟	22
10	سیاہ لباس پہننے کا حکم	23
11	خاص کفار یا فساق کی طرز کا لباس پہننا	25
12	لبنگا پہننا کیسا؟	28
13	عورت کے لیے چست اور تنگ لباس پہننے کا حکم	29
14	عورت کا پینٹ پہننا کیسا؟	32
15	عورت کا باریک لان کے کپڑے پہننا کیسا؟	34
16	عورت کا کاروالی قمیض پہننا	39
17	عورت کے لیے ہاف آستین والے کپڑے پہننا	40
18	ساڑھی پہننا کیسا؟	43
19	مرد و عورت کے لیے چوڑی دار پاجامے کا حکم	43

20	عورت کے لیے ٹخنے چھپانے کا حکم	45
21	پینٹ شرٹ پہننے کا حکم	47
22	عورت کا گھر میں مردانہ لباس، سویٹر پہننا کیسا؟	50
چہرے کی زیب و زینت کے متعلق شرعی احکام		
23	ابر و اور پلکوں وغیرہ کے بالوں کو کلر کرنا	52
24	خوبصورتی کے لیے چہرے کی سرجری کروانا	53
25	خواتین کا کنٹورنگ کروانا	54
26	عورت کا چہرے کے بالوں کو صاف کروانا	58
27	آرٹیفیشل پلکیں لگانا	59
28	عورت کا کان اور ناک چھدوانا اور ان میں زیور پہننا کیسا؟	60
29	عورت کے لیے مسواک یا دنداسہ استعمال کرنے کا حکم	61
30	مردوں کا شوقیہ ناک اور کان چھدوانا	62
31	مرد کے لیے سیاہ سرمہ لگانا	64
32	مرد کے لیے کاجل لگانا کیسا؟	65
33	مرد کے لیے دنداسہ استعمال کرنا کیسا؟	66
34	چہرے پر سرے سے تل بنانا	68
35	کریم وغیرہ کے ذریعے رنگ گورا کرنا یا میک اپ کے ذریعے اصل چہرہ بدل دینا مثلاً ہے؟	70
36	چہرے پر کلر (Face Painting) کرنا کیسا؟	76
بالوں کی زیب و زینت کے متعلق شرعی احکام		
37	ایکٹیشن کے ذریعے بال سیاہ کرنا	79
38	مصنوعی وگ لگانے اور بالوں کی پیوند کاری کرانے کا حکم	80
39	کیا سر کی سائیدوں سے بال چھوٹے اور اوپر سے بڑے رکھنا ممانعت میں شامل ہے،	83

	جسے حدیث میں قزع کہا گیا ہے؟	
86	مونچھیں بالکل صاف کروانے کا حکم	40
89	مونچھیں کتنی باریک کرنی چاہئیں؟	41
89	بیوی کے کہنے پر داڑھی چھوٹی کرنا یا منڈوا دینا کیسا؟	42
92	عورت کے سر کے بال کٹوانے کا حکم	43
94	عورت کا کندھے سے اوپر تک بال کٹوانے اور اس کی اجرت کا حکم	44
95	عورت کا بالوں کو برابر کرنے کے لیے صرف پیشانی کے بال کاٹنا	45
97	خوبصورتی کے لیے اپنے کچھ بال پیشانی پر ڈالنا	46
101	دھاگے یا اون کی بٹھیا لگانا	47
102	عورت کا ہاتھ، پاؤں، بازو، اور ناگوں کے بال منڈوانا کیسا؟	48
103	عورت کا غیر ضروری بال صاف کرنے کے لیے استرہ استعمال کرنا	49
ہاتھ، پاؤں کی زیب و زینت کے متعلق شرعی احکام		
106	مردوں اور نابالغ لڑکوں کے لیے مہندی لگانے کا حکم	50
107	مرد کا بطور علاج پاؤں پر مہندی لگانا	51
109	کیا مرد کے لیے زخم پر مہندی لگانا حدیث سے ثابت ہے؟	52
112	مرد کا عورت کے جوتے و دیگر اشیا استعمال کرنا	53
115	مرد و عورت کے لیے بریسلٹ پہننا	54
118	عورت کا پازیب یا کھنگر پہننا	55
121	کانچ کی چوڑیاں پہننا	56
122	مخصوص ایام میں ناخن کاٹنا	57
جیولری کے متعلق شرعی احکام		
126	اگر منہ لگانے کی حاجت نہ ہو، تو مرد کے لیے انگوٹھی پہننے کا حکم؟	58
127	مرد انگوٹھی میں کونسا گھینہ پہن سکتا ہے؟	59

129	مرد کے لیے چاندی کے نگ والی انگوٹھی پہننا، جبکہ انگوٹھی بھی چاندی کی ہو؟	60
130	انگوٹھی پر مقدس نام لکھوانا اور ایسی انگوٹھی پہن کر بیت الخلاء جانا کیسا؟	61
135	مرد و عورت کے لیے پلائیم کی انگوٹھی کا حکم	62
138	عورت کا مردانہ طرز کی انگوٹھی پہننا	63
140	سونے کی گھڑی پہننا کیسا؟	64
140	مرد کا سونے یا چاندی کا تاج پہننا کیسا؟	65
عدت کے دوران زیب و زینت کے احکام		
143	دورانِ عدت زیب و زینت کے احکام	66
145	دورانِ عدت سر کے بالوں میں تیل لگانا	67
147	عدت موت میں زیورات پہننے کا حکم؟	68
148	دورانِ عدت پسینے کی بو ختم کرنے کے لیے پرفیوم یا باڈی اسپرے استعمال کرنا	69
149	عدت کے دوران خوشبودار صابن یا شیمپو استعمال کرنا	70
152	عدت کے دوران سرخ لباس پہننا	71
زیب و زینت اور عبادات		
155	آنکھوں میں لینز لگے ہوں تو وضو اور غسل کا حکم	72
156	”Breathable“ نیل پالش لگائی ہو، تو وضو و غسل کا حکم	73
158	وضو و غسل کے بعد معلوم ہوا کہ نیل پالش لگی رہ گئی، تو جو نماز پڑھی اس کا حکم	74
163	واٹر پروف مسکار لگایا ہو، تو وضو و غسل کا حکم	75
164	کولڈ کریم لگی ہو، تو کیا وضو ہو جائے گا؟	76
165	ٹیپ کے ذریعے چپکی ہوئی وگ پر مسح کا حکم	77
167	کان ناک ہونٹ وغیرہ میں بالیاں پہننے اور وضو و غسل کا حکم	78
174	اسٹیکروالے میک اپ کا حکم	79
176	سرخی لگانا اور اس میں نماز پڑھنا	80

177	باریک دوپٹہ دہرا کر کے نماز پڑھنے کا حکم	81
178	نماز کے دوران عورت کے بال نظر آرہے ہوں، تو نماز کا حکم	82
180	عورت کا باریک کپڑے پہن کر نماز پڑھنا	83
181	عورت کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا	84
182	عورت کا اسکرٹ پہن کر نماز پڑھنا	85
182	وضو کے بعد ناخن پالش لگانے اور آرٹیفیشل جیولری پہن کر نماز پڑھنے کا حکم	86
184	مرد کے لیے لوہے، تانبے اور پیتل کی انگوٹھی پہننا اور پہن کر نماز پڑھنا	87
185	آرٹیفیشل زیورات کی زکوٰۃ کا شرعی حکم	88
188	بیوٹی پارلر میں موجود میک اپ پر زکوٰۃ	89
191	سونے چاندی کے استعمالی زیورات پر زکوٰۃ کا حکم	90
193	زیورات پر گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ کا حکم	91
195	لپ اسٹک پاک ہے یا ناپاک اور روزے میں لگانا کیسا؟	92
تفصیلات		
198	عورت کہاں تک زینت اختیار کر سکتی ہے	93
200	بیوٹی پارلر کی کمائی کا حکم	94
201	عورت کا میک اپ کروانے کے لیے بیوٹی پارلر جانا	95
202	مرد کا عورت کو یا عورت کا مرد کو میک اپ کرنا	96
205	بیوٹی پارلر کا کام کرنا اور اس کام کے لیے مسجد کی دکان کرائے پر دینا	97
207	جسم پر ٹیٹوز (Tattoos) بنانے کا حکم	98
209	میت کی آنکھوں میں لینز لگے ہوں، تو انہیں نکالنے کا حکم	99
211	میت کے مصنوعی دانت نکالنے کا حکم	100
213	بیوٹی پارلر کے لیے دکان کرائے پر دینا کیسا؟	101

پیش لفظ

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے، جس میں زندگی کے ہر شعبے کے بارے میں ہدایات موجود ہیں۔ نجی زندگی ہو خواہ معاشرتی، اور سماجی مرحلہ، عبادات کا معاملہ ہو یا معاملات کا، انسان کے رہن سہن کی بات ہو یا کسی سے لین دین کی، ہر معاملے میں اسلام اپنے ماننے والوں کو اللہ و رسول عزوجل و صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی حدود و قیود میں رہتے ہوئے زندگی کا سفر طے کرنے کی ہدایات کرتا ہے۔

زیب و زینت، حسن و جمال بھی انسانی زندگی کا اہم حصہ ہے خواہ وہ دل کی صفائی اور باطن کا حسن ہو یا ظاہری جسم کی آرائش، انسان کی فطرت یہی تقاضا کرتی ہے کہ دونوں ہی پاکیزگی کے اس معیار تک پہنچیں کہ جہاں کوئی بھی اسے حقارت کی نظروں سے نہ دیکھے اور اسے کسی پشیمانی اور ہچھتاوے کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ صفائی ستھرائی اور زینت حاصل کرنے سے متعلق اسلام میں واضح ترغیبات موجود ہیں، بالخصوص عبادت والی جگہوں کے پاس زینت اختیار کرنے کے حوالے سے قرآن کریم میں ارشاد ہوا ”يَتَقَرَّبُ اِلَيْهِمْ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ“ یعنی: اے آدم کی اولاد! اپنی زینت لو، جب مسجد میں جاؤ۔ (اعراف، 31) اسی طرح ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے: ”قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي آخَرُهَا لِعِبَادِهِ“ ترجمہ: تم فرماؤ: کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت، جو اس نے اپنے بندوں کے لیے نکالی؟ (اعراف، 32)

اسی طرح بالوں سے متعلق نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”مَنْ كَانَ لَهُ شَعْرٌ فَلْيُكْرِمْهُ“ ترجمہ: جس کے بال ہوں، تو وہ ان کا اکرام کرے۔ (یعنی ان کو دھوئے، تیل لگائے، کنگھا کرے۔) (ابوداؤد، ج 4، ص 76، بیروت) ایک اور حدیث پاک میں ہے کہ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شخص کو بال سنوار کر مسجد میں آنے کا فرمایا اور پھر فرمایا: ”أَلَيْسَ هَذَا خَيْرًا مِنْ أَنْ يَأْتِيَ أَحَدُكُمْ نَائِزَ الرَّأْسِ كَأَنَّهُ شَيْطَانٌ“ یعنی: کیا یہ صورت اس سے بہتر نہیں کہ انسان شیطان کی طرح بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ آئے۔ (موطا امام مالک، ج 2، ص 176، بیروت)

اسی طرح لباس، کپڑوں، بدن، منہ وغیرہ کی صفائی ستھرائی سے متعلق احادیث موجود ہیں، حدیث پاک میں ہے: ”طَهِّرُوا هَذِهِ الْأَجْسَادَ طَهْرَكُمْ اللَّهُ“ یعنی: تم اپنا ظاہر سنوارو، باطن اللہ پاک سنوار دے گا۔ (المعجم الکبیر، ج 12، ص 446، قاہرہ) یہاں تک اسی صفائی ستھرائی کو دین اسلام کی بنیاد قرار دیا گیا ہے، چنانچہ حدیث پاک میں ہے: ”بَنَى الدِّينَ عَلَى النِّظَافَةِ“ یعنی دین کی بنیاد صفائی ستھرائی پر رکھی گئی ہے۔ (الشفاء، ج 1، ص 62، دار الفکر)

اس لیے اسلام نے جسم کی ظاہری حالت کو سنوارنے کے معاملے میں بھی کوئی تشنگی باقی نہیں چھوڑی، بلکہ واضح انداز میں ہر معاملے میں کہ سر میں کنگھی کرنے کا معاملہ ہو یا بالوں کی کنگ کا، چہرے پر کسی چیز سے زینت حاصل کرنی ہو یا ہاتھ پاؤں کو سنوارنا ہو، انسان کا لباس ہو یا زیورات، گھر میں شوہر وغیرہ کے لیے زینت اختیار کرنے کا پہلو ہو یا گھر سے باہر نکلتے ہوئے ان

چیزوں کی احتیاطیں، الغرض ہر معاملے میں اسلام نے اپنے ماننے والوں کو حد اعتدال میں رہتے ہوئے اس پہلو کو اپنانے کی ہدایت کی ہے کہ نہ تو بے ڈھنگے اور پر آگندہ بالوں کو پسند کیا اور نہ ہی زیب و آرائش میں مبالغے کی تعریف کی، بلکہ درمیانہ راستہ اختیار کرتے ہوئے انسانی فطرت کے تقاضوں کے مطابق محدود زیب و زینت اختیار کرنے کی اجازت دی ہے، جبکہ ہمارا معاشرہ دیگر چیزوں کی طرح اس معاملے میں بھی بہت زیادہ افراط و تفریط کا شکار ہے کہ یا تو سرے سے ان چیزوں کو حرام سمجھتے ہوئے ترک کر دیں گے یا پھر بہت زیادہ مبالغہ کریں گے اور حرام و حلال اور جائز و ناجائز کی پرواہ کیے بغیر گناہوں میں ملوث ہوتے چلے جائیں گے۔ اسی طرح کن کے سامنے کون سی زینت کر سکتے ہیں اور کن کے سامنے کون سی نہیں، اس کا بھی لحاظ نہیں رکھا جاتا، حالانکہ بناؤ سنگھار کو شوہر اور محارم کے علاوہ کے سامنے ظاہر کرنے سے سختی منع کیا گیا ہے، اس میں سے بھی شوہر اصل ہے اور اچھی اور نیک نیت کے ساتھ شوہر کے لیے بناؤ سنگھار کرنے کو ثواب کا باعث قرار دیا گیا ہے۔ تو جب اصل شوہر کے لیے ہی بناؤ سنگھار ہے۔ گھر میں شوہر کے سامنے بغیر بناؤ سنگھار کے رہنا اور گھر سے باہر جانے کے لیے طرح طرح کی زینت اختیار کرنا، یہ ہر گز شوہر کے لیے بناؤ سنگھار نہیں، بلکہ اجنبی و غیر محرم لوگوں کے لیے ہے۔ علامہ ابن الحاج مالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: 737ھ) لکھتے ہیں: ”ہمارے زمانے میں عورتوں نے شریعت کی پابندی تو دور کی بات، اس کی خلاف ورزی کرنے کا ٹھیکہ لیا ہوا ہے کہ اپنے گھروں میں (شوہروں کے سامنے) میلے کچیلے لباس، پر آگندہ لباس اور پسینے میں شرابور رہتی ہیں کہ اگر کوئی اجنبی دیکھ لے، تو یقیناً نفرت ہی کرے، تو (ایسی حالت میں) شوہر کا اس عورت کے ساتھ رہنے کو کب دل کرے گا؟ اور جب یہی عورتیں گھر سے باہر نکلیں گی، تو عمدہ سے عمدہ لباس، زیورات پہن کر اور بن سنور کر راستے کے درمیان چلیں گی کہ جیسے کوئی نئی نویلی دولہن جا رہی ہو۔ یہ تمام طریقہ سنت سے اعراض اور سلف صالحین کے طور طریقوں کی خلاف ورزی ہے۔“

(المدخل لابن الحاج مالکی، ج 1، ص 244، 245، دار التراث)

الغرض اس معاملے میں انتہائی احتیاط، توجہ اور علم و شعور حاصل کرنے کی حاجت ہے، تاکہ خود بھی اور اپنے گھر والوں کو بھی کمی بیشی سے بچاتے ہوئے شریعت کی حد میں رہتے ہوئے یہ سارے کام کیے جائیں۔ دارالافتاء (دعوتِ اسلامی) کی طرف سے اس حوالے سے فتاویٰ جاری ہوتے رہے ہیں۔ دارالافتاء اہلسنت کا شعبہ نشر و اشاعت ان مختلف فتاویٰ کو ایک جگہ جمع کر کے ”زینت کے شرعی احکام“ کے نام سے کتابی شکل میں پیش کر رہا ہے، جس میں آپ پڑھ سکیں گے:

لباس

چہرے

بالوں

ہاتھ پاؤں

جیولری، زیورات وغیرہ کی زینت

ان چیزوں سے متعلق نماز روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ کے مسائل

دورانِ عدت زیب و زینت حاصل کرنے کے احکام

اور دیگر بہت ساری چیزوں کے بارے میں معلومات بھی حاصل کر سکیں گے۔

اس کتاب کا خود بھی مطالعہ کریں اور دوسروں تک پہنچا کر ثواب حاصل کریں۔ رب کریم ہمارے قلوب و اذہان کو پاکیزہ

فرمائے اور ایمان و عافیت کے ساتھ ہی ہمارا خاتمہ فرمائے۔ آمین بجاؤ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

ابو حذیفہ محمد شفیق عطاری مدنی

مورخہ: 12 جمادی الاولیٰ 1443ھ

مطابق 17 دسمبر 2021ء

لباس کی زیب و زینت کے متعلق شرعی احکام

فتویٰ: 01

مسلمان کا لباس کیسا ہو؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اسلام قبول کرنے کے بعد کوئی اسپیشل لباس پہننا ہوتا ہے اور پرانا لباس تبدیل کرنا ہوگا؟ یا جیسا لباس عرصہ دراز سے استعمال میں ہو، اسلام لانے کے بعد بھی ویسا ہی لباس پہنا جاسکتا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

اسلام قبول کرنے کے بعد کوئی اسپیشل لباس پہننا ضروری نہیں ہے، ہاں جس لباس سے شریعت منع کرے جیسے ریشم یا ایسا لباس جس سے ستر پوشی نہ ہو سکے یا وہ کفار یا فساق کا مخصوص لباس ہو، تو اسے پہننے کی اجازت نہیں ہے اور بہتر یہ ہے کہ نیک اور باشرع مسلمانوں میں رائج عام لباس پہنا جائے۔

لباس کے حوالے سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فارسی میں ایک فتویٰ دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں (جس کا ترجمہ کچھ یوں ہے): ”قاعدہ کلیہ لباس پہننے میں یہ ہے کہ اس میں تین امور کی رعایت کرنی چاہیے: ایک یہ کہ اصل میں اس کا استعمال جائز ہو۔ مثلاً ریشمی، سنہری، زرد یا زعفران سے رنگا ہوا لباس مرد کے لیے علی الاطلاق جائز نہیں۔ (دوسرا یہ کہ) جس لباس کا تعلق ستر سے ہے، اس میں ستر کی رعایت ہو۔ جیسے مرد کے لئے زیر جامہ اور آزاد عورتیں سر سے لے کر پاؤں تک غیر محرم مردوں کے سامنے مکمل لباس پہنیں۔۔۔ لباس محل ستر پر اس طرح چسپاں ہو کہ اس عضو کی ہیئت نہ دکھائی دے جیسا کہ فتاویٰ شامی میں ذکر فرمایا اور میں نے اس کے حواشی میں اس کی تحقیق کر دی۔ (تیسری بات) لباس کی وضع کا لحاظ رکھا جائے کہ کافروں کی شکل و صورت اور فاسقوں کے طرز و طریقے پر نہ ہو۔۔۔ پس مردوں اور عورتوں کا مستنون لباس چادر، تہبند، جبہ، کرتہ ہے؛ شلواری یعنی زیر جامہ اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں پہنا، لیکن پہننے والوں کی تعریف فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسے خریدنا ثابت ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 22، ص 190 تا 193، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

13 محرم الحرام 1440ھ / 24 ستمبر 2018ء

کلف والا لباس اور تنگ لباس پہننا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کلف، نشاستہ دئے ہوئے کپڑے پہننا کیسا ہے؟ پردے میں رہ کر تنگ کپڑے پہننا کیسا ہے؟ کہتے ہیں کہ جو دنیا میں تنگ کپڑے پہنتا ہے، مرنے کے بعد اس کی قبر بھی تنگ ہو جاتی ہے کیا یہ بات درست ہے؟

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

کلف اور نشاستہ دیا ہو کپڑا پہن سکتے ہیں، کہ ممانعت کی کوئی وجہ نہیں، البتہ ایسا کپڑا تکبر یا فخر کے طور پر پہنے تو گناہ ہے یا کپڑا ایسا تنگ ہو کہ اس سے اعضاء کی ہیئت معلوم ہو تو لوگوں کے سامنے پہننا منع ہے، لیکن یہ چیزیں مذکورہ بالا کپڑوں کے ساتھ خاص نہیں۔ کسی بھی کپڑے میں یہ وصف پایا جائے تو یہی حکم ہوگا۔ بغیر کسی شرعی وجہ کے ایسا تنگ کپڑا لوگوں کے سامنے پہننا جس سے بد نگاہی ہو یا تکبر و فخر کے طور پر ایسا لباس پہنا، تو ممکن ہے کہ گناہ ہونے کی وجہ سے بطور عذاب ایسی میت کے لئے قبر تنگ ہو جائے، لیکن بطور خاص اسی عمل پر کوئی ایسی وعید نظر سے نہیں گزری۔

صدر الشریعہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ”ایسا دبیز کپڑا جس سے بدن کا رنگ نہ چمکتا ہو مگر بدن سے بالکل چپکا ہوا ہے کہ دیکھنے سے عضو کی ہیئت معلوم ہوتی ہے ایسے کپڑے سے نماز ہو جائے گی مگر اس عضو کی طرف دوسرے کو نگاہ کرنا، جائز نہیں اور ایسا کپڑا لوگوں کے سامنے پہننا بھی منع ہے۔“

(بہار شریعت، حصہ 3، جلد 1، صفحہ 480، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عر و خیر و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

09 جمادی الثانی 1427ھ 06 جولائی 2006ء

کیا مرد بوسکی کا کپڑا پہن سکتا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ مرد کا بوسکی کا لباس پہننا کیسا ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

مارکیٹ میں بہت ساری اقسام کی ”بوسکی“ موجود ہے۔ عام طور پر جس ”بوسکی“ نام کے کپڑے کو بیچا جاتا ہے، اُس میں چمک، ملائمت اور لچک موجود ہوتی ہے، مگر اُس کی بناوٹ اور تیاری میں خالص ریشم کا استعمال نہیں ہوتا، بلکہ مصنوعی طور پر ریشم جیسی خصوصیات پیدا کرنے کے لیے خالص ریشم کے علاوہ دیگر ذرائع استعمال کیے جاتے ہیں، لہذا ایسا کپڑا پہننے میں کوئی حرج نہیں، کہ جب اُس کپڑے میں ریشم کا استعمال ہی نہیں، تو اُس کے ممنوع ہونے کی وجہ بھی موجود نہیں، لہذا مرد کو اس طرح کی بوسکی پہننا جائز ہے، البتہ معلومات کے مطابق بعض مہنگی اور اعلیٰ قسم کی بوسکی میں ریشم کے کیڑے سے حاصل شدہ خالص ریشم استعمال کیا جاتا ہے، لہذا خالص ریشم استعمال ہونے کی صورت میں مرد کا اُسے پہننا حرام ہوگا، مگر وہ کپڑا پہننے کے حرام ہونے کا دار و مدار نیچے دی گئی دو صورتیں پائے جانے پر ہوگا۔

1. اُس کپڑے کی تیاری میں تانا اور بانادونوں ریشم کے ہوں۔
 2. تانا اگرچہ ریشم کا نہ ہو، مگر بانا میں استعمال ہونے والا دھاگہ مکمل ریشم کا ہو۔
- اگر مکمل تصدیق کے ساتھ اس بات کا علم ہو جائے کہ بوسکی میں مذکورہ دو صورتوں میں سے کسی ایک صورت کے مطابق کیڑے سے پیدا شدہ ریشم استعمال کیا گیا ہے، تو مرد کے لیے اُس کا استعمال شرعاً ناجائز و گناہ اور حرام ہے۔

چنانچہ ریشم کی حرمت کے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”ان ہذین حرام علی ذکور امتی، حل لائناتھم“ ترجمہ: بے شک ان دونوں (ریشم اور سونے) کا استعمال میری امت کے مردوں پر حرام اور عورتوں کے لیے حلال ہے۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب اللباس، باب لبس الحریر الخ، صفحہ 257، مطبوعہ کراچی)

تانا بانا دونوں ریشم کے ہوں تو کپڑا پہننا حرام ہے، چنانچہ علامہ ابو المعالی بخاری حنفی رحمہ اللہ (سال

وفات: 616ھ/1219ء) لکھتے ہیں: ”ولیس الحریر الخالص حرام“ ترجمہ: خالص ریشم پہننا حرام ہے۔

(المحیط البرہانی، جلد 5، کتاب الطلاق، الفصل الحادی عشر، صفحہ 348، مطبوعہ بیروت)

تانا ریشم کا ہو، مگر بانا کسی اور دھاگے کا ہو، تو ایسا کپڑا پہننا جائز ہے، چنانچہ تنویر الابصار و در مختار میں ہے: ”و

یحل (لبس ما سداہ ابریسم ولحمته غیرہ) ککتان و قطن و خز لأن الثوب إنما یصیر ثوباً

بالنسج، والنسج باللحمة، فكانت ہی المعترۃ دون السدی“ ترجمہ: مرد کے لیے ایسا لباس پہننا کہ

جس کا تانا ریشم کا ہو اور بانا کسی اور چیز مثلاً سن (ایک پودا جس سے ریشے حاصل کیے جاتے ہیں)،

سُوت (کائُن/Cotton) یا اُون کا ہو تو یہ جائز ہے، کیونکہ کپڑے کے کپڑا ہونے کا دار و مدار بٹنے جانے پر ہوتا

ہے اور بٹنا ”بانے“ سے ہوتا ہے، لہذا کپڑے میں بانے کا ہی اعتبار ہوتا ہے، تانے کا اعتبار نہیں ہوتا۔

(تنویر الابصار و در مختار مع رد المحتار، جلد 9، کتاب الحظر والاباحۃ، صفحہ 588، مطبوعہ کوئٹہ)

البتہ اگر دیکھنے میں ریشم ہی ریشم محسوس ہو رہا ہو تو پہننا مکروہ ہے، چنانچہ بہار شریعت میں ہے: ”تانا ریشم ہو

اور بانا سُوت، مگر کپڑا اس طرح بنایا گیا ہے کہ ریشم ہی ریشم دکھائی دیتا ہے تو اس کا پہننا مکروہ ہے۔“

(بہار شریعت، جلد 3، حصہ 16، صفحہ 410، مکتبہ المدینہ، کراچی)

بانار ریشم کا ہو اور تانا اگرچہ کسی اور دھاگے کا ہو، ایسا کپڑا پہننا حرام ہے، کہ کپڑے میں اعتبار ”بانے“ کا ہی

ہوتا ہے، چنانچہ امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ (سال وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: ”حرم ما لحمته

حریر لا ما سداہ لأنه لم یتّم الثوب إذ ذاک“ ترجمہ: ایسا کپڑا پہننا حرام ہے کہ جس کا ”باننا“ ریشم کا ہو

اور ”تانا“ ریشم کا نہ ہو، کیونکہ کپڑا بانے کے بغیر مکمل ہی نہیں ہوتا۔ (یعنی کپڑے میں بنیادی حیثیت بانے کی

ہے، تانے کی نہیں۔)

”تانا باننا“ سے کیا مراد ہے؟ اس کی وضاحت کرتے ہوئے مفتی محمد احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ (سال

وفات: 1391ھ/1971ء) لکھتے ہیں: لمبانا تانا کہلاتا ہے، چوڑائی والا تار جو بٹنا جاتا ہے، اسے باننا کہتے ہیں، بانے کا اعتبار

ہے تانے کا نہیں۔۔۔ اصل ریشم کی پہچان یہ ہے کہ اس کو جلاؤ تو اس سے گوشت جلنے کی سی بو آتی ہے۔“

(سراۃ المناجیح، جلد 6، کتاب اللباس، صفحہ 126، مطبوعہ نعیمی کتب خانہ، گجرات)

اگر کپڑا ایسا ہو کہ لچک، چمک اور ملائمت سب ریشم جیسی ہو، مگر حقیقت میں اس کے اندر ریشم کی ملاوٹ

اور آمیزش نہ ہو، تو اُسے پہننا جائز ہے، اگرچہ اُسے عرفاً ریشم کا نام دے دیا جائے، کہ نام رکھ دینے سے چیز کی حقیقت نہیں بدلتی، چنانچہ امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ سے ریشم نما جاپانی اور ولایتی سلک کپڑوں کے پہننے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رحمہ اللہ نے لکھا: ”سلک کو بعض نے کہا کہ انگریزی میں ریشم کا نام ہے، اگر ایسا ہو بھی، تو اعتبار حقیقت کا ہے، نہ کہ مجرد نام کا، بر بنائے تشبیہ بھی ہوتا ہے، جیسے ”ریگ ماہی“ مچھلی نہیں۔ ”جرمن سلور (German Silver)“ چاندی نہیں۔ جو کپڑے ”رام بانس“ یا کسی چھال وغیرہ چیز غیر ریشم کے ہوں، اگرچہ صناعی سے اُن کو کتنا ہی نرم اور چمکیلا کیا ہو، مرد کو حلال ہیں اور اگر خالص ریشم کے ہوں یا بانار ریشم ہوا اگرچہ تانا کچھ ہو تو حرام ہے۔ یہ امر اُن کپڑوں کو دیکھ کر یا اُن کا تار جلا کر واقفین سے تحقیق کر کے معلوم ہو سکتا ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 194، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

اگر کوئی کپڑا خالص ریشم سے تیار شدہ نہ ہو، مگر اپنی ملائمت، چمک اور لچک کے سبب ریشم محسوس ہو تو اُسے پہننے کا جواز اپنی جگہ، مگر نہ پہننا بہتر ہے، تاکہ لوگوں کو بدگمانی کا موقع نہ ملے، چنانچہ صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمہ اللہ (سارِ وفات: 1367ھ/1947ء) لکھتے ہیں: ”ریشم کیڑے سے پیدا ہوتا ہے، آج کل درختوں کی چھال کو باریک کر کے بھی ریشم بناتے ہیں، مگر یہ نہ حقیقتاً ریشم ہے نہ اُس کا پہننا حرام ہے، اگر یہ ”چائے سلک“ نقلی ریشم ہو تو جائز ہو گا۔ جو لوگ اس کے ماہر ہیں، وہ شناخت کر سکیں گے، کہ یہ اصلی ریشم ہے یا نقلی، بظاہر دیکھنے سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اصلی ریشم ہے، بہر حال اگر اس کا نقلی ہونا ثابت ہو جائے، تو حرام نہ ہو گا، پھر بھی احتیاط چاہیے کہ اگرچہ حرام نہ ہو، مگر لوگوں کو بدگمانی کا موقع ہے اور ایسے امور سے پرہیز چاہیے۔ حدیث میں ہے: اتقوا مواضع التہم (ترجمہ: تہمتوں کی جگہوں سے بچو)۔“

(فتاویٰ امجدیہ، جلد 4، کتاب الحفظ والاباحۃ، صفحہ 64، مطبوعہ مکتبہ رضویہ، کراچی)

واللہ اعلم بزررسلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

06 ذوالحجۃ الحرام 1442ھ/17 جولائی 2021ء

فتویٰ: 04

ریشمی کپڑے کا حکم اور مرد کا اسٹون واش، سلک وغیرہ پہننا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا ریشم کا کپڑا مرد کے لئے

پہننا جائز ہے؟ اور آجکل مارکیٹ میں جو مختلف قسم کے کپڑے آئے ہوئے ہیں جو بظاہر ریشم کے لگتے ہیں جیسے جاپانی کپڑا، اسٹون واش اور سلک وغیرہ کیا ان کا پہننا جائز ہے یا ناجائز؟

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

مرد کے لئے ریشمی کپڑا پہننا، ناجائز و حرام ہے، احادیث میں ریشمی کپڑا پہننے والے مرد کے بارے میں بہت سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”لا تلبسوا الحریر فانہ من لبسہ فی الدنیا لم یلبسہ فی الآخرة“ ترجمہ: ریشم نہ پہنو کیونکہ جو اسے دنیا میں پہنے گا وہ آخرت میں نہیں پہنے گا۔ (صحیح بخاری، ج 02، ص 967، مطبوعہ لاہور)

ایک اور مقام پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”انما یلبس الحریر من لا ینالہ فی الآخرة“ ترجمہ: جو ریشم پہنے گا اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ (صحیح بخاری، ج 06، ص 867، مطبوعہ لاہور)

علامہ ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”تنویر الابصار“ میں ارشاد فرماتے ہیں: ”یحرم لبس الحریر ولو بحائل علی المذہب علی الرجل لا المرأة“ ترجمہ: مرد کو ریشم پہننا حرام ہے اگرچہ ریشم اور اس کے بدن کے درمیان کوئی چیز حائل ہو، صحیح مذہب کے مطابق اور عورت پر ریشم حرام نہیں۔ (تنویر الابصار متن درمختار مع الشامی، ج 09، ص 506، مطبوعہ ملتان)

البتہ اگر کپڑے، جبے یا عمامہ وغیرہ پر ریشم کے حاشیہ یا نیل کی چوڑائی چار انگل سے کم ہو تو اس کا استعمال کرنا مرد کے لئے جائز ہے۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے کہ ”أن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطب الناس بالجابیۃ فقال نہی نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عن لبس الحریر الا موضع اصبعین او ثلاث او اربع و اشار بکفہ“ ترجمہ: پیشک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقام جابیہ میں لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ریشم پہننے سے منع فرمایا سوائے دو یا تین یا چار انگل کے مقدار کے اور اپنی ہتھیلی سے اشارہ کیا۔ (صحیح مسلم، باب استعمال اثناء الذہب، ج 02، ص 191، مطبوعہ لاہور)

علامہ علاؤ الدین حصکفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”یحرم لبس الحریر علی الرجل الا قدر اربع“

اصابع کا اعلام الشوب“ ترجمہ: مرد کو ریشم پہننا حرام ہے سوائے چار انگلیوں کی مقدار، جیسے کپڑے میں نقوش۔
(درمختار مع رد المحتار، ج 09، ص 507، مطبوعہ سلتان)

علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے تحت فرماتے ہیں، ”و مثله فیما یظهر طرة الطربوش ای القلنسوة ما لم تزد علی عرض اربع اصابع“ ترجمہ: اور اسی کے مثل حکم ٹوپی کے کناروں میں ظاہر ہوتا ہے جب تک چار انگلیوں کے عرض سے زائد نہ ہو۔

(رد المحتار مع الدر المختار، ج 09، ص 507، مطبوعہ سلتان)

تبیین الحقائق میں ہے: ”حرم لبس الحریر للرجل لا للمرأة الا قدر اربع اصابع“ ترجمہ: ریشم

پہننا مرد کے لئے حرام ہے نہ کہ عورت کے لئے، سوائے چار انگل کی مقدار کے۔

(تبیین الحقائق، فصل فی اللبس، ج 06، ص 340، مطبوعہ بیروت)

اور اگر تھوڑا تھوڑا کر کے متفرق طور پر کپڑے وغیرہ پر کام ہوا گرچہ چار انگل سے زائد ہو تب بھی جائز ہے۔ جیسا کہ علامہ علاؤ الدین حصکفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: وظاہر المذہب عدم جمع المتفرق ولو فی عمامة كما بسط فی القنیة“ ترجمہ: اور ظاہر مذہب یہ ہے کہ متفرق کو جمع نہیں کیا جائے گا اگرچہ عمامہ میں ہو جیسا کہ قنیہ میں مذکور ہے۔
(درمختار مع رد المحتار، ج 09، ص 507، مطبوعہ سلتان)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”(ریشم) چار انگل سے زائد ناجائز اور اس کا استعمال ممنوع ہے اور متفرق ریشم کا کام ہو خواہ سونے چاندی کا جمع نہ کیا جائے گا جب تک مثل متفرق کے نظر نہ آتا ہو۔“
(فتاویٰ رضویہ، ج 22، ص 175، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

دوسرے مقام پر اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”یوہیں چاندی سونے کے کام کے دوشالے، چادر کے آنچلوں، عمامے کے پلوؤں، انگرکھے، کرتے، صدری، مرزائی وغیرہ کی آستینوں، دامنوں، چاکوں، پردوں، تولیوں، جیبوں پر ہو، گریبان کا کٹٹھا، شانوں پشت کے پان ترنج، ٹوپی کا طرہ، مانگ، گوٹ پر کام، جوتے کا کٹٹھا گچھا، کسی چیز میں کہیں کیسی ہی متفرق بوٹیاں یہ سب جائز ہیں بشرطیکہ ان میں کوئی تنہا چار انگل کے عرض سے زائد نہ ہوا گرچہ متفرق کام ملا کر دیکھیں تو چار انگل سے بڑھ جائے، اس کا کچھ ڈر نہیں کہ یہ بھی تابع قلیل ہے اور اگر کوئی بیل بوٹا تنہا چار انگل عرض سے زیادہ ہو تو ناجائز کہ اگرچہ تابع ہے مگر قلیل

نہیں۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 22، ص 133، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مذکورہ بالا احادیث اور جزئیات اس حقیقی ریشم کی حرمت کے بارے میں ہیں جو کیڑے کے لعاب سے پیدا ہوتا ہے اور انتہائی مضبوط و نرم ہوتا ہے۔ جیسا کہ اردو لغت میں اس کی تعریف کچھ یوں بیان کی گئی ہے۔ ”ریشم: ایک کیڑے کے منہ کے لعاب کا تار جو نہایت مضبوط، نرم اور چکنا ہوتا ہے۔ یہ عموماً ریشمی کپڑا بنانے کے کام آتا ہے۔“ (اردو لغت، ج 10، ص 987، مطبوعہ اردو لغت بورڈ، کراچی)

اور ریشم کے کیڑے کی تعریف کچھ یوں ہے، ”ریشم کا کیڑا: چھوٹا کیڑا جو شہتوت کے درخت پر پالا جاتا ہے اس کے لعاب و ہن سے ریشم کا تار حاصل ہوتا ہے۔“ (اردو لغت، ج 10، ص 987، اردو لغت بورڈ، کراچی)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”شرعاً حریر (ریشم) اس کیڑے کو کہتے ہیں جو کیڑے کے لعاب سے بنایا جائے۔“ (فتاویٰ رضویہ، ج 22، ص 181، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”ریشم کے کیڑے پہننا مردوں پر حرام ہے، حدیث میں ارشاد ہوا: ”محرم علی ذکور امتی“ ریشم کیڑے سے پیدا ہوتا ہے۔“

(فتاویٰ امجدیہ، ج 04، ص 64، مطبوعہ دارالعلوم امجدیہ)

لہذا حقیقتاً ریشم وہی ہے جو ریشم کے کیڑے کے لعاب سے پیدا ہوتا ہے، اور اسی کی حرمت منصوص ہے۔ اس کے علاوہ وہ کیڑے جو بظاہر ریشم کے محسوس ہوتے ہیں، جیسے اسٹون واش، سلک وغیرہ، ان کے بارے میں باوثوق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ان میں اصلی ریشم (یعنی جو مخصوص کیڑے کے لعاب سے بنتا ہے) نہیں ہوتا بلکہ عموماً ان میں پولیسٹر یا نقلی ریشم ہوتا ہے یا ریڈیم کی ملاوٹ کر کے شائنگ اور چمک پیدا کی جاتی ہے جس سے کیڑا ریشمی معلوم ہوتا ہے۔ اگر فی الواقع ایسا ہی ہے تو ایسے کیڑوں کو استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ شرعاً ریشم وہی حرام ہے جو اصلی ہو۔ جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ”فتاویٰ رضویہ“ میں ارشاد فرماتے ہیں: ”سلک کو بعض نے کہا کہ انگریزی میں ریشم کا نام ہے، اگر ایسا ہو بھی تو اعتبار حقیقت کا ہے نہ کہ مجر و نام کا، بر بنائے تشبیہ بھی ہو سکتا ہے جیسے ریگ ماہی، مچھلی نہیں، جرمن سلور، چاندی نہیں۔ جو کیڑے رام بانس یا کسی چھال وغیرہ چیز غیر ریشم کے ہوں اگرچہ صناعی سے ان کو کتنا ہی نرم اور چمکیلا کیا ہو مرد کو حلال ہیں۔“ (فتاویٰ رضویہ، ج 22، ص 194، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مذکورہ بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ ایسا کپڑا جو بظاہر ریشم معلوم ہو مگر درحقیقت ریشم نہ ہو، تو اس کا استعمال کرنا جائز ہے۔ البتہ ایسا کپڑا پہننے سے لوگ بدگمانی میں مبتلا ہوں گے اس لئے بچنا بہتر ہے، خصوصاً وہ حضرات جو عوام الناس کے درمیان کسی دینی منصب پر فائز ہوں جیسے علماء کرام اور مشائخ عظام، انہیں زیادہ احتیاط چاہیے۔ جیسا کہ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”ریشم کے کپڑے مرد کے لئے حرام ہیں، بدن اور کپڑوں کے درمیان کوئی دوسرا کپڑا حائل ہو یا نہ ہو، دونوں صورتوں میں حرام ہیں اور جنگ کے موقع پر بھی نہ ریشم کے کپڑے حرام ہیں... سن اور رام بانس کے کپڑے جو بظاہر بالکل ریشم معلوم ہوتے ہوں، ان کا پہننا اگرچہ ریشم کا پہننا نہیں مگر اس سے بچنا چاہیے۔ خصوصاً علما کو کہ لوگوں کو بدظنی کا موقع ملے گا یا دوسروں کو ریشم پہننے کا ذریعہ بنے گا۔“

(بہار شریعت، ج 03، ص 410، 411، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

22 شوال المکرم 1433ھ 10 ستمبر 2012ء

فتویٰ: 05

مرد کا سلک اور ویلوٹ پہننا اور بچوں کو ریشمی کفن دینا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

(1) مردوں کے لئے جو ریشم پہننے کی ممانعت ہے اس سے کونسا ریشم مراد ہے؟ آج کے دور میں جو ریشم ہے کیا وہ بھی اس میں شامل ہے؟ نیز سلک، ویلوٹ وغیرہ کا کیا حکم ہے؟ اور نابالغ کے لئے اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(2) سفید ریشمی کپڑا بچوں کو کفن کے طور پر دے سکتے ہیں یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

(1) کپڑا تیار کرنے میں اگر تانا بانا (جو دھاگا لمبائی میں ہو وہ تانا کہلاتا ہے اور جو چوڑائی میں ہو وہ بانا)

دونوں ریشم کے ہوں یا صرف بانا ریشم کا ہو تو وہ کپڑا مردوں کے لئے پہننا حرام ہے۔ لیکن یہاں ریشم سے وہ

وہ ریشم مراد ہے جو ریشم کے کیڑے سے بنتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور چیز سے بنا ہوا کپڑا حرام نہیں اگرچہ اسے ریشم کا نام دیا جاتا ہو۔ لہذا آج کل جس کپڑے کو ریشم کہا جاتا ہے وہ اگر اس ریشم کے کیڑے سے نہیں بنایا جاتا بلکہ کسی اور چیز سے بنایا جاتا ہے تو وہ حلال ہے۔ یونہی سلک، ویلوٹ وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔ اصلی ریشم کی صحیح پہچان تو اس کی واقفیت رکھنے والے ہی کر سکتے ہیں، ہاں علماء نے اس کی ایک نشانی یہ لکھی ہے کہ اصلی ریشم کو جلانے سے گوشت کے جلنے جیسی بو آتی ہے۔

امام اہلسنت سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے سلک کے کپڑے کے بارے میں سوال ہوا کہ کیا یہ ریشم میں داخل ہے یا نہیں؟ تو اس کے جواب میں آپ علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: ”سلک کو بعض نے کہا کہ انگریزی میں ریشم کا نام ہے۔ اگر ایسا ہو بھی تو اعتبار حقیقت کا ہے نہ کہ مجرد نام کا، بر بنائے تشبیہ بھی ہوتا ہے جیسے ریگ ماہی مچھلی نہیں۔ جرمن سلور، چاندی نہیں۔ جو کپڑے رام بانس یا کسی چھال وغیرہ چیز غیر ریشم کے ہوں اگرچہ صناعی سے ان کو کتنا ہی نرم اور چمکیلا کیا ہو مرد کو حلال ہیں اور اگر خالص ریشم کے ہوں یا بانار ریشم ہو اگرچہ تانا کچھ ہو تو حرام ہے۔ یہ امر ان کپڑوں کو دیکھ کر یا ان کا تار جلا کر واقفین سے تحقیق کر کے معلوم ہو سکتا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 194، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

امام اہلسنت سے ایک اور کپڑے ”لُسّر“ کے متعلق سوال ہوا جو ریشم کے علاوہ کسی اور کیڑے سے بنایا جاتا تھا تو اس کا جواب دیتے ہوئے امام اہلسنت لکھتے ہیں: ”اللہم لک الحمد، جو کپڑا فقیر نے دیکھا ہے اور اس کے متعلق بیان سائل نظر سے گزرا، اس نے صورت و صفہ حریر سے مشابہت نہ پائی۔ یہ بہت خشن کشیف، ردی، اکثر معمولی کپڑوں سے بھی گری حالت میں ہے اسے نعومت، ملاست، نظافت، ایراث، تزیں، و تکبر و تفاخر سے کچھ علاقہ نہیں۔ قیمت میں بھی سنا گیا ہے، کہ بہت ارزاں ہے۔ وہ کرم جس سے یہ پیدا ہوتا ہے مسموع ہوا کہ وہ دود القز کے علاوہ اور کیڑا ہے۔ اس کی غذا ورق فرصاد یعنی برگ توت ہے اور اس کی ورق الخروع یعنی برگ بید انجیر جسے ہندی میں انڈی اور دیار بنگلہ میں رینڈی کہتے ہیں۔ اسی مناسبت سے یہ کپڑا ہاں انھیں ناموں سے مسکی ہے، اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ جب تک شرع سے تحریم ثابت نہ ہو اس پر جرأت ممنوع و معصیت ہے۔۔۔ اوعائے تحریم کے لئے لازم ہے کہ شرع سے خاص اس کپڑے کی حرمت پر دلیل قائم ہو یا ثبوت کافی دیا جائے کہ شرعاً حریر اس کپڑے کو کہتے ہیں کہ جو کیڑے کے لعاب سے بنایا جائے اگرچہ دود القز کا غیر ہوا اگرچہ

اس میں کوئی وجہ تزین و تفاخر و تشبہ بالجبارۃ والا کاسرۃ کی نہ ہو و دونہما خرط القتاد بالجملہ جب تک تحریم ثابت نہ ہو اباحت اصل یہ شرعیہ پر عمل سے کوئی مانع نہیں، قال اللہ تعالیٰ خلق لکم مافی الارض جمیعاً واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 179 تا 181، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں ”ریشم سے مراد اصل یعنی کیڑے کا ریشم، کیونکہ سن کا ریشم اور دریائی ریشم مرد کو حلال ہے کہ وہ ریشم نہیں ہے۔ ریشم اصل کی پہچان یہ ہے کہ اس کو جلاؤ تو اس سے گوشت کے جلنے کی سی بو آتی ہے۔“ (مرآۃ المناجیح، جلد 6، صفحہ 126، مطبوعہ نعیمی کتب خانہ، گجرات)

واضح رہے کہ نقلی ریشم جس طرح بالغ مردوں کو حلال ہے یوں ہی نابالغ بچوں کے لئے بھی جائز ہے، البتہ اصلی ریشم نابالغ لڑکوں کو پہنانا حرام ہے اور گناہ پہننانے والے پر ہے، چنانچہ بہار شریعت میں ہے ”نابالغ لڑکوں کو بھی ریشم کے کیڑے پہنانا حرام ہے اور گناہ پہننانے والے پر ہے۔“

(بہار شریعت، جلد 3، حصہ 16، صفحہ 415، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

(2) اصل ریشم تو جس طرح زندگی میں بچے کو نہیں پہنا سکتے اسی طرح مرنے کے بعد کفن میں دینا بھی جائز نہیں اور لڑکی کو جس طرح زندگی میں جائز ہے اسی طرح کفن میں بھی جائز ہے اور اگر نقلی ریشم ہے تو وہ لڑکے و لڑکی دونوں کے لئے جائز ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوا لہذا ان دونوں کے کفن میں بھی استعمال ہو سکتا ہے۔

بہار شریعت میں ہے ”کسم یا زعفران کا رنگا ہوا یا ریشم کا کفن مرد کو ممنوع ہے اور عورت کے لیے جائز یعنی جو کپڑا زندگی میں پہن سکتا ہے، اُس کا کفن دیا جاسکتا ہے اور جو زندگی میں ناجائز، اُس کا کفن بھی ناجائز۔“

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 4، صفحہ 819، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عز وجل و رسولہ اعلم علیٰ علیہ السلام

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

محمد ساجد عطاری

الجواب صحیح

مفتی فضیل رضا عطاری

23 جمادی الثانی 1438ھ 23 مارچ 2017ء

فتویٰ: 06

مرد کے لیے سونے کے بٹن لگانا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ مرد کے لئے سونے کے بٹن لگانا

جائز ہے یا نہیں؟ آجکل بٹن کا کچھ زیادہ رواج چلا ہوا ہے، شرعی رہنمائی فرمائیں؟

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

سونے کے بٹن لگانا، جائز ہے جبکہ بٹن زنجیر کے بغیر ہوں اور اگر زنجیر والے بٹن ہوں تو پھر ان کا استعمال جائز نہیں کہ یہ زنجیر زیور کے حکم میں ہے اور اس کا استعمال مرد کے لئے حرام ہے۔

علامہ علاؤ الدین حصکفی علیہ الرحمہ ورحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ”لاباس بازرار الذیہاج والذہب“ ترجمہ: ریشم اور سونے کے بٹن لگانے میں کوئی حرج نہیں۔

(درمختار، کتاب الحظر والاباحۃ جلد 9، صفحہ 586، مطبوعہ کوئٹہ)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ بہار شریعت میں فرماتے ہیں: ”سونے چاندی کے بٹن کرتے یا چکن میں لگانا، جائز ہے، جس طرح ریشم کی گھنڈی جائز ہے یعنی جبکہ بٹن بغیر زنجیر ہوں اور اگر زنجیر والے بٹن ہوں تو ان کا استعمال ناجائز ہے کہ یہ زنجیر زیور کے حکم میں ہے، جس کا استعمال مرد کو ناجائز ہے۔“

(بہار شریعت، جلد 3، حصہ 16، صفحہ 415، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عر و خ و ر س و لہ اعلم علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو حذیفہ محمد شفیق عطاری

15 ذوالحجۃ الحرام 1439ھ / 27 اگست 2018ء

الجواب صحیح

مفتی محمد قاسم عطاری

فتویٰ: 07

جاندار کی تصاویر والے کپڑے بچوں کو پہنانا اور ان کی خرید و فروخت کرنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ جاندار کے چہرے کی تصویر والے لباس بنانا اور بیچنا جائز ہے یا نہیں؟

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

کسی جاندار کی تصویر جس میں اس کا چہرہ موجود ہو اور اتنی بڑی ہو کہ زمین پر رکھیں تو اعضاء کی تفصیل بالکل واضح نظر آئے، اس طرح کی تصویر والے لباس بنانا، بیچنا، پہننا، پہنانا سب ناجائز ہے۔

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”جاندار کی تصویر بنانا مطلقاً حرام ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”ان اشد الناس عذاباً یوم القیمة المصورون۔“ اخرجہ احمد و مسلم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ (سب سے زیادہ سخت عذاب روز قیامت ان پر ہوگا جو جاندار کی تصویر بناتے ہیں۔ امام احمد اور مسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کی تخریج فرمائی ہے۔)

اور اس کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں یہاں تک کہ علماء فرماتے ہیں: جو تصویر دار کپڑے بنائے بیچے اس کی گواہی مردود ہے۔ فی الہندیۃ عن المحیط عن الاقضية اذا کان الرجل یبیع الشیاب المصورة او ینسجھا لا تقبل شہادۃ (فتاویٰ ہندیہ میں محیط عن الاقضية کے حوالے سے منقول ہے کہ جب کوئی شخص تصویروں والے کپڑے بنائے یا بیچے تو اس کی گواہی نامقبول ہے۔)

(فتاویٰ رضویہ، ج 24، ص 60-559، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”فولئو ہو یادیستی تصویر پوری ہو یا نیم قد، بنانا، بنوانا سب حرام ہے نیز اس کا عزت سے رکھنا حرام اگرچہ نصف قد کی ہو کہ تصویر فقط چہرہ کا نام ہے، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”اشد الناس عذاباً یوم القیامة من قتل نبیا و قتلہ نبی والمصورون:“ (قیامت کے دن سب سے زیادہ سخت عذاب اس پر ہے جس نے کسی نبی کو شہید کیا یا اسے نبی نے قتل فرمایا اور تصویر والوں پر) اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ان الملائکۃ لا تدخل بیتا فیہ کلب ولا صورة“ (رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس میں کتیا تصویر ہو) امام اجل ابو جعفر طحاوی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں: ”الصورة هو الرأس“ (فقط چہرہ تصویر ہے) (فتاویٰ رضویہ، ج 24، ص 568، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”کسی جاندار کی تصویر جس میں اس کا چہرہ موجود ہو اور اتنی بڑی ہو کہ زمین پر رکھ کر کھڑے سے دیکھیں تو اعضا کی تفصیل ظاہر ہو، اس طرح کی تصویر جس کپڑے پر ہو اس کا پہننا، پہنانا یا بیچنا، خیرات کرنا سب ناجائز ہے، اور اسے پہن کر نماز مکروہ تحریمی ہے جس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 24، ص 567، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عز وجل و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ

مفتی فضیل رضا عطاری

04 صفر المظفر 1438ھ 05 نومبر 2016ء

فتویٰ: 08

جانوروں کے کارٹون والے کپڑے بچوں کو پہنانا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ بچوں کو ایسے کپڑے جن پر بلی، کتا وغیرہ جانوروں کے واضح کارٹون بنے ہوتے ہیں، ایسے کپڑے بچوں کو پہنانا جائز ہے یا نہیں؟

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

کارٹونز کی تصویر کسی زندہ جاندار کی حکایت کرے تو وہ کارٹون جاندار کی تصویر کے حکم میں ہے اور کسی جاندار کی تصویر جس میں اس کا چہرہ موجود ہو اور اتنی بڑی ہو کہ زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھیں تو اعضا کی تفصیل ظاہر ہو، اس طرح کی تصویر جس کپڑے پر ہو اس کا پہننا اور پہنانا سب ناجائز و گناہ ہے۔

بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے ”ولیس ثوب فیہ تصاویر لانه یشبه حامل الصنم فیکره وفی الخلاصۃ و تکرہ التصاویر علی الثوب صلی فیہ اولم یصل وھذہ انکراہۃ تحریمۃ“ ترجمہ: اور ایسا کپڑا پہننا جس میں تصاویر ہوں مکروہ ہے اس لئے کہ اس میں بت اٹھانے والے کے ساتھ مشابہت ہے اور خلاصہ میں ہے کہ تصاویر والے کپڑے میں نماز پڑھے یا نہ پڑھے مکروہ ہے اور یہ کراہت تحریمی ہے۔ (البحر الرائق شرح کنز الدقائق، جلد 2، صفحہ 29، دارالکتاب الاسلامی، بیروت)

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ میں ارشاد فرماتے ہیں: ”کسی جاندار کی تصویر جس میں اس کا چہرہ موجود ہو اور اتنی بڑی ہو کہ زمین پر رکھ کر کھڑے سے دیکھیں تو اعضا کی تفصیل ظاہر ہو، اس طرح کی تصویر جس کپڑے پر ہو اس کا پہننا، پہنانا یا بیچنا، خیرات کرنا سب ناجائز ہے، اور اسے پہن کر نماز مکروہ تحریمی ہے جس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ ایسے کپڑے پر سے تصویر مٹا دی جائے یا اس کا سر یا چہرہ بالکل محو کر دیا جائے۔ اس کے بعد اس کا پہننا، پہنانا، بیچنا، خیرات کرنا، اس سے نماز، سب جائز ہو جائے گا۔ اگر وہ ایسے پکے رنگ کی ہو کہ مٹ نہ سکے دھل نہ سکے تو ایسے ہی پکے رنگ کی سیاہی اس کے سر یا چہرے

پر اس طرح لگا دی جائے کہ تصویر کا اتنا عضو محو ہو جائے صرف یہ نہ ہو کہ اتنے عضو کا رنگ سیاہ معلوم ہو کہ یہ محو و منافی صورت نہ ہو گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔“ (فتاویٰ رضویہ شریف، جلد 24، صفحہ 567، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

جو چیز خود پہننا ناجائز ہو وہ چیز کسی نابالغ کو پہننا بھی ناجائز ہے، چنانچہ بحر الرائق شرح کنز الدقائق میں ہے: ”وکرہ اللباس ذہب و حریر صبیلاں التحريم لما ثبت في حق الذكور و حرم اللبس حرم اللباس كالخمر لما حرم شربها حرم سقيها للصبی“ ترجمہ: چھوٹے بچوں کو سونے والا اور ریشمی لباس پہننا مکروہ (تحریمی) ہے اس لئے کہ مردوں کے حق میں حرمت ثابت ہو گئی ہے اور جس کا پہننا حرام ہے اس کا پہننا بھی حرام ہے جیسا کہ شراب جب اس کا پینا حرام ہے تو بچے کو اس کا پلانا بھی حرام ہے۔

(البحر الرائق شرح کنز الدقائق، جلد 8، صفحہ 217، دارالکتاب الاسلامی، بیروت)

البتہ کوئی ایسا کارٹون ہو جو کسی جاندار و زندہ کی حکایت نہ کرتا ہو بلکہ فرضی و خیالی بے جان اشیاء جیسے کوئی ڈبہ وغیرہ دوڑتا دکھائی دے تو ایسا کپڑا پہننا، پہنانا وغیرہ جائز ہے۔

واللہ اعلم عز وجل و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی ابو الحسن محمد ہاشم خان عطاری
01 رمضان المبارک 1435ھ 31 مئی 2014ء

فتویٰ: 09

سیاہ لباس پہننے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ سیاہ رنگ کا لباس پہننا شرعاً کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

سیاہ کپڑے بطور سوگ پہننا ناجائز و گناہ ہے سوائے عورت کے کہ وہ اپنے شوہر کی وفات کے غم میں صرف تین دن تک پہن سکتی ہے اور تین دن کے بعد اس کے لئے بھی جائز نہیں۔ اور اگر سیاہ کپڑے بطور سوگ یا اظہار غم کے لئے نہ پہنے جائیں تو جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔

چنانچہ بطور سوگ سیاہ کپڑے پہننے کے ناجائز ہونے کے بارے میں فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”لایجوز صیغ الشیاب اسودتأسفا علی المیت“ ترجمہ: میت کے سوگ کے طور پر سیاہ رنگ کے کپڑے پہننا جائز نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری، کتاب الکراہیۃ، الباب التاسع، ج 5، ص 333، مطبوعہ کوئٹہ)

عورت کا اپنے شوہر کی وفات کے غم میں تین دن تک سیاہ کپڑے پہننے کے جواز کے بارے میں علامہ عالم بن علاء الانصاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”وفی الیتیمہ سئل ابو الفضل عن المرأة یموت زوجها او ابوها او غیرها من الاقرباء فتصبغ ثوبها اسود فی المتن فتلبسها شہرین او ثلاثة او اربعة تأسفا علی المیت هل تعذر فی ذلک؟ فقال: لا، وسئل عنها علی بن احمد فقال: لا تعذر وھی آئمة فی ذلک الا الزوجة فی حق زوجها فانها تعذر الی ثلاثة ايام“ ترجمہ: اور ”یتیمہ“ میں ہے کہ علامہ ابو الفضل سے ایسی عورت کے بارے میں پوچھا گیا جس کا شوہر یا والد یا کوئی اور رشتے دار فوت ہو گیا، تو اس نے اپنے کپڑوں کو سیاہ رنگ سے رنگا اور متن میں ہے کہ دو یا تین یا چار ماہ میت کے غم کی وجہ سے سیاہ کپڑے پہنے رہی، تو کیا اس عورت کے لئے یہ جائز ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: نہیں اور علامہ علی بن احمد علیہ الرحمۃ سے یہی سوال پوچھا گیا (یعنی عورت کا میت کے غم میں سیاہ کپڑے پہننا)، تو انہوں نے فرمایا کہ اس عورت کے لئے (سیاہ کپڑے پہننا) جائز نہیں اور اگر پہنے گی تو گنہگار ہوگی، مگر یہ کہ بیوی کہ جب اس کا شوہر فوت ہو جائے تو صرف تین دن تک پہن سکتی ہے۔ (فتاویٰ تاتارخانیہ، کتاب الطلاق، ج 4، ص 55، مطبوعہ کراچی)

اور اگر سیاہ لباس پہننا سوگ یا غم کے اظہار کے لئے نہ ہو تو اس کے پہننے کے جواز کے بارے میں صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”اور سیاہ کپڑے غم ظاہر کرنے کیلئے نہ ہوں تو مطلقاً جائز ہیں۔“ (بہار شریعت، ج 2، ص 244، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

عبدالرب شاہ عطار مدنی

13 شعبان المعظم 1438ھ 10 مئی 2017ء

الجواب صحیح

مفتی محمد قاسم عطاری

خاص کفار یا فساق کی طرز کا لباس پہننا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ خاص کفار یا فساق کی طرز کا لباس پہننا کیسا؟

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

دریافت کردہ مسئلہ کی چند صورتیں ہیں:

(1) ایسا لباس جو خاص کفار کی طرز کا ہو اور ان کا مذہبی شعار (علامت) ہو، اُسے بغیر کسی شرعی ضرورت کے پہننا کفر ہے، کیونکہ اس میں کفار کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا پایا جاتا ہے، جیسے ہندوؤں کا زنار باندھنا یا ہندو پنڈتوں کا خاص مذہبی لباس جو وہ اپنی عبادت کے وقت ہی پہنتے ہیں۔

(2) اور ایسا لباس جو کفار کا مذہبی شعار تو نہ ہو، مگر ان کی قوم کا خاص لباس ہو، جیسے وہ دھوتی جو خاص ہندوؤں کی طرز کی ہو یا فاسقوں کی طرز کا مخصوص لباس ہو، مثلاً فی زمانہ عورتوں کا (Tights) تنگ اور چست لباس پہننا، کہ امام اہلسنت علیہ الرحمۃ نے اسے فساق کی وضع کا لباس قرار دیا، تو ایسا لباس پہننا مکروہ تحریمی، ناجائز و گناہ ہے۔

(3) اور ایسا لباس جو کفار کا مذہبی شعار نہ ہو اور نہ ہی ان کا مخصوص لباس ہو، بلکہ عام مسلمان بھی ویسا لباس پہنتے ہوں، مثلاً مردوں کا مہذب انداز کی پینٹ شرٹ پہننا، تو اس کا پہننا جائز ہے۔

کسی قوم سے مشابہت اختیار کرنے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”من تشبه بقوم فهو منهم“ ترجمہ: جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے، تو وہ انہیں میں سے ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة، جلد 2، صفحہ 203، مطبوعہ لاہور)

بیان کردہ حدیث پاک کے تحت علامہ علی قاری حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 1014ھ / 1605ء) لکھتے

ہیں: ”أی: من شبه نفسه بالكفار مثلاً فی اللباس وغیرہ، أو بالفساق أو بالفجار أو بأهل التصوف والصلحاء الأبرار (فہو منهم): أي فی الاثم والخیر“ ترجمہ: یعنی جس نے اپنے آپ کو کفار کے مشابہ کیا، مثلاً لباس وغیرہ میں یا فساق و فجار کے مشابہ کیا یا صوفیاء، صلحا اور نیک لوگوں کی مشابہت اختیار کی، تو وہ انہی کے

ساتھ ہوگا، یعنی (بُروں کے ساتھ) گناہ میں اور (اچھوں کے ساتھ) نیکی میں۔

(مرفاۃ المفاتیح، کتاب اللباس، جلد 8، صفحہ 222، رقم الحدیث 4347، مطبوعہ کوئٹہ)

خاتم المحدثین شاہ عبدالحق محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 1052ھ) لکھتے ہیں: ”المتعارف فی التشبه هو التلبس بلباس قوم، وبهذا الاعتبار أوردہ فی (کتاب اللباس)، وهو بإطلاقہ يشمل الأعمال والأخلاق واللباس سواء كان بالأخيار أو بالأشرار... وبالجملة حکم المشابهة للشيء حکمه، ظاهراً كان أو باطناً“ ترجمہ: مشابہت میں معروف یہی ہے کہ کسی قوم کا لباس پہن کر اس جیسا حلہ اپنایا جائے، اسی لیے اس حدیث پاک کو کتاب اللباس میں ذکر کیا گیا، البتہ یہ حدیث پاک اپنے اطلاق (مطلق ہونے) کی وجہ سے اعمال، اخلاق اور لباس وغیرہ سب کو شامل ہے، خواہ اچھوں کے ہوں یا بُروں کے... خلاصہ کلام یہ کہ جو کسی چیز کے مشابہ ہو اس کا حکم بھی ظاہری اور باطنی اعتبار سے اس چیز والا ہی ہوتا ہے۔

(لمعات التنقیح، جلد 7، صفحہ 356، کتاب اللباس، الفصل الثانی، مطبوعہ دار النور، دمشق)

اور مذکورہ حدیث پاک کو نقل کرنے کے بعد صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 1367ھ/1947ء) لکھتے ہیں: ”یہ حدیث ایک اصل کلی ہے، لباس و عادات و اطوار میں کن لوگوں سے مشابہت کرنی چاہیے اور کن سے نہیں کرنی چاہیے۔ کفار و فساق و فجار سے مشابہت بُری ہے اور اہل صلاح و تقویٰ کی مشابہت اچھی ہے، پھر اس تشبہ کے بھی درجات ہیں اور انھیں کے اعتبار سے احکام بھی مختلف ہیں۔ کفار و فساق سے تشبہ کا ادنیٰ مرتبہ کراہت ہے، مسلمان اپنے کو ان لوگوں سے ممتاز رکھے، کہ پہچانا جاسکے اور غیر مسلم کا شبہ اس پر نہ ہو سکے۔“

کفار سے لباس وغیرہ میں مشابہت اختیار کرنے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: ”اس طرح کے مسائل میں حق تحقیق و تحقیق حق یہ ہے کہ تشبہ دو وجہ پر ہے: التزامی و لزومی، التزامی یہ ہے کہ یہ شخص کسی قوم کے طرز و وضع خاص اسی قصد سے اختیار کرے کہ ان کی سی صورت بنائے ان سے مشابہت حاصل کرے حقیقۃً تشبہ اسی کا نام ہے اور لزومی یہ کہ اس کا قصد تو مشابہت کا نہیں مگر وہ وضع اس قوم کا شعار خاص ہو رہی ہے کہ خواہی نخواہی مشابہت پیدا ہوگی۔

التزامی میں قصد کی تین صورتیں ہیں: اول یہ کہ اس قوم کو محبوب و مرضی جان کر ان سے مشابہت پسند

کرے، یہ بات اگر مبتدع کے ساتھ ہو، (تو) بدعت اور کفار کے ساتھ (ہو، تو) معاذ اللہ کفر، حدیث ”من تشبه بقوم فهو منهم“ (جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے تو وہ، انہی میں سے شمار ہو گا۔) حقیقتاً صرف اسی صورت سے خاص ہے۔

دوم: کسی غرض مقبول کی ضرورت سے اسے (تشبہ) اختیار کرے وہاں اس وضع کی شاعت اور اس غرض کی ضرورت کا موازنہ ہو گا اگر ضرورت غالب ہو، تو بقدر ضرورت کا وقت ضرورت یہ تشبیہ کفر کیا معنی، ممنوع بھی نہ ہو گا، جس طرح صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے مروی کہ بعض فتوحات میں منقول رومیوں کے لباس پہن کر بھیجیں بدل کر کام فرمایا اور اس ذریعہ سے کفار اشرار کی بھاری جماعتوں پر باذن اللہ غلبہ پایا۔ سوم: نہ تو انہیں اچھا جانتا ہے نہ کوئی ضرورت شرعیہ اس پر حائل ہے، بلکہ کسی نفع دنیوی کے لئے یا یوہیں بطور ہزل و استہزاء اس کا مرتکب ہوا، تو حرام و ممنوع ہونے میں شک نہیں اور اگر وہ وضع ان کفار کا مذہبی دینی شعار ہے، جیسے زنار، قشقہ، چٹیا، چلیپا، تو علماء نے اس صورت میں بھی حکم کفر دیا اور فی الواقع صورت استہزاء میں حکم کفر ظاہر ہے۔

اور تشبہ لزومی میں بھی حکم ممانعت ہے، جبکہ اکراہ وغیرہ مجبوریاں نہ ہوں جیسے انگریزی منڈا، انگریزی ٹوپی، جاکٹ، پتلون، الٹا پردہ، اگرچہ یہ چیزیں کفار کی مذہبی نہیں مگر آخر شعار ہیں تو ان سے بچنا واجب اور ارتکاب گناہ۔ ولہذا علماء نے فساق کی وضع کے کپڑے موزے سے ممانعت فرمائی۔۔۔ اس تحقیق سے روشن ہو گیا کہ تشبہ وہی ممنوع و مکروہ ہے جس میں فاعل کی نیت تشبہ کی ہو یا وہ شے ان بد مذہبوں کا شعار خاص یا فی نفسہ شرعاً کوئی حرج رکھتی ہو، بغیر ان صورتوں کے ہر گز کوئی وجہ ممانعت نہیں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 24، صفحہ 530، 534، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

کفار کا ایسا لباس جو ان کا شعار تو نہ ہو، لیکن ان کے ساتھ یا فاسقوں کے ساتھ خاص ہو، اسے پہننے کے متعلق امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”اگر (کوئی لباس) کافروں یا فاسقوں سے کوئی خصوصیت رکھتا ہو، تو پھر اس کا استعمال بھی ناجائز ہے۔۔۔ اور دھوتی (جو خاص ہندوؤں کی طرز کی ہو) دو وجوہ کی بناء پر ممنوع قابل ترک ہے، ایک اس لئے کہ ہندوؤں کا لباس ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 192، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

تنگ اور چست لباس پہننے میں وضع فساق ہونے کے متعلق امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”یونہی

(عورتوں کے) تنگ پائچے بھی، نہ چوڑی دار ہوں، نہ ٹخنوں سے نیچے، نہ خوب چست بدن سے سلعے، کہ یہ سب وضع فُتاق ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 162، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

کفار سے اُن کے مذہبی شعار میں مشابہت اختیار کرنے کے متعلق موسوعۃ الفقہیہ میں ہے: ”ذہب الحنفیۃ علی الصحیح عندہم، والمالکیۃ علی المذہب، وجمہور الشافعیۃ إلی: أن التشبہ بالكفار فی اللباس الذی ہو شعار لہم بہ یتمیزون عن المسلمین، یحکم بکفر فاعلہ ظاہراً، آی فی أحکام الدنیا“ ترجمہ: صحیح مذہب پر احناف، مالکیہ اور جمہور شافعیہ کا یہ مذہب ہے کہ کفار کے ساتھ ایسے لباس میں مشابہت اختیار کرنا، جو ان کا شعار ہو اور وہ اُس لباس کے ذریعے مسلمانوں سے ممتاز ہوتے ہوں، تو ایسے لباس میں اُن کی مشابہت اختیار کرنے والے پر ظاہر اُنیعی و نیوی احکام میں کفر کا حکم دیا جائے گا۔

(الموسوعة الفقہیہ الکویتیہ، جلد 12، صفحہ 5، مطبوعہ وزارت اوقاف، کویت)

واللہ اعلم عر و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

06 ذوالحجۃ الحرام 1442ھ / 17 جولائی 2021ء

فتویٰ: 11

لہنگا پہننا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ہمارے ہاں عورتوں کو لہنگا پہننا اور لہنگا پہن کر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

فی زمانہ ہمارے ملک پاکستان میں جس قسم کا بڑے سائز کا پورے بدن کو اچھی طرح ڈھانپ دینے والا لہنگا رائج ہے اس طرح کا لہنگا پہننا اور اسے پہن کر نماز پڑھنا جائز ہے کیونکہ لہنگا فی زمانہ شعار کفار نہیں رہا، بلکہ مسلم خواتین میں بھی عام و شائع ہو چکا ہے اور لہنگا پہننے سے ستر عورت بھی ہو جاتا ہے، لہذا فی زمانہ لہنگا پہننے میں حرج نہیں ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں: ”

تشبیہ وہی ممنوع و مکروہ ہے، جس میں فاعل کی نیت تشبیہ کی ہو یا وہ شے ان ہندو ہوں کا شعارِ خاص یا فی نفسہ شرعاً کوئی حرج رکھتی ہو، بغیر ان صورتوں کے ہر گز کوئی وجہ ممانعت نہیں۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 24، صفحہ 534، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فتاویٰ امجدیہ میں اپنے زمانے میں لہنگا پہن نماز پڑھنے کے متعلق فرماتے ہیں: ”لہنگے سے بھی نماز ہو جائے گی، جبکہ ستر ہو جاتا ہو، مگر یہ ہندوؤں کا لباس ہے۔ مسلمان عورتیں اس سے اجتناب کریں۔۔۔ نماز کے لیے ستر عورت فرض ہے۔ جب ستر عورت ہو جائے، نماز ہو جائے گی۔“

(فتاویٰ امجدیہ، جلد 1، صفحہ 182، مطبوعہ مکتبہ رضویہ، کراچی)

فتاویٰ امجدیہ میں لہنگے کو ہندوؤں کا لباس قرار دیا ہے، لیکن اب ہمارے زمانے میں ایسا نہیں ہے اور جب شعار بدل جائے تو حکم بدل جاتا ہے، جیسا کہ فتاویٰ فقیہ ملت میں ہے: ”جو لباس کسی قوم کے ساتھ خاص نہ ہو یا پہلے خاص تھا، اب خاص نہ رہا، عام ہو گیا، وہ کسی قوم کا خاص لباس نہیں کہلائے گا۔ اگرچہ وہ اس قوم کا ایجاد کردہ ہے۔۔۔۔۔ پینٹ کا استعمال (جو پہلے صرف انگریزوں کے ساتھ ہی خاص تھا) اب بالکل عام ہو چکا ہے، ہندو و مسلم ہر کوئی اس کو استعمال کرتا ہے۔ کسی قوم کے ساتھ خاص نہ رہا۔ اس لیے اگر پینٹ ایسا ڈھیلا ہو کہ نماز ادا کرنے میں دشواری نہ ہو، تو اسے پہن کر نماز جائز ہے۔“

(فتاویٰ فقیہ ملت، جلد 1، صفحہ 179، مطبوعہ شبیر ادرز، لاہور)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

16 رجب المرجب 1439ھ 03 اپریل 2018ء

فتویٰ: 12

عورت کے لیے چست اور تنگ لباس پہننے کا حکم؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ عورت کا ٹائٹ پاجامہ پہننا کیسا ہے؟ آجکل مارکیٹ میں یہ پاجامے ٹائٹس کے نام سے ہی جکتے ہیں، انہی میں پینٹ کی ایک قسم ٹائٹ بھی ہے، عورت کا یہ پہننا کیسا ہے؟ اس کو پہن کر عورت کی پنڈلیوں کی پوری ہیئت واضح ہوتی ہے بلکہ بعض اوقات تو چاک اتنے کھلے ہوتے ہیں کہ جسم تو ظاہر نہیں ہو رہا ہوتا اور نہ ہی جسم چمک رہا ہوتا ہے، البتہ رانوں کی سائیدوں

کا اوپر تک کے حصہ کی ہیئت ظاہر ہوتی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

ٹائٹس تو بنائی ہی اس لیے جاتی ہیں کہ عضو کی ہیئت ظاہر ہو، ایسے کپڑے اگرچہ موٹے ہوں، مگر پھر بھی ایک طرح کی بے ستری ہے، عضو کی پوری بناوٹ ظاہر ہوتی ہے، لہذا بے پردگی کی وجہ سے بھی ناجائز ہے۔ یونہی کافرہ اور فاسقہ عورتوں سے مشابہت بھی ہے یہ بھی ممنوع و ناجائز ہونے کی دلیل، اس لئے مسلمان عورتیں اس کے قریب بھی نہ جائیں۔ الامان والحفیظ اسے تو حدیث شریف میں قیامت کی نشانیوں میں شمار کیا گیا ہے کہ عورتیں کاسیات عاریات ہوں گی یعنی لباس پہنیں گی مگر برہنہ ہوں گی، اس کی شرح میں یہ بھی فرمایا گیا ہے کہ چست لباس پہنے گی جس سے بدن کی بناوٹ ظاہر ہوگی۔

الغرض گھر کے مردوں کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ گھر کی خواتین کونت نئی بے پردگیوں سے باز رکھیں ورنہ باوجود قدرت و استطاعت نہ روکنے کی وجہ سے وہ بھی سخت گنہگار ہوں گے عورتوں کو شرم و حیا اور پردہ کی تلقین کریں، گھر سے باہر نکلنے میں کسی قسم کی بے پردگی نہ ہو، اس کا لحاظ رکھا جائے۔ قیامت کے دن دردناک عذاب اور اپنے کیے کے حساب کا خوف کرتے ہوئے شریعت کے دائرے میں زندگی بسر کی جائے۔

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں ”چوڑی دار پاجامہ پہننا منع ہے کہ وضع فاسقوں کی ہے۔ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آداب اللباس میں فرماتے ہیں: سراویل کہ در عجم متعارف است کہ اگر زیر شتالنگ باشد یا دوسہ چین واقع شود بدعت و گناہ است۔ شلوار جو عجمی علاقوں میں مشہور و معروف ہے اگر ٹخنوں سے نیچے ہو یا دو تین انچ (ٹکین) نیچے ہو تو بدعت اور گناہ ہے۔

یونہی بوتام لگا کر پنڈلیوں سے چمٹا ہوا بھی ثقہ لوگوں کی وضع نہیں۔ آدمی کو بد وضع لوگوں کی وضع سے بھی بچنے کا حکم ہے، یہاں تک کہ علماء درزی اور موچی کو فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص فاسقوں کے وضع کے کپڑے یا جوتے سلوائے نہ سیرا اگرچہ اس میں اجر کثیر (بہت زیادہ مال) ملتا ہو۔

فتاویٰ امام قاضی خاں میں ہے: الاسکاف والخیاط اذا استوجرا علی خیاطۃ شیء من زی

الفساق ویعطی له فی ذلک کثیر الاجر لایستحب له ان یعمل لانه اعانة علی المعصیة۔ اگر موچی یا درزی سے جب فاسقوں کی وضع کے مطابق کوئی چیز بنوانے یا سلوانے کے لئے اجارہ کیا جائے اور اس کام کے لئے اسے بہت اجرت دی جائے، تو اس کے لئے یہ کام کرنا بہتر نہیں اس لئے کہ یہ گناہ کے سلسلے میں امداد ہے۔ تو یہ پاجامہ بھی اس راہ سے شرعی نہ ہوا، اگرچہ ٹخنوں سے اونچا ہونے میں حد شرع سے متجاوز نہیں، شرعی کہنا اگر صرف اسی حیثیت سے ہے تو وجہ صحت رکھتا ہے۔ اور اگر مطلقاً مرضی و پسندیدہ شرعی مراد جیسا کہ ظاہر لفظ کا یہی مفاد تو صحیح نہیں۔ واللہ سبحنہ و تعالیٰ اعلم۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 172، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اسی فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”یونہی تنگ پائے بھی نہ چوڑی دار ہوں نہ ٹخنوں سے نیچے، نہ خوب چست بدن سے سلے کہ یہ سب وضع فساق ہے اور ساتر عورت کا ایسا چست ہونا کہ عضو کا پورا انداز بتائے یہ بھی ایک طرح کی بے ستری ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو پیشگوئی فرمائی کہ نساء کاسیات عاریات ہوں گی کپڑے پہنے نکلیاں، اس کی وجہ تفسیر سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کپڑے ایسے تنگ چست ہوں گے کہ بدن کی گولائی فرہی انداز اوپر سے بتائیں گے جیسے بعض لکھنؤ والیوں کی تنگ شلواریں چست کرتیاں۔ ردالمحتار میں ہے: ”فی الذخیرۃ وغیرہا ان کان علی المرأة ثیاب فلا یاس ان یتأمل جسدہا اذالم تکن ثیابہا ملتزقة بہا بحیث نصف ماتحتہا وفی التبیین قالوا ولا یاس بالتأمل فی جسدہا وعلیہا ثیاب مالم یکن ثوب یبین حجمہا فلا ینظر الیہ حنیئذ لقوله علیہ الصلوۃ والسلام من قامل خلف امرأۃ ورأی ثیابہا حتی تبین له حجم عظامہا لم یرح رائحة الجنة ولانه متی کان یصف یمین میں ناظر الی اعضائہا۔ اہ ملخصاً۔ ذخیرہ وغیرہ میں ہے کہ اگر عورت نے لباس پہن رکھا ہو تو اس کے جسم کو دیکھنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ لباس اس قدر تنگ اور چست نہ ہو کہ سب کچھ عیاں ہونے لگے۔ تبیین میں ہے کہ ائمہ کرام نے فرمایا: جب عورت لباس پہنے ہو تو اس کی طرف دیکھنے میں کچھ حرج نہیں بشرطیکہ لباس ایسا تنگ اور چست نہ ہو جو اس کے حجم کو ظاہر کرنے لگے (اگر ایسی صورت حال ہو تو پھر اس طرف نہ دیکھا جائے)۔ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کی وجہ سے کہ آپ نے فرمایا کہ جس کسی نے عورت کو پیچھے سے دیکھا اور اس کے لباس پر نظر پڑی یہاں تک کہ اس کی ہڈیوں کا حجم واضح اور ظاہر ہو گیا تو ایسا

شخص (جو غیر محرم کو بغور دیکھ کر لطف اندوز ہونے والا ہے) جنت کی خوشبو تک نہ پائے گا اور اس لئے کہ لباس سے اندازِ قدم و قامت ظاہر ہو تو اس لباس کو دیکھنا مخفی اعضاء کو دیکھنے کے مترادف ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 162، 163، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

میرے پیر و مرشد حضرت علامہ مولانا محمد الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ کی کتاب پر دے کے بارے سوال جواب میں ہے ”سوال: گھر سے باہر نکلتے وقت اسلامی بہنوں کو کن کن باتوں کا خیال رکھنا چاہئے؟“

جواب: شرعی اجازت کی صورت میں گھر سے نکلتے وقت اسلامی بہن غیر جاوِ ب نظر کپڑے کا ڈھیلا ڈھالا مدنی بُرقع اوڑھے، ہاتھوں میں دستانے اور پاؤں میں جڑاویں پہنے۔ مگر دستانوں اور جڑاویں کا کپڑا اتنا باریک نہ ہو کہ کھال کی رنگت جھلکے۔ جہاں کہیں غیر مردوں کی نظر پڑنے کا امکان ہو وہاں چہرے سے نقاب نہ اٹھائے مثلاً اپنے یا کسی کے گھر کی سیڑھی اور گلی محکمہ وغیرہ۔ نیچے کی طرف سے بھی اس طرح بُرقع نہ اٹھائے کہ بدن کے رنگ برنگے کپڑوں پر غیر مردوں کی نظر پڑے۔ واضح رہے کہ عورت کے سر سے لے کر پاؤں کے گٹوں کے نیچے تک جسم کا کوئی حصہ بھی مثلاً سر کے بال یا بازو یا کلائی یا گلا یا پیٹ یا پنڈلی وغیرہ اجنبی مرد (یعنی جس سے شادی ہمیشہ کیلئے حرام نہ ہو) پر بلا اجازت شرعی ظاہر نہ ہو بلکہ اگر لباس ایسا مسین یعنی پتلا ہے جس سے بدن کی رنگت جھلکے یا ایسا چست ہے کہ کسی عضو کی یمت (یعنی شکل و صورت یا ابھار وغیرہ) ظاہر ہو یا دوپٹہ اتنا باریک ہے کہ بالوں کی سیاہی چمکے یہ بھی بے پردگی ہے۔“

واللہ اعلم، مولانا محمد الیاس قادری دامت برکاتہم العالیہ

کتبہ

مفتی فضیل رضا عطاری

16 محرم الحرام 1436ھ 10 نومبر 2014ء

فتویٰ: 13

عورت کا پینٹ پہننا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ لڑکیاں پینٹ شرٹ پہن سکتی ہیں؟ بالکل جسم کے ساتھ ملی ہوئی اور دوسری وہ پینٹ شرٹ جو کھلی کھلی ہو دونوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

عورت کو پیٹ شرت پہننے کی قطعاً اجازت نہیں، چاہے پیٹ جسم سے چپکی ہوئی ہو یا کھلی ہو، اس کی ممانعت کئی وجوہ سے ہے: ایک تو اس لئے کہ اس میں مردوں کی مشابہت ہے اور مردوں سے مشابہت ممنوع ہے۔ امام بخاری اور امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”لعن اللہ المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال“ یعنی مردوں میں سے عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے اور عورتوں میں سے مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

(صحیح البخاری، 333/10، رقم الحدیث 5886، جامع ترمذی 5/98، رقم الحدیث 2784)

حافظ ابو داؤد و رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا ابن ابی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: ”قيل لعائشة ان امرأة تلبس النعل فقالت لعن رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم الرجل من النساء“ یعنی حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بارگاہ میں عرض کی گئی کہ ایک عورت مردانی وضع کی جوتی پہنتی ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسول اکرم نور مجسم شاہ بنی آدم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مردانی وضع اختیار کرنے والی عورت پر لعنت فرمائی۔ (ابوداؤد 4099/4 مطبوعہ بیروت)

علامہ عبد الرؤف مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث کے لفظ ”الرجلة“ کی تشریح میں لکھتے ہیں: ”التي تشبه بالرجال في زيهم او مشيهم او رفع صوتهم او غير ذلك“ یعنی اس عورت پر لعنت فرمائی جو مردوں سے ان کے طریقہ، ان کے چلنے، آواز بلند کرنے اور اس کی مثل دیگر باتوں میں مشابہت اختیار کرے۔

(فيض القدير 4991/10 مطبوعہ مكة المكرمة)

حضرت علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کی شرح میں لکھتے ہیں: ”تلبس النعل التي تختص بالرجال“ یعنی وہ عورت ایسی جوتی پہنتی تھی جو مردوں کے ساتھ خاص ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح 246/8 مطبوعہ کوئٹہ)

علامہ عبد الرؤف مناوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”يحرم على الرجل التشبه بالنساء وعكسه في لباس اختص به المشبه“ یعنی مرد و عورت کا ایک دوسرے کے ایسے لباس میں مشابہت اختیار

کرنا ممنوع ہے جو دوسرے کے ساتھ خاص ہو۔ (فیض القدیر 4991/10 مطبوعہ مکتۃ المکرمہ)

اس میں ممانعت کی دوسری وجہ یہ ہے کہ ایسے لباس کا پہننا فاسقہ عورتوں کا طریقہ کار ہے اور انہی کے ساتھ خاص ہے اور لباس کے بارے میں یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ وہ لباس جو فاسقوں کے ساتھ خاص ہو اس کا پہننا ممنوع ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالیٰ لباس کے بارے میں تیسرا قاعدہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”سوم لحاظ وضع کہ نہ زی کفار باشد نہ طرق فساق (یعنی) تیسری بات جس کا لحاظ ضروری ہے وہ یہ ہے کہ وہ لباس کفار اور فساق کے طریقہ پر نہ ہو۔“

(فتاویٰ رضویہ 190/22 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

اس طرح کا لباس پہننے میں تیسری قباحت یہ ہے کہ اس عورت کی پنڈلی وغیرہ کی مکمل ہیئت ظاہر ہوگی اور یہ بھی ممنوع ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں: ”یونہی تنگ پانچے بھی نہ چوڑی دار ہوں نہ ٹخنوں سے نیچے، نہ خوب چست بدن سے سلے، کہ یہ سب وضع فساق ہے اور ساتر عورت کا ایسا چست ہونا کہ عضو کا پورا انداز بتائے یہ بھی ایک طرح کی بے ستری ہے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو پیشگوئی فرمائی کہ نساء کاسیات عاریات ہوں گی کپڑے پہنے نکلیاں، اس کی وجوہ تفسیر میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کپڑے ایسے تنگ ہوں گے کہ بدن کی گولائی فریبی انداز اوپر سے بتائیں گے جیسے کہ بعض لکھنؤ والیوں کی تنگ شلواریں چست کرتیاں۔“

(فتاویٰ رضویہ 163,162/22 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

واللہ اعلم بزررسلہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

ابو حمزہ محمد حسان عطاری

10 ربیع الاول 1432ھ 14 فروری 2011ء

الجواب صحیح

مفتی فضیل رضا عطاری

فتویٰ: 14

عورت کا باریک لان کے کپڑے پہننا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ آج کل مارکیٹ میں باریک لان کے کپڑے کثرت سے موجود ہیں، خواتین یہ لان بڑے شوق سے پہنتی ہیں، حالانکہ ان کے باریک ہونے کی وجہ سے جسم کی رنگت ظاہر ہوتی ہے۔ سوال یہ ہے کہ خواتین کا ایسا باریک لباس پہننا شرعاً کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

انسان کے لیے لباس اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ بہت بڑی نعمت ہے، کہ اس کے ذریعے انسان پردہ اور زینت اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ دیگر کئی فوائد بھی حاصل کرتا ہے۔ اس نعمت اور اس کے بعض فوائد کا ذکر قرآن پاک میں بھی موجود ہے۔ لہذا اسے خدا کا احسان سمجھتے ہوئے چاہئے کہ اس رب کریم کے رحمت و برکت والے دین، اسلام کی تعلیم کے مطابق ہی اسے استعمال کریں اور ہر اس انداز اور طریقے سے بچیں جو خدا کی مرضی کے خلاف ہے، مگر افسوس کہ آج کل معاشرے میں جس طرح دیگر برائیاں دن بدن بڑھتی چلی جا رہی ہیں، وہیں لباس کے معاملے میں بھی فیشن یا معیار کے نام پر شرعی احکام کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ لباس یا تو پورے ستر کو ڈھانپنے والا ہی نہیں ہوتا، بلکہ بازو، سینہ، گردن وغیرہ کھلے ہوتے ہیں یا اتنا باریک ہوتا ہے کہ جس سے جسم کی رنگت جھلکتی ہے یا اتنا تنگ اور چست ہوتا ہے کہ اس سے نسوانی اعضاء کے ابھار واضح طور پر محسوس ہوتے ہیں، حالانکہ لباس کے معاملے میں اسلامی اصول بہت واضح ہیں اور وہ یہ کہ عورت کا چہرے کی نکلی، دونوں ہتھیلیوں اور دونوں قدموں کے علاوہ تمام بدن ستر میں داخل ہے یعنی عورت کے لیے غیر محرم کے سامنے بدن کے اتنے حصے کو چھپانا ضروری ہے اور فتنے کے خوف کی وجہ سے فی زمانہ عورت کو چہرے کے پردے کا بھی حکم ہے، لہذا عورت کا لباس ایسا ہونا چاہئے جو بدن کو اچھی طرح چھپا سکے اور ایسا لباس جو بدن کو نہ ڈھانپے یا بظاہر بدن کو تو ڈھانپ لے، لیکن اتنا باریک ہو کہ جس سے بدن کی رنگت جھلکے یا باریک تونہ ہو، لیکن اتنا چست اور تنگ ہو کہ جس سے اعضاء کی ہیئت واضح طور پر معلوم ہو، تو ایسا لباس (سوائے شوہر کے) غیر محرم کے سامنے مطلقاً اور کئی صورتوں میں محرم کے سامنے پہننا بھی ناجائز اور گناہ ہے، جیسے محرم کے سامنے سرین یارانوں کی ہیئت واضح ہو، کیونکہ یہ لباس پردہ نہیں، بلکہ بے پردگی ہے اور ایسا لباس پہننے والی عورتوں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ جنت کی خوشبو تک نہ سونگھیں گی۔

اور بالخصوص وہ لباس جس سے اعضاء ستر (بدن کے وہ اعضاء جنہیں چھپانے کا حکم ہے) مکمل چھپے ہوئے نہ ہوں یا بظاہر چھپے تو ہوں، لیکن کپڑا باریک ہونے کی وجہ سے جسم کی رنگت ظاہر ہو رہی ہو، تو ایسے لباس کی ایک بہت بڑی خرابی یہ بھی ہے کہ اسے پہن کر عورت کی نماز ادا نہیں ہوگی، اگرچہ وہ تنہائی میں ہی نماز پڑھے، کیونکہ نماز کے لیے چھپانے کے حکم میں داخل بدن کو چھپانا شرط ہے اور ان اعضاء میں سے کسی

عضو کا چوتھائی حصہ کھلا ہو یا کپڑا باریک ہونے کی وجہ سے اس عضو کی رنگت ظاہر ہو رہی ہو، تو ایسی حالت میں نماز شروع ہی نہیں ہوتی، بلکہ ذمہ پر باقی رہتی ہے، اس طرح اگر ہزار نمازیں بھی ادا کی ہوں، تو ان سب کو دوبارہ ادا کرنا فرض ہے۔ پس اس بات سے بھی بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جو لباس دیگر خرابیوں کے ساتھ اللہ عز و جل کے حق کو پورا کرنے (نماز کی ادائیگی) میں بھی رکاوٹ بنتا ہو، وہ کس قدر بُرا لباس ہے؟ لہذا عورت کا نماز اور اس کے علاوہ بھی باریک لان (جس سے بدن چمکے) یا ایسا کوئی بھی کپڑا پہننا، ناجائز و ممنوع ہے کہ جس سے شرعی پردہ نہ ہو سکے۔

پھر فیشن اور برانڈ کے نام پر ایسے لباس بنانے اور بے حیائی کے گھٹیا سے گھٹیا حیا سوز مناظر کے ساتھ ان کی تشہیر کرنے والی اور کروانے والی کمپنیوں خصوصاً ایسے اشتہار دکھانے والے چینلز کو بھی اپنے طرز عمل پہ خوب غور کر لینا چاہیے کہ وہ دانستہ یا نادانستہ طور پر کفار اور شیطان کی خواہش کے مطابق اسلامی احکام و تعلیمات کے خلاف شیطانی و شہوانی کلچر عام کر کے مسلمانوں میں بے حیائی، عریانی اور بے پردگی کو فروغ دے رہے ہیں، حالانکہ ایسوں کے بارے میں قرآن پاک میں سخت وعید بیان کی گئی ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُحِبُّونَ أَنْ تَشِيعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِينَ آمَنُوا لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ﴾ ترجمہ: بیشک جو لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات پھیلے، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

(پارہ 18، سورۃ النور، آیت 19)

اور بے حیائی پھیلانے کی مختلف صورتوں میں سے ایک حیا سے عاری لباس والے کلچر کو عام کرنا بھی ہے۔ لہذا اس میں مبتلا افراد کو سوچنا چاہیے کہ وہ بروز قیامت اپنے رب کو کیا منہ دکھائیں گے؟ اور قرآن کریم کے واضح احکام کے باوجود اس کلچر کو عام کرنے کا ان کے پاس کیا جواب ہوگا؟ یقیناً وہ اس کا جواب نہیں دے پائیں گے۔

لباس کے بارے میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿يَسِّرْ لَكُمْ سُبُلَكُمْ لِيَبَسَّ يُوَارِثُ سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا﴾ ترجمہ کنز العرفان: اے آدم کی اولاد! بیشک ہم نے تمہاری طرف ایک لباس وہ اتارا جو تمہاری شرم کی چیزیں چھپاتا ہے اور (ایک لباس وہ جو) زیب و زینت ہے۔ (پارہ 8، سورۃ الاعراف، آیت 26)

اور بے پردگی سے منع کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَبْكَرْنَ بَعْثَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى﴾ ترجمہ

کنز العرفان: اور بے پردہ نہ رہو جیسے پہلی جاہلیت کی بے پردگی۔ (پارہ 22، سورۃ الاحزاب، آیت 33)

اس آیت کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے: ”(ایک قول یہ ہے کہ) اگلی جاہلیت سے مراد اسلام سے پہلے کا زمانہ ہے، اس زمانے میں عورتیں اتراتی ہوئی نکلتی اور اپنی زینت اور محاسن کا اظہار کرتی تھیں، تاکہ غیر مرد انہیں دیکھیں، لباس ایسے پہنتی تھیں جن سے جسم کے اعضا اچھی طرح نہ ڈھکیں۔“

(تفسیر صراط الجنان تحت هذه الآية، ج 8، ص 21، مکتبہ المدینہ، کراچی)

اور شرعی پردہ نہ کرنے والی عورتوں کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”صنفان من اهل النار لم ارهما:۔۔۔۔۔۔ نساء کاسیات، عاریات، ممیلات، مائلات، رءوسهن کاسنمة البخت المائلة، لا یدخلن الجنة ولا یجدن ریحها وان ریحها لیوجد من مسیرة کذا وکذا“ ترجمہ: دوزخیوں کی دو جماعتیں ایسی ہیں، جنہیں میں نے (اپنے زمانے میں) نہیں دیکھا۔ (میرے بعد والے زمانے میں ہوں گی۔ ایک جماعت) ایسی عورتوں کی ہوگی جو بظاہر کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی، لیکن حقیقت میں بے لباس اور ننگی ہوں گی، بے حیائی کی طرف دوسروں کو مائل کرنے اور خود مائل ہونے والی ہوں گی، ان کے سر ایسے ہوں گے، جیسے بختی اونٹوں کی ڈھلکی ہوئی کوہانیں ہوں، یہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو سونگھیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے محسوس کی جائے گی۔

(صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب النساء الکاسیات۔۔ الخ، ج 3، ص 1680، مطبوعہ بیروت)

اس حدیث پاک کے تحت مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح میں ہے: ”یسترن بعض بدنهن ویکشفن بعضه اظہارا لجمالهن وابرارا لکمالهن وقیل: یلبسن ثوبا رقیقا یصف بدنهن وان کن کاسیات للشیاب عاریات فی الحقیقة“ ترجمہ: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے حسن و جمال اور بدن کے کمال کو ظاہر کرنے کی غرض سے کچھ بدن چھپا کر رکھیں گی اور کچھ بدن کھول کر اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ باریک کپڑے پہنیں گی، جس سے ان کا بدن جھلکے گا، اگرچہ یہ عورتیں بظاہر کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی، لیکن حقیقت میں بے لباس اور ننگی ہوں گی۔

(مرقاة المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج 6، ص 2302، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”عورت اگر نامحرم کے سامنے اس طرح آئے کہ اس کے بال، گلے اور گردن یا پیٹھ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر ہو یا لباس ایسا باریک ہو کہ ان چیزوں سے کوئی حصہ اس

میں سے چمکے، تو یہ بالاجماع حرام اور ایسی وضع و لباس کی عورتیں فاسقات ہیں اور ان کے شوہر اگر اس پر راضی ہوں یا حسبِ مقدور بند و بست نہ کریں، تو دیوث ہیں۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 6، ص 509 تا 510، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

مزید ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں: ”نہ (لباس) خوب چست بدن سے سکے، کہ یہ سب وضع فساق ہے اور ساتر عورت کا ایسا چست ہونا کہ عضو کا پورا انداز بتائے، یہ بھی ایک طرح کی بے ستری ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 22، ص 162 تا 163، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

اور صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”بعض عورتیں بہت باریک کپڑے پہنتی ہیں، مثلاً آب رواں یا جالی یا باریک ململ ہی کا ڈوپٹا (دوپٹا)، جس سے سر کے بال یا بالوں کی سیاہی یا گردن یا کان نظر آتے ہیں۔ اس حالت میں (ان کی طرف) نظر کرنا حرام اور ایسے موقع پر ان کو اس قسم کے کپڑے پہننا بھی ناجائز۔“

عورت کے لیے کن اعضاء کا پردہ ضروری ہے، اس بارے میں درمختار میں ہے: ”(واللحرة)۔ (جميع بدنھا) حتی شعرھا النازل فی الاصح (خلا الوجه والكفین)۔ (والقدمین)۔ (وتمنع) المرأة الشابۃ (من كشف الوجه بین رجال)۔ (لخوف الفتنة)“ ترجمہ: چہرے کی نکلی، دونوں ہتھیلیوں اور دونوں قدموں کے علاوہ، آزاد عورت کا تمام بدن، حتیٰ کہ لٹکے ہوئے بال بھی ستر عورت ہیں۔ اور فی زمانہ خوفِ فتنہ کی وجہ سے مردوں کے سامنے جوان عورت کو اپنا چہرہ ظاہر کرنا بھی منع ہے۔

(درمختار، ج 1، ص 405 تا 406، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

نماز میں ستر عورت کے حوالے سے صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”ستر عورت ہر حال میں واجب ہے، خواہ نماز میں ہو یا نہیں۔ اتنا باریک کپڑا جس سے بدن چمکتا ہو، ستر کے لئے کافی نہیں، اس سے نماز پڑھی تو نہ ہوئی۔ یونہی اگر چادر میں سے عورت کے بالوں کی سیاہی چمکے، نماز نہ ہوگی۔ بعض لوگ باریک ساڑیاں اور تہبند باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ان چمکتی ہے، ان کی نمازیں نہیں ہوتیں اور ایسا کپڑا پہننا جس سے ستر عورت نہ ہو سکے، علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔ اگر نماز شروع کرتے وقت عضو کی چوتھائی کھلی ہے، یعنی اسی حالت پر اللہ اکبر کہہ لیا، تو نماز منعقد ہی نہ ہوئی۔“

(بہار شریعت، ج 1، ص 479 تا 482، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

نوٹ: اس بارے میں مزید مفید معلومات حاصل کرنے کے لیے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب بنام ”پردے کے بارے میں سوال جواب“ کا مطالعہ فرمائیں۔

واللہ اعلم، عز وجل ورسولہ اعلم، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

30 شوال المکرم 1441ھ 22 جون 2020ء

فتویٰ: 15

عورت کا کارولر والی قمیص پہننا

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت کا کارلر (Collar) والی قمیص پہننا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

وہ کارلر (Collar) جو عورتوں کی قمیصوں پر لگائے جاتے ہیں اور ان کو مخصوص انداز کے مطابق عورتوں کے لیے ہی تیار کیا جاتا ہے اور ایسی کارولر والی قمیص مردانہ قمیص کے مشابہ نہیں ہوتی، تو اس طرح کے کارولر والی قمیص عورت کو پہننا جائز ہے، کہ یہ عورتوں کا ہی لباس ہے، جو ان کے لیے جائز ہے، نیز اس میں ممانعت کی وجہ یعنی مردوں سے مشابہت بھی نہیں پائی جارہی، البتہ وہ کارلر جو مردوں کی قمیصوں یا شرٹس (Shirts) پر لگائے جاتے ہیں اور وہ مردوں کے ساتھ ہی خاص ہوتے ہیں اور عورتوں کی قمیصوں پر لگنا معروف نہیں ہے۔ ایسا کارلر لگائی ہوئی قمیص، عورت کو پہننا جائز نہیں، بلکہ گناہ ہے کہ اس میں مردوں سے مشابہت پائی جاتی ہے اور عورت کا لباس وغیرہ میں مردوں سے مشابہت اختیار کرنا، جائز نہیں۔

ابوداؤد شریف میں ہے: ”لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجل یلبس لبسة المرأة، والمرأة تلبس لبسة الرجل“ ترجمہ: نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مرد پر جو عورتوں جیسا لباس پہنے اور ایسی عورت پر جو مردوں کی ہئیت والا لباس پہنے، لعنت فرمائی ہے۔

(سنن ابی داؤد، جلد 2، کتاب اللباس، باب فی لباس النساء، صفحہ 212، مطبوعہ لاہور)

مزید ایک حدیث مبارک میں ہے: ”لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجلۃ من النساء“ ترجمہ: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے۔ (سنن ابی داؤد، جلد 2، کتاب اللباس، باب فی لباس النساء، صفحہ 212، مطبوعہ لاہور)

اس حدیث مبارک کی شرح میں ابن الملک علامہ کرمائی حنفی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ”وہی التي تشبه نفسها بالرجال في الكلام واللباس“ ترجمہ: ”رَجُلَةً“ وہ عورت کہ جو خود کو بول چال اور لباس میں مردوں کے مشابہ کرے۔ (شرح مصابیح السنة لابن الملک، جلد 5، صفحہ 72، مطبوعہ ادارة الثقافة الاسلامیة) امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ (سال وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: مرد کو عورت، عورت کو مرد سے کسی لباس، وضع، چال ڈھال میں بھی تشبہ حرام، نہ کہ خاص صورت و بدن میں۔

(فتاویٰ رضویہ، کتاب الحظر والاباحۃ، جلد 22، صفحہ 664، مطبوعہ رض فاؤنڈیشن)

موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں ہے: ”یحرم تشبه النساء بالرجال في زيهن فلا يجوز للمرأة أن تلبس لباسا خاصا بالرجال“ ترجمہ: عورتوں کو اپنی وضع قطع میں مردوں سے مشابہت اختیار کرنا حرام ہے، لہذا عورت کا ایسا لباس زیب تن کرنا کہ جو مردوں کے ساتھ خاص ہو، ناجائز ہے۔

(الموسوعة الفقهية الكويتية، جلد 35، صفحہ 192، مطبوعہ وزارت اوقاف، کویت)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

06 ذوالحجۃ الحرام 1442ھ/17 جولائی 2021ء

فتویٰ: 16

عورت کے لیے ہاف آستین والے کپڑے پہننا

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورتوں کا ”آدھے بازو“ والے کپڑے پہننا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

عورت کا غیر محرم مردوں کے سامنے آدھی آستین یعنی ہاف بازو والی قمیص پہن کر بازو ظاہر کرنا، ناجائز،

گناہ اور حرام ہے، کیونکہ عورت کے لباس اور پردے کے معاملے میں اسلامی اصول بہت واضح ہے اور وہ یہ کہ عورت کے چہرے کی نکلی، دونوں ہتھیلیوں اور دونوں قدموں کے علاوہ تمام بدن ستر میں داخل ہے، یعنی عورت کے لئے غیر محرم کے سامنے بدن کے اتنے حصے کو چھپانا ضروری ہے اور فتنے کے خوف کی وجہ سے فی زمانہ عورت کو چہرے کے پردے کا بھی حکم ہے، لہذا غیر مردوں کے سامنے ہاف بازو قمیص پہن کر بازو کھولنا بے ستری ہے، جو کہ حرام ہے۔ البتہ بیوی کا شوہر کے سامنے یا عورت کا اپنے محرم مردوں کے سامنے ایسی قمیص پہننا جائز ہے، کہ اُن کے حق میں عورت کا بازو ستر میں داخل نہیں ہے۔

عورتوں کو اپنا جسم چھپانے اور لوگوں کی نظروں سے بچانے کا اللہ پاک نے تاکیداً حکم ارشاد فرمایا، چنانچہ فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَبْكُرْنَ تَبْكُرَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى﴾ ترجمہ کنز العرفان: اور بے پردہ نہ رہو، جیسے پہلی جاہلیت کی بے پردگی۔ (الاحزاب: 33/22)

ایسا لباس پہننے والی عورتوں کے متعلق نبی اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”صَنَفَانِ مِنَ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اُرْهُمَا، قَوْمٌ مَعَهُمْ سَيَاطُ كَاٰذَنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٍ عَارِيَاتٍ مُمِيلَاتٍ مَائِلَاتٍ، رءُوسُهُنَّ كَاسْنَمَةِ الْبَحْتِ الْمَائِلَةِ، لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ، وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا، وَاِنْ رِيحُهَا لَيُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا“ ترجمہ: دوزخیوں کی دو جماعتیں ایسی ہیں، جنہیں میں نے (اپنے زمانے میں) نہیں دیکھا۔ (میرے بعد والے زمانے میں ہوں گی) ایک جماعت تو وہ لوگ جن کے پاس بیلوں کی دُموں کی طرح کوڑے ہیں، وہ لوگوں کو اُس سے مارتے ہیں (یعنی ظالم لوگ) اور (ایک جماعت) ایسی عورتوں کی ہوگی جو بظاہر کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی، لیکن حقیقت میں بے لباس اور برہنہ ہوں گی، بے حیائی کی طرف دوسروں کو مائل کرنے اور خود مائل ہونے والیاں ہوں گی، اُن کے سر ایسے ہوں گے، جیسے بختی اونٹوں کی ڈھلکی ہوئی کوہانیں ہوں، یہ جنت میں داخل نہ ہوں گی اور نہ ہی اس کی خوشبو سونگھیں گی، حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی مسافت سے محسوس کی جائے گی۔

(الصحيح لمسلم، جلد 3، صفحہ 1680، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی)

کپڑے پہننے کے باوجود برہنہ عورتیں کون ہیں، اس کی ایک مراد بیان کرتے ہوئے امام شرف الدین نووی

رَحِمَہُ اللہ (سال وفات: 676ھ/1277ء) مذکورہ حدیث کے تحت لکھتے ہیں: ”تکشف شیئا من بدنہا إظهارا

لجمالہا فہن کاسیات عاریات“ ترجمہ: جو عورتیں اپنا جسمانی جمال دکھانے کے لیے اپنے بدن کا کچھ حصہ ظاہر کرتی ہیں، وہ حدیث مبارک کے مطابق کپڑے پہننے کے باوجود بے لباس ہیں۔

(المنہاج مع الصحیح لمسلم، جلد 17، صفحہ 191، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی)

عورت کے لیے جن اعضاء کا پردہ ضروری ہے، اُسے بیان کرتے ہوئے علامہ علاؤ الدین حصکفی رَحِمَہ اللہ (سال وفات: 1088ھ/1677ء) لکھتے ہیں: ”(وللحرة)۔۔ (جميع بدنہا) حتی شعرہا النازل فی الاصح (خلا الوجه والكفین)۔۔ (والقدمین)۔۔ (وتمنع) المرأة الشابۃ (من كشف الوجه بین رجال)۔۔ (اخوف الفتنة)“ ترجمہ: چہرے کی نکلی، دونوں ہتھیلیوں اور دونوں قدموں کے علاوہ، آواز عورت کا تمام بدن، حتیٰ کہ لٹکے ہوئے بال بھی ستر عورت ہیں۔۔ اور فی زمانہ خوفِ فتنہ کی وجہ سے مردوں کے سامنے جوان عورت کو اپنا چہرہ ظاہر کرنا بھی منع ہے۔

(درمختار مع رد المحتار، جلد 2، باب شروط الصلاة، مطلب فی ستر العورة، صفحہ 95، مطبوعہ کوئٹہ)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان رَحِمَہ اللہ (سال وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: ”عورت اگر نا محرم کے سامنے اس طرح آئے کہ اُس کے بال، گلے اور گردن یا پیٹھ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر ہو یا لباس ایسا باریک ہو کہ اُن چیزوں سے کوئی حصہ اُس میں سے چمکے، تو یہ بالاجماع حرام اور ایسی وضع و لباس کی عادی عورتیں ”فاسقات“ ہیں اور اُن کے شوہر اگر اس پر راضی ہوں یا حسبِ مقدور بندوبست نہ کریں، تو دیوث ہیں۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 6، صفحہ 509، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

محرم مرد کے حق میں بازو اعضاء ستر میں داخل نہیں، چنانچہ علامہ کاسانی حنفی رَحِمَہ اللہ (سال وفات: 587ھ/1191ء) لکھتے ہیں: ”یحل للرجل النظر من ذوات محارمہ إلی رأسہا وشعرہا وأذنیہا وصدرہا وعضدہا وٹدیہا وساقہا وقدمہا“ ترجمہ: کسی شخص کا اپنی محرم رشتے دار خاتون کے سر، بال، کانوں، سینے، بازو، چھاتی، پنڈلی اور قدموں کی طرف نظر کرنا، جائز ہے۔

(بدائع الصنائع، جلد 6، کتاب الاستحسان، صفحہ 489، مطبوعہ کوئٹہ)

مگر یہ دیکھنا ایک شرط کے ساتھ مقید ہے، چنانچہ علامہ علاؤ الدین حصکفی رَحِمَہ اللہ (سال وفات: 1088ھ/

1677ء) لکھتے ہیں: ”إن أمن شهوته وشهوتہا أيضا وإلا لا“ ترجمہ: اگر مرد اور عورت کو اپنی شہوت نہ

بھڑکنے پر اعتماد ہو تو دیکھنا جائز ہے، ورنہ ہر گز جائز نہیں۔

(درمختار مع رد المحتار، جلد 9، کتاب الحظر والاباحہ، فصل فی النظر واللبس، صفحہ 605، مطبوعہ کوئٹہ)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

06 ذوالحجۃ الحرام 1442ھ / 17 جولائی 2021ء

فتویٰ: 17

ساڑھی پہننا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا عورتوں کو ساڑھی پہننا جائز ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

اگر اس طرح پہنی جائے کہ بے پردگی نہ ہو تو جائز اور بے پردگی ہو تو ناجائز ہے۔ فتاویٰ فیض الرسول میں ہے: ”ساڑھی اگر اس طرح پہنی جائے کہ بے پردگی نہ ہو تو جائز اور بے پردگی ہو تو ناجائز اور نیچے کی جانب کھلے رہنے میں کوئی قباحت نہیں ہے اس لئے کہ شریعت مطہرہ نے ساڑھی اور تہبند پہن کر نماز پڑھنے کو جائز قرار دیا ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ تہبند ہی استعمال فرماتے رہے۔“

(فتاویٰ فیض الرسول، جلد 2، صفحہ 601 مطبوعہ شبیر برادرز، لاہور)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری

08 رجب المرجب 1433ھ / 30 مئی 2012ء

فتویٰ: 18

مرد و عورت کے لیے چوڑی دار پاجامے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مرد یا عورت کو چوڑی دار پاجامہ پہننا کیسا ہے؟ نیز

اسے پہن کر نماز پڑھنے کا حکم کیا ہوگا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

مرد و عورت دونوں کو چوڑی دار پاجامہ پہننا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ جسم سے بالکل چمٹا ہوا ہوتا ہے، جس سے اعضا کی ہیئت بالکل واضح نظر آتی ہے جو کہ ایک طرح کی بے ستری ہی ہے۔ نیز یہ فاسقوں کا لباس ہے اور فاسقوں کی مشابہت سے بچنے کا حکم ہے، لہذا چوڑی دار پاجامہ پہننا مکروہ ہے، چوڑی دار پاجامہ پہن کر نماز تو ہو جاتی ہے مگر مکروہ کپڑا پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

عورتوں کو جسم سے چپکے ہوئے لباس کی ممانعت کے متعلق امام شمس الائمہ سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس کے کپڑوں کی طرف دیکھنے کا حکم نقل کرنے کے بعد ارشاد فرماتے ہیں: ”وہذا إذا لم تکن ثیابہا بحیث تلصق فی جسدہا وتصفہا حتی یستبین جسدہا فإن کان كذلك فینبغی لہ أن یغض بصرہ عنہا لما روی عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ أنه قال لا تلبسوا نساء کم الکتان ولا القباطی فإنہا تصف ولا تشف“ ترجمہ: یہ جواز کا حکم اس صورت میں ہے جبکہ عورت کے کپڑے اس کے جسم سے چمٹے ہوئے اس کے جسم کی ہیئت کو واضح نہ کرتے ہوں، اگر ایسے کپڑے ہوں تو اس عورت کو دیکھنے سے بچنا ہوگا کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا، اپنی عورتوں کو کتان اور قبطی کپڑے نہ پہناؤ کیونکہ وہ تو جسم کی صفت بیان کرتے ہیں نہ کہ چھپاتے ہیں۔

(المبسوط للسرخسی، کتاب الاستحسان، ج 10، ص 162، مطبوعہ کوئٹہ)

چوڑی دار پاجامہ پہننے کی ممانعت کے متعلق امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”چوڑی دار پاجامہ پہننا منع ہے کہ وضع فاسقوں کی ہے۔۔۔۔۔ یونہی بوتام لگا کر پنڈلیوں سے چمٹا ہوا بھی ثقہ لوگوں کی وضع نہیں۔ آدمی کو بد وضع لوگوں کی وضع سے بھی بچنے کا حکم ہے یہاں تک کہ علماء درزی اور موچی کو فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص فاسقوں کے وضع کے کپڑے یا جوتے سلوائے نہ سیرا گرچہ اس میں اجر کثیر (بہت زیادہ مال) ملتا ہو۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 22، ص 172، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن جسم سے چپکے ہوئے لباس کے متعلق فرماتے ہیں: ”یونہی تنگ پائے بھی نہ چوڑی دار ہوں نہ ٹخنوں سے نیچے، نہ خوب چست بدن سے سلے کہ یہ سب وضع

فساق ہے اور ساتر عورت کا ایسا چست ہونا کہ عضو کا پورا انداز بتائے، یہ بھی ایک طرح کی بے ستری ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو پیشگوئی فرمائی کہ نساء کا سیات عاریات ہوں گی کپڑے پہنے تنگیاں، اس کی وجہ تفسیر سے ایک وجہ یہ بھی ہے کہ کپڑے ایسے تنگ چست ہوں گے کہ بدن کی گولائی فریبی انداز اوپر سے بتائیں گے جیسے بعض لکھنؤ والیوں کی تنگ شلواریں چست کرتیاں۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 22، ص 162-163، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مرد و عورت دونوں کے لیے چوڑی دار پاجامہ پہننے کی ممانعت کے بارے میں صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: ”بعض لوگ چوڑی دار پاجامہ پہنتے ہیں، اس میں بھی ٹخنے چھپتے ہیں اور عضو کی پوری ہیئت نظر آتی ہے۔ عورتوں کو بالخصوص چوڑی دار پاجامہ نہیں پہننا چاہیے۔“

(بہار شریعت، ج 3، ص 417، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

موٹا کپڑا جو جسم سے چپکا ہوا ہو اس میں نماز ہو جانے اور پہننے کی ممانعت کے متعلق بہار شریعت میں ہے ”دبیز کپڑا جس سے بدن کا رنگ نہ چمکتا ہو، مگر بدن سے بالکل ایسا چپکا ہوا ہے کہ دیکھنے سے عضو کی ہیئت معلوم ہوتی ہے، ایسے کپڑے سے نماز ہو جائے گی، مگر اس عضو کی طرف دوسروں کو نگاہ کرنا، جائز نہیں اور ایسا کپڑا لوگوں کے سامنے پہننا بھی منع ہے اور عورتوں کے لیے بدرجہ اولیٰ ممانعت۔ بعض عورتیں جو بہت چست پاجامے پہنتی ہیں، اس مسئلہ سے سبق لیں۔“

(بہار شریعت، ج 1، ص 480، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری

01 ربیع الاول 1439ھ 20 نومبر 2017ء

فتویٰ: 19

عورت کے لیے ٹخنے چھپانے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ عورت کیلئے نماز اور بیرون نماز میں ٹخنے چھپانے کا

کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

پیش کش: مجلس اِفتاء (دعوتِ اسلامی)

عورت کے ٹخنے ستر عورت میں شامل ہیں اور ستر عورت نماز کی شرائط میں شامل ہے، لہذا نماز میں ان کا چھپانا لازم و ضروری ہے، اسی طرح نماز کے علاوہ میں بھی غیر محرم کے سامنے ٹخنے کھولنا ناجائز و حرام ہے، لہذا نماز کے علاوہ بھی غیر محرم کے سامنے ان کا چھپانا ضروری ہے۔ احادیث میں عورت کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنے پائچے ٹخنوں سے نیچے رکھے، تاکہ چلنے میں ستر عورت کھلنے کا احتمال نہ رہے۔

عورت کے ٹخنے ستر عورت میں شامل ہیں اس کے بارے میں ردالمحتار میں عورت کے ستر عورت کے اعضاء شمار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”الساقان مع الكعبین“ ترجمہ: ٹخنوں سمیت پنڈلیاں۔

(ردالمحتار، جلد 2، صفحہ 101، مطبوعہ کوئٹہ)

اسی کے بارے میں بنایہ میں ہے: ”كعب المرأة حكم الركبة“ ترجمہ: عورت کے ٹخنے کا وہی حکم ہے جو اس کے گٹھنے کا ہے۔

(البنایہ شرح الہدایہ، جلد 2، صفحہ 140، مطبوعہ ملتان)

ستر عورت نماز کی شرائط میں سے ہے اس کے بارے میں مراقی الفلاح میں ہے ”ومنها ستر العورة“ ترجمہ: نماز کی شرائط میں سے ایک شرط ستر عورت بھی ہے۔

(مراقی الفلاح متن الطحطاوی، صفحہ 210، مطبوعہ کوئٹہ)

بیرون نماز ٹخنے چھپانے کے بارے میں اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں ”عورت کے گٹھے ستر عورت میں داخل ہیں غیر محرم کو ان کا دیکھنا حرام ہے، عورت کو حکم ہے کہ اس کے پائچے خوب نیچے ہوں کہ چلتے میں ساق یا گٹھے کھلنے کا احتمال نہ رہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 188، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

عورت کا ٹخنوں سے نیچے کپڑا لٹکانے کے بارے میں حدیث پاک میں ہے: ”أن أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم، قالت لرسول الله صلى الله عليه وسلم حين ذكر الإزار، فالمرأة يا رسول الله؟ قال ترخي شبرا، قالت أم سلمة إذا ينكشف عنها، قال فذراعا لا تزيد عليه“ ترجمہ: جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مرد کے تہبند کا ٹخنوں سے نیچے ہونے کی مذمت بیان فرمائی تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! عورت کے لیے کیا حکم ہے، فرمایا وہ ایک بالشت تک لٹکائے گی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے

عرض کی: تب تو اس کا ستر عورت ظاہر ہو جائے گا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا پھر ایک ذراع تک لٹکا سکتی ہے اس پر زیادہ نہ کرے۔ (سنن ابوداؤد، جلد 2، صفحہ 214، مطبوعہ لاہور)

اس حدیث کی شرح میں مرقاة المفاتیح میں ہے: ”(فقال ترخي) أي ترسل المرأة من ثوبها (شبرا) أي من نصف الساقين، وقيل من الكعبين (فقال إذا تنكشف) أي تظهر القدم (عنها) أي عن المرأة إذا مشيت (قال فذراعا) أي فترخي ذراعا، والمعنى ترخي قدر شبرا أو ذراع بحيث يصل ذلك المقدار إلى الأرض لتكون أقدامهن مستورة“ ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا عورت آدھی پنڈلی سے اور ایک قول میں ٹخنوں سے ایک باشت نیچے کپڑا چھوڑے گی، حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی کہ تب تو قدم ظاہر ہو جائے گا جب وہ چلے گی، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر ایک ذراع تک چھوڑے گی، مطلب یہ ہے کہ ایک باشت یا ایک ذراع کی مقدار تک عورت کپڑا نیچے رکھے گی اس طرح کہ اتنی مقدار کپڑا چھوڑا ہو کہ زمین تک پہنچ جائے تاکہ قدم چھپے رہیں۔

(ملخصاً من مرقاة المفاتیح، جلد 8، صفحہ 210، مطبوعہ کوئٹہ)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری

14 شعبان المعظم 1436ھ 02 جون 2015ء

فتویٰ: 20

پینٹ شرٹ پہننے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ پینٹ شرٹ پہننا کیسا ہے؟ سنا ہے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے ناجائز لکھا ہے، اب کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

اگر پینٹ چست اور تنگ ہو جس سے اُن اعضا کی ہیئت ظاہر ہوتی ہو، جن کے چھپانے کا حکم ہے، تو لوگوں کے سامنے ایسی پینٹ پہننا ممنوع و مکروہ ہے۔

اور اگر پینٹ اتنی موٹی، ڈھیلی اور کھلی ہو کہ اعضائے ستر کی ہیئت معلوم نہ ہوتی ہو، تو ایسی پینٹ پہننا

ممنوع نہیں، البتہ علمائے کرام (مثلاً اعلیٰ حضرت) نے پہلے پینٹ پہننے کی ممانعت اس لیے فرمائی تھی کہ یہ پہننا کفار کے ساتھ خاص اور ان کا شعار تھا، لیکن فی زمانہ پینٹ پہننا چونکہ کفار کا شعار (یعنی اُن کے ساتھ خاص) نہ رہا بلکہ مسلمانوں میں بھی اس کا رواج ہو گیا ہے، لہذا ممانعت کی علت باقی نہ رہی، اس کی نظیر ترکی ٹوپی پہننے والا مسئلہ ہے کہ یہ پہلے نیچیریوں کا شعار تھی، اس لئے علمائے کرام نے یہ ٹوپی پہننے سے ممانعت فرمائی، لیکن امام اہلسنت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے دور میں مسلمانوں نے بھی اس کو پہننا شروع کر دیا اور نیچیریوں کا شعار نہ رہا، تو آپ علیہ الرحمۃ نے اس کے جواز کا حکم صادر فرمایا، البتہ اب بھی پینٹ شرٹ پہننا کراہت (تذریہ) سے خالی نہیں کہ یہ نیک لوگوں کا طور طریقہ نہیں بلکہ فاسقوں کا طریقہ ہے کہ اکثر فاسق لوگ ہی اسے پہنتے ہیں۔

بہار شریعت میں ہے: ”دبیز کپڑا، جس سے بدن کا رنگ نہ چمکتا ہو، مگر بدن سے بالکل ایسا چپکا ہوا ہے کہ دیکھنے سے عضو کی ہیات معلوم ہوتی ہے، ایسے کپڑے سے نماز ہو جائے گی، مگر اس عضو کی طرف دوسروں کو نگاہ کرنا، جائز نہیں۔ (ردالمحتار) اور ایسا کپڑا لوگوں کے سامنے پہننا بھی منع ہے اور عورتوں کے لیے بدرجہ اولیٰ ممانعت۔ بعض عورتیں جو بہت چست پا جامے پہنتی ہیں، اس مسئلہ سے سبق لیں۔“

(بہار شریعت، ج 1، حصہ 3، ص 480، مکتبہ المدینہ، کراچی)

موسوعہ فقہیہ کویتیہ میں ہے: ”لکنہ یصف حجمها حتی یری شکل العضو فیانہ مکروہ“ ترجمہ: (ایسا کپڑا جو ستر عورت کا کام دے) لیکن عضو کے حجم کو بیان کرے یعنی عضو کی ہیئت معلوم ہوتی ہو تو وہ کپڑا پہننا مکروہ ہے۔ (الموسوعہ الفقہیہ الكويتیہ، لبس ما یشتہ أو یصف، ج 6، ص 136، دارالسلاسل، کویت)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”کلاہ ترکی ابتدائے او در نیچریاں شد آناں را بہرہ از اسلام نیست اگر ہم چنان می مانند دریں ممالک حکم جوازش نبودی کہ این جا ترکان نیند بیدینان باو عاوی اند مگر حالا مشاہدہ است کہ در بسیارے از مسلمانان نیز این تمپ سرخ سرایت کردہ پس شعار نیچریت نماند اہل علم و تقویٰ را از واحتراز باید کہ تاحال وضع علماء و صلحاء شدہ است ہمچنان۔ (ترجمہ:) ترکی ٹوپی کہ اس کی ابتداء نیچیریوں سے ہوئی اور ان کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں۔ اگر یہی حالت رہتی تو ان ممالک میں اس کا جواز نہ ہوتا کیونکہ یہاں کوئی ترکی نہیں۔ صرف بے دین اس کے استعمال کی عادت رکھتے ہیں۔ لیکن اب دیکھنے میں آیا ہے (اور یہ مشاہدہ ہوا ہے) کہ بہت سے

مسلمانوں میں بھی یہ سرخ بخار سرایت کر گیا ہے۔ لہذا اب نیچریت کا شعار نہیں رہا، پس اہل علم اور اصحاب تقویٰ کو اس سے پرہیز کرنا چاہئے یہاں تک کہ علماء اور صلحاء کا معمول ہو جائے۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 22، ص 93-192، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فتاویٰ فقیہ ملت میں ہے: ”اعلیٰ حضرت مجدد اعظم علیہ الرحمۃ کے دور میں پینٹ انگریزوں کا خاص لباس اور شعار تھا جو کوئی کسی پینٹ پہنے ہوئے کو دیکھتا تو کہہ دیتا کہ یہ انگریز ہے اس لئے آپ نے فتویٰ دیا کہ پتلون، پینٹ پہننا مکروہ ہے اور مکروہ کپڑے میں نماز بھی مکروہ لیکن پینٹ کا استعمال اب بالکل عام ہو چکا ہے۔ ہندو و مسلم ہر کوئی اس کو استعمال کرتا ہے۔ کسی قوم کے ساتھ خاص نہ رہا۔ اس لئے اگر پینٹ ایسا ڈھیلا ہو کہ نماز ادا کرنے میں دشواری نہ ہو تو اسے پہن کر نماز جائز ہے۔ البتہ ائمہ مساجد کے شایان شان نہیں کہ وہ نیابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب پر ہیں۔ لہذا وہ پینٹ نہ پہنیں۔“

(فتاویٰ فقیہ ملت، ج 1، ص 179، شبیر نادرز، لاہور)

”فتاویٰ بریلی شریف“ میں پینٹ شرٹ پہننے کے حوالے سے مذکور ہے: ”اعلیٰ حضرت کا یہ حکم (انگریزی لباس پہننا حرام ہے) اس وقت کا ہے جب انگریزی وضع قطع کا لباس انگریزوں کا شعار قومی تھا انہیں تک محدود اور انہیں کے ساتھ خاص تھا اور جو وضع کسی قوم کے ساتھ خاص ہو یا اس کا شعار قومی ہو اسے مسلمانوں کو اپنانا ناجائز و حرام ہے.... اب جبکہ انگریزی لباس مثلاً پینٹ شرٹ وغیرہ کا پہننا انگریزوں کے ساتھ خاص نہ رہا بلکہ دیگر قوموں کے ساتھ مسلمانوں میں بھی عام ہو گیا تو اب یہ کسی ایک قوم کا وضع مخصوصہ اور شعار قومی نہ رہا اور نہ ہی اب یہ انگریزوں کا شعار قومی کہلائے گا لہذا اب وہ حکم سابق نہ رہا البتہ اسے پہننا اب بھی کراہت سے خالی نہیں کہ یہ وضع صلحاء نہیں بہر حال وضع فساق ہے کہ لباس مذکور ابھی اتنا عام نہیں ہوا کہ صلحاء علما اور متقین بھی استعمال کرتے ہوں بلکہ اکثر فساق ہی استعمال کرتے ہیں ان میں بھی کچھ ایسے ہوتے ہیں جو بدرجہء مجبوری اسے استعمال کرتے ہیں بلکہ بعض پہننے والے خود بھی اسے کوئی اچھا لباس نہیں تصور کرتے اور لوگوں کا اسے معیوب سمجھنا ہی اس کی کراہت کو کافی لہذا ایسی صورت میں مطلقاً مکروہ تنزیہی کا حکم ہے۔“

(فتاویٰ بریلی شریف، ص 207، 208، شبیر نادرز، لاہور)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی ابو الحسن محمد ہاشم خان عطاری
06 رجب المرجب 1439ھ 24 مارچ 2018ء

فتویٰ: 21

عورت کا گھر میں مردانہ لباس، سویٹر پہننا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ گھر میں عام طور پر خواتین سردی کے وقت جو بھی سویٹر ہاتھ میں آئے پہن لیتی ہیں اور عموماً مردوں کے ہی سویٹر میسر آتے ہیں، تو کیا عورتوں کو ایسے سویٹر پہننا جائز ہے؟

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

عورت کو مردانہ لباس یا جو تے پہننا ناجائز و گناہ ہے، کیونکہ اسے مردوں کی مشابہت اختیار کرنے کی سختی سے ممانعت ہے اور ایسی عورتوں پر لعنت ہوتی ہے، لہذا مردانہ سویٹر پہننا بھی جائز نہیں ہے، اگرچہ گھر کی چار دیواری میں ہی پہنتی ہو۔

سنن ابوداؤد میں ہے: ”عن ابن ابی ملیکہ قال قیل لعائشۃ رضی اللہ عنہا ان امرأۃ تلبس النعل فقالت لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجلۃ من النساء“ ترجمہ: ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی گئی کہ ایک عورت (مردانہ) جوتا پہنتی ہے، تو آپ نے ارشاد فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردانہ جوتا پہننے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

(سنن ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی لباس النساء، جلد 4، صفحہ 105، دارالکتاب العربی، بیروت)

اس میں لفظ الرجلۃ کی تشریح کو فیض القدیر میں یوں بیان کیا گیا ہے: ”تشبہ بالرجال فی زیہم أو مشیہم أو رفع صوتہم أو غیر ذلک“ ترجمہ: جو عورت مردوں سے ان کی وضع، چلنے، آواز بلند کرنے وغیرہ میں مشابہت اختیار کرے۔ (فیض القدیر، حرف الالام، جلد 5، صفحہ 343، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”مرد کو عورت، عورت کو مرد سے کسی لباس وضع، چال ڈھال میں بھی تشبہ حرام نہ کہ خاص صورت و بدن میں۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 664، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے سوال ہوا: ”ایڑی والی جوتی یعنی مثل جوتی مردوں کے عورت پہن لے تو درست ہے یا نہیں؟ مردانی جوتی عورت نمازی کے واسطے پاؤں کو ناپاکی سے بچانے کے لیے بہت خوب ہے۔ خیر جیسا شریعت میں حکم ہو۔“

آپ نے اس کے جواب میں ارشاد فرمایا: ”ناجائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”لعن اللہ المتشبهات من النساء بالرجال والمتشبهین من الرجال بالنساء“ رواہ الاثمة احمد والبخاری وابوداؤد والترمذی وابن ماجہ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ (ترجمہ:) اللہ کی لعنت ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت اختیار کریں اور ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت اختیار کریں۔ اسے ائمہ کرام مثلاً: امام احمد، امام بخاری، ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: ”لعن اللہ الرجل یلبس لبسة المرأة والمرأة تلبس لبسة الرجل“ رواہ ابوداؤد والحاکم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسند صحیح۔ (ترجمہ:) اللہ تعالیٰ اس مرد پر لعنت کرے جو عورت جیسا لباس پہنے اور اس عورت پر بھی لعنت کرے جو مرد جیسا لباس پہنے۔ ابوداؤد اور حاکم نے صحیح سند سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 173، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو حذیفہ محمد شفیق عطاری

14 ربیع الآخر 1439ھ / 02 جنوری 2018ء

الجواب صحیح

مفتی محمد قاسم عطاری

چہرے کی زیب و زینت کے متعلق شرعی احکام

فتویٰ: 22

ابرو اور پلکوں وغیرہ کے بالوں کو کھر کرنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ہم دلہن کے چہرے پر میک اپ کرتے ہوئے آئی بروز پہ تھوڑا بہت کھر، کاجل، سرمہ، پنسل اور شیڈز وغیرہ لگاتی ہیں اور یہ کھر ابروؤں کے بالوں کے رنگ جیسا ہی کیا جاتا ہے، مثلاً بال کالے ہوں، تو کاجل یا سرمہ لگایا جاتا ہے، بھورے ہوں تو اسی طرح کا شیڈ استعمال کرتی ہیں، تاکہ چہرے کے بقیہ حصوں (مثلاً رخسار، ناک، جبرّ اور ہونٹ) کی طرح ان کے نقوش کو بھی ابھارا اور خوبصورت بنایا جاسکے۔ اسی طرح ابرو کے زائد کالے بالوں کو پلچ اور کھر کر کے ڈائی لگا کر جلد کا ہم رنگ کر دیا جاتا ہے، تو کیا بھنوؤں کی اس طرح کی زینت کرنا بھی جائز ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

آپ کے لیے آئی بروز یعنی ابرو کی مذکورہ زینت کرنا بھی جائز ہے، بشرطیکہ ابرو کے بال اکھاڑ کر باریک نہ کریں، ناپاک اشیاء پر مشتمل کریم یا پاؤڈر نہ لگائیں اور سفید بالوں کے لئے سیاہ یا مائل بہ سیاہ (یعنی سیاہ سے ملتا جلتا) خضاب یا کھر استعمال نہ کریں، ہاں اگر مذکورہ کاموں میں سے کوئی کام یا کسی بھی خلاف شرع طریقے سے زینت کریں، تو پھر زینت کرنا، جائز نہ ہوگا۔

ابرو کے بال اکھڑا کر باریک کرنا کر وانا، ناجائز و گناہ ہے۔ حدیث پاک میں ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری، مسلم و ابوداؤد میں روایت ہے: **وَاللَّفْظُ لِلْآخِرِ: "لَعْنَتُ الْوَاصِلَةِ وَالْمُسْتَوْصِلَةِ، وَالنَّامِصَةِ وَالْمَتَنِمِصَةِ، وَالْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ مِنْ غَيْرِ دَاءٍ"** ترجمہ: بال ملانے اور ملاوانے والی، ابرو کے بال نوچنے اور نوچوانے والی، جسم گودنے اور گودوانے والی عورتوں پر لعنت کی گئی ہے، جبکہ بغیر بیماری کے ہو۔“ (سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، باب فی صلوۃ الشعر، جلد 2، صفحہ 221، مطبوعہ لاہور)

سفید بالوں کو سیاہ کرنے کے متعلق مصنف ابن ابی شیبہ و معجم الکبیر للطبرانی میں ہے: **وَالنَّظْمُ**

لِللَّسَانِ: "مَنْ مَثَلَ بِالشَّعْرِ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ خَلَاقٌ" ترجمہ: جو بالوں کا مثلہ کرے، اللہ عز و جل کے

یہاں اس کے لئے بھلائی کا کوئی حصہ نہیں۔“ (المعجم الكبير للطبرانی، جلد 11، صفحہ 41، مطبوعہ قاہرہ)

اس حدیث پاک کے تحت فیض القدیر شرح جامع صغیر میں ہے: ”صیرہ مثلة بالضم بأن نتفه أو

غيره بسواد“ ترجمہ: بالوں کا مثلہ یوں کہ (سفید بال) اکھاڑے یا انہیں سیاہی کے ساتھ بدل دے۔

(فیض القدیر، جلد 2، صفحہ 860، مطبوعہ مکتبہ امام شافعی، ریاض)

بلا ضرورت شرعیہ ناپاک چیز کا استعمال حرام ہے۔ چنانچہ بدائع الصنائع میں ہے: ”اما تنجیس

الطاہر فحرام“ یعنی پاک چیز کا ناپاک کرنا حرام ہے۔

(بدائع الصنائع، کتاب الطہارۃ، فصل فی طہارۃ الحقیقیۃ، جلد 1، صفحہ 209، مطبوعہ کوئٹہ)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”جسم ولباس بلا ضرورت شرعیہ ناپاک کرنا اور یہ حرام ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 4، صفحہ 585، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

20 شوال المکرم 1439ھ 05 جولائی 2018ء

فتویٰ: 23

خوبصورتی کے لیے چہرے کی سرجری کروانا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ چہرے کا جو حصہ انسان کو اچھا

نہ لگے، کیا اس کی پلاسٹک سرجری کروا سکتا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

چہرہ کی پلاسٹک سرجری خوبصورتی کے لئے کروانا، جائز نہیں کہ تغیر خلق اللہ ہے، جو مثلہ ہے اور مثلہ

ناجائز ہے۔

بخاری شریف میں ہے: ”عن عبد اللہ بن یزید عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: أنه نهی عن

النهبة والمثلة“ ترجمہ: روایت ہے عبد اللہ بن یزید سے وہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے راوی کہ

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے لوٹ مار کرنے اور ناک کان کاٹنے سے منع فرمایا۔

(صحیح البخاری، جلد 7، صفحہ 94، مطبوعہ دارملوون النجاة)

ہاں کسی حادثہ وغیرہ کی صورت میں یا جل جانے کی وجہ سے چہرے کی ہیئت بگڑ گئی ہو، تو جمال مقصود کے تحفظ کے لیے سرجری کروانے کی اجازت ہے۔

واللہ اعلم، درج ذیل رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

محمد طارق رضا عطاری مدنی

29 محرم الحرام 1431ھ 16 جنوری 2010ء

الجواب صحیح

مفتی محمد قاسم عطاری

فتویٰ: 24

خواتین کا کنٹورنگ کروانا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ خواتین کا کنٹورنگ (contouring) کروانا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

کنٹورنگ (Contouring) جس میں خوبصورتی کے لیے چہرے کے خدوخال میں مختلف انداز سے تبدیلی کی جاتی ہے، مثلاً رخسار کے ابھرے پن کو بیٹھا ہوا محسوس کروایا جاتا ہے، یونہی موٹی ناک کو باریک ظاہر کیا جاتا ہے، یہ سب میک اپ (Make Up) کے ذریعے کیا جاتا ہے، یونہی بالوں میں بھی کنٹورنگ کی جاتی ہے جس میں بالوں کو مختلف کلر کے شیڈ دیئے جاتے ہیں۔

خواتین کا کنٹورنگ (contouring) کروانا، جائز ہے، البتہ چند باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

(1) کنٹورنگ میں استعمال ہونے والا مواد یعنی پاؤڈر وغیرہ ناپاک اشیاء سے تیار شدہ نہ ہو اور اگر بالیقین معلوم ہو جائے کہ کنٹورنگ پاؤڈر یا کریم ناپاک اشیاء سے بنی ہوئی ہے یا اس میں پاک اجزاء کے ساتھ ساتھ ناپاک اجزاء بھی شامل ہیں، تو اس کا استعمال کرنا، جائز نہیں۔

(2) ایسا میک اپ (Make Up) نہ ہو کہ جو بدن پر چپک جانے کی وجہ سے جلد تک پانی پہنچنے سے مانع

(رکاوٹ) ہو، کیونکہ اس کے لگے ہونے کی صورت میں وضو اور غسل نہیں ہوگا اور اگر بالفرض ایسا میک اپ ہو، تو وضو و غسل میں اتارنا، ممکن ہو اور وضو میں اور فرض غسل میں اتار بھی دیا جائے۔

(3) اور بالوں میں کتھورنگ کروانے میں اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ بالوں کو سیاہ یا سیاہ سے ملتا جلتا خضاب یا کلر نہ لگایا جائے، کہ بالوں کو سیاہ خضاب (Black Color) لگانا، ناجائز و گناہ ہے، الغرض کسی بھی خلاف شرع طریقے سے کتھورنگ نہ کی جائے، ورنہ جائز نہ ہوگی۔

ناپاک چیز کے بیرونی استعمال کا حکم بیان کرتے ہوئے سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: ”شراب حرام بھی ہے اور نجس بھی، اس کا خارج بدن پر بھی لگانا، جائز نہیں اور ایون حرام ہے نجس نہیں، خارج بدن پر اس کا استعمال جائز ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 24، صفحہ 198، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

وضو میں چہرہ دھونا فرض ہونے کے متعلق اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا﴾ ترجمہ کنز العرفان: اے ایمان والو! جب تم نماز کی طرف کھڑے ہونے لگو تو اپنے چہروں کو اور اپنے ہاتھ کہنیوں تک دھولو اور سروں کا مسح کرو اور ٹخنوں تک پاؤں دھولو اور اگر تم بے غسل ہو، تو خوب پاک ہو جاؤ۔

مذکورہ بالا آیت کے تحت غسل کا معنی بیان کرتے ہوئے امام ابو بکر احمد بن علی جصاص رازی حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 370ھ/980ء) لکھتے ہیں: ”والغسل: اسم لامرار الماء على الموضع... وانما عليه امرار الماء حتى يجرى على الموضع“ ترجمہ: اور غسل، عضو (کی کھال) (skin) تک پانی پہنچا دینے کا نام ہے، لہذا وضو کرنے والے پر پانی پہنچانا لازم ہے، حتیٰ کہ وہ عضو پر بہ جائے۔

(احکام القرآن للجصاص، جلد 2، صفحہ 470، مطبوعہ کراچی)

وضو میں عضو کے خشک رہ جانے کے متعلق حدیث پاک میں ہے: ”عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ، قال: رجعنا مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من مکة إلى المدينة حتى إذا كنا بماء بالطريق تعجل قوم عند العصر، فتوضئوا وهم عجال فانتھینا إليهم وأعقابهم تلوح لهم يمسسها

الماء فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ويل للأعقاب من النار أسبغوا الوضوء
 “ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ
 سے مدینہ کی طرف لوٹے حتیٰ کہ جب ہم راستے میں پانی کی جگہ پہنچے، تو عصر کے وقت ایک قوم نے جلدی کی اور
 جلدی میں وضو کیا، ہم ان کے پاس آئے، تو ان کی ایڑیاں پانی نہ لگنے کے سبب چمک رہی تھیں، تب رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان ایڑیوں کے لئے آگ کا ویل ہے، (لہذا) وضو پورا کرو۔

(صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ، باب وجوب غسل الرجلین، جلد 1، صفحہ 157، مطبوعہ لاہور)

مذکورہ بالا حدیث پاک کے تحت مفتی محمد احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 1391ھ /

1971ء) لکھتے ہیں: ”قبیل کے معنی افسوس بھی ہیں اور دوزخ کے ایک طبقے کا نام بھی ہے، یہاں دوسرے معنی
 مراد ہیں، یعنی اگر اعضائے وضو میں سے کوئی عضو ناخن برابر سوکھا رہ گیا، تو وہ شخص ویل میں جانے کا مستحق
 ہے۔“ (مرآۃ المناجیح، باب سنن الوضوء، جلد 01، صفحہ 271، مطبوعہ نعیمی کتب خانہ، گجرات)

وضو صحیح ہونے کی شرائط بیان کرتے ہوئے علامہ حسن بن عمار شرنبلالی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (سال

وفات: 1069ھ / 1658ء) لکھتے ہیں: ”وشرط صحته أي الوضوء: ثلاثة، الأول: عموم البشارة بالماء
 الطهور... و زوال ما يمنع وصول الماء إلى الجسد“ ترجمہ: اور وضو صحیح ہونے کی تین شرائط
 ہیں: پہلی یہ کہ جن اعضا کو وضو میں دھونا ضروری ہے ان کی جلد تک پاک پانی کا پہنچنا... اور (ایک شرط یہ
 ہے کہ) جو چیز جسم تک پانی پہنچنے سے مانع ہو، اُس کا نہ ہونا۔

(نور الايضاح، فصل فی احکام الوضوء، صفحہ 48، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

بدن تک پانی پہنچنے سے مانع چیز کے لگے ہونے کی صورت میں وضو نہ ہونے کے متعلق امام کمال الدین ابن

ہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 861ھ / 1456ء) لکھتے ہیں: ”ولو لزق بأصل ظفره طين يابس ونحوه او
 بقى قدر رأس الإبرة من موضع الغسل، لم يجز“ ترجمہ: اگر اس (یعنی وضو کرنے والے) کے ناخن
 کے اوپر خشک مٹی یا اس کی مثل کوئی اور چیز چپک گئی یا دھونے والی جگہ پر سوئی کی نوک کے برابر جگہ باقی رہ گئی، تو
 جائز نہیں ہے، یعنی وضو نہیں ہوگا۔ (فتح القدیر، کتاب الطہارۃ، جلد 1، صفحہ 12، مطبوعہ کوئٹہ)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”إن بقي من موضع الوضوء قدر رأس إبرة أو لزق بأصل ظفره طين

یابس اور طبع لم یجز... والخضاب إذا تجسد ویبس یمنع تمام الوضوء والغسل“ ترجمہ: اگر وضو والی کسی جگہ پر سوئی کی نوک کے برابر کوئی چیز باقی ہو یا ناخن کے اوپر خشک یا تر مٹی چپک جائے، تو جائز نہیں، یعنی وضو وغسل نہیں ہوگا... اور خضاب جب جرم دار ہو اور خشک ہو جائے، تو وضو اور غسل کی تمامیت سے مانع (یعنی مکمل ہونے میں رکاوٹ) ہے، یعنی اس کی وجہ سے وضو اور غسل مکمل نہیں ہوگا۔

(فتاویٰ عالمگیری، کتاب الطہارۃ، الباب الاول فی الوضوء، جلد 1، صفحہ 4، مطبوعہ کوئٹہ)

سیاہ خضاب لگانے کی ممانعت کے متعلق حدیث پاک میں ہے: ”عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: یکون قوم فی آخر الزمان یخضبون بهذا السواد، کحواصل الحمام، لا یجدون رائحة الجنة“ ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو کبوتروں کے سینوں جیسا سیاہ خضاب لگائیں گے، وہ لوگ جنت کی خوشبو تک نہ سونگھ سکیں گے۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الترخیل، باب ما جاء فی خضاب السواد، جلد 2، صفحہ 226، مطبوعہ لاہور)

مذکورہ حدیث پاک کے تحت مفتی محمد احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 1391ھ/

1971ء) لکھتے ہیں: ”اس حدیث سے صراحۃً معلوم ہوا کہ سیاہ خضاب حرام ہے، خواہ سر میں لگائے یا داڑھی میں،

مرد لگائے یا عورت۔“ (مرآۃ المناجیح، جلد 06، صفحہ 166، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

بالوں کو سیاہ خضاب کرنا مثلاً یعنی اللہ پاک کی تخلیق کو بدلنا ہے، جیسا کہ سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت

الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 1340ھ/ 1921ء) لکھتے ہیں: ”(امام) طبرانی معجم کبیر میں بسند

حسن حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: من

مثل بالشعر فلیس له عند الله خلاق (جو بالوں کے ساتھ مثلاً کرے اللہ پاک کے یہاں اس کا کچھ حصہ

نہیں) والعیاذ باللہ رب العالمین، یہ حدیث خاص مسئلہ مثلاً مو (بالوں کے بدلنے کے بارے) میں ہے، بالوں کا

مثلاً یہی جو کلمات ائمہ سے مذکور ہوا کہ عورت سر کے بال منڈالے یا مرد داڑھی، یا مرد خواہ عورت بھنویں

(منڈائے) کما یفعله کفرة الهند فی الحداد (جیسے ہندوستان کے کفار سوگ مناتے ہوئے ایسا کرتے

ہیں) یا سیاہ خضاب کرے کما فی المناوی والعزیزی والحفنی شروح الجامع الصغیر، یہ سب

صورتیں مثلاً مو میں داخل ہیں اور سب حرام (ہیں)۔“

(فتاویٰ رضویہ، کتاب الحظر والاباحۃ، جلد 22، صفحہ 664، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

09 ذوالحجۃ الحرام 1442ھ / 20 جولائی 2021ء

فتویٰ: 25

عورت کا چہرے کے بالوں کو صاف کرانا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت کے چہرے پر اگر بال آگئے ہوں، تو کیا وہ اپنے چہرے کی تھریڈنگ یعنی چہرے کے بال صاف کروا سکتی ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

عورت کے چہرے پر اگر بال آگئے ہوں، تو عام حالت میں اس کے لئے یہ بال صاف کرنا مباح و جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ کام اگر شوہر کے لئے زینت کی نیت سے ہو تو جائز ہونے کے ساتھ ساتھ مستحب بھی ہے، کیونکہ عورت کو شوہر کے لئے زینت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور چہرے پر بالوں کا ہونا شوہر کے لئے باعث نفرت و وحشت اور خلاف زینت ہے۔

البتہ ابرو بنوانا اس حکم سے مستثنیٰ ہے کہ صرف خوبصورتی و زینت کے لئے ابرو کے بال نوچنا اور اسے بنوانا، ناجائز ہے، حدیث پاک میں ابرو بنوانے والی عورت کے بارے میں لعنت آئی ہے، لہذا آجکل عورتوں میں ابرو بنوانے کا جو رواج چل پڑا ہے، یہ ناجائز ہے، اس سے ان کو باز آنا چاہیے، ہاں اس میں جواز کی ایک صورت یہ ہے کہ ابرو کے بال بہت زیادہ بڑھ چکے ہوں، بھدے (برے) معلوم ہوتے ہوں تو صرف ان بڑھے ہوئے بالوں کو تراش کر اتنا چھوٹا کر سکتے ہیں کہ بھداپن دور ہو جائے، اس میں حرج نہیں۔

صحیح مسلم میں ہے: ”عن عبد اللہ قال: لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والنامصات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق اللہ“ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ کی لعنت ہے گودنے والیوں پر اور گودوانے والیوں پر اور بال اکھیرنے والیوں پر اور اکھڑوانے والیوں پر اور حسن کے لئے کھڑکیاں کرانے والیوں پر جو اللہ کی خلقت کو بدلنے والیاں ہیں۔

(صحیح المسلم، ج 2، ص 205، مطبوعہ کراچی)

مذکورہ بالا حدیث پاک کے الفاظ "بال اکھیر" نے والیاں "کی وضاحت کرتے ہوئے صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: "یعنی جو عورت بھوؤں کے بال نوچ کر ابرو کو خوبصورت بناتی ہے اس پر لعنت ہے۔" (بہار شریعت، ج 3، ص 595، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

ردالمحتار میں ہے: "فلو کان فی وجہہا شعرین فرز وجہا عنہا بسببہ ففی تحریم ازالہ بعد لأن الزینۃ للنساء مطلوبۃ للتحسین (الی ان قال) اذا نبت للمرأة لحیۃ أو شوارب فلا تحرم ازالہ بل تستحب. وفي التاثر خانیۃ عن المضممرات: ولا بأس بأخذ الحاجبین وشعر وجہہ ما لم یثبہ المحدث اه. ملخصاً" اگر عورت کے چہرے پر بال ہوں تو اس کے سبب سے شوہر کو بیوی سے نفرت ہوگی لہذا بالوں کے دور کرنے کو حرام قرار دینے میں دوری ہے کیونکہ عورتوں کے لئے زینت، خوبصورتی کے لئے مطلوب (طلب کی گئی) ہے (یہاں تک کہ مزید فرمایا) جب عورت کی داڑھی یا مونچھیں نکل آئیں تو ان کو دور کرنا حرام نہیں بلکہ مستحب ہے۔ اور تاثر خانیہ میں مضممرات سے ہے: اور دونوں ابرو اور چہرے کے بال لینے (کاٹنے) میں کوئی حرج نہیں جب تک بیچرے سے مشابہت نہ ہو۔ (ردالمحتار ج 9، ص 615، مطبوعہ کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے: "عورت کو داڑھی یا مونچھ کے بال نکل آئیں تو ان کا نوچنا جائز بلکہ مستحب ہے کہ کہیں اس کے شوہر کو اس سے نفرت نہ پیدا ہو۔" (بہار شریعت، ج 3، ص 449، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

بہار شریعت میں ہے: "گودنے والی اور گودوانے والی یاریتی سے دانت ریت کر خوبصورت کرنے والی یا دوسری عورت کے دانت ریتنے والی یا مونچھنے (بال اکھاڑنے کے آلہ) سے ابرو کے بالوں کو نوچ کر خوبصورت بنانے والی اور جس نے دوسری کے بال نوچے ان سب پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔"

(بہار شریعت، ج 3، ص 596، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم، مرجع اور سورہ اعلم علی اللہ والیہ وسلم

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو محمد محمد سر فراز اختر عطاری

02 رمضان المبارک 1437ھ / 08 جون 2016ء

الجواب صحیح

مفتی فضیل رضا عطاری

فتویٰ: 26

آرٹیفیشل پلکیں لگانا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا عورت آرٹیفیشل پلکیں

لگا سکتی ہے یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ھدایۃ الحق والصواب

آرٹیفیشل (یعنی مصنوعی) پلکیں جبکہ انسان اور خنزیر (Pig) کے بالوں سے بنی ہوئی نہ ہوں، زینت کے طور پر عورتوں کا لگانا، جائز ہے، لیکن وضو، غسل کرنے کے لئے ان پلکوں کا اتارنا ضروری ہوگا کیونکہ آرٹیفیشل پلکیں گوند وغیرہ سے لگانے کے بعد اصلی پلکوں کے ساتھ چپکادی جاتی ہیں، لہذا انہیں اتارے بغیر اصلی پلکوں کا دھونا، ممکن نہیں جبکہ وضو، غسل میں اصلی پلکوں کے ہر بال کا دھونا فرض ہے۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم علی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی فضیل رضا عطاری

03 ذوالحجۃ الحرام 1440ھ / 05 اگست 2019ء

فتویٰ: 27

عورت کا کان اور ناک چھیدنا اور ان میں زیور پہننا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ عورتوں کا ناک اور کان میں زیور پہننا اور اس کے لئے ناک کان چھیدنا کیسا ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ھدایۃ الحق والصواب

عورتوں کا ناک، کان چھیدنا اور ان میں زیور پہننا بالکل جائز ہے۔

چنانچہ حضرت علامہ علاؤ الدین حصکفی علیہ رحمۃ اللہ القوی کان چھیدنے کا حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”لا بأس بتقب آذن البنت“ ترجمہ: لڑکیوں کے کان چھیدنے میں کوئی حرج نہیں۔

(درمختار، ج 9، ص 693، مطبوعہ کوئٹہ)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن لکھتے ہیں: ”عورتوں کا نٹھ یا بلاق کے

لئے ناک چھیدنا، جائز ہے جس طرح بالوں، بالیوں، کان کے گہنوں کے لئے کان چھیدنا۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 23، ص 482، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری

07 ذوالقعدة الحرام 1431ھ 16 اکتوبر 2010ء

فتویٰ: 28

عورت کے لیے مسواک یا دنداسہ استعمال کرنے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت کے لیے مسواک کرنا سنت ہے یا نہیں؟ نیز اگر عورت دنداسہ یا کوئی اور چیز استعمال کرے تو اسے مسواک کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

عورت کے لیے مسواک کرنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سنت ہے، چنانچہ سنن ابوداؤد میں ہے: ”عن عائشۃ، أنها قالت: «کان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستاک، فیعطیني السواک لأغسلہ، فأبدأ بہ فأستاک، ثم أغسلہ وأدفعہ إلیہ“ ترجمہ: حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسواک کر کے مجھے دھونے کے لیے دیتے تھے تو میں پہلے اس سے مسواک کر لیتی تھی پھر دھو کر آپ علیہ السلام کو دیتی تھی۔

(سنن أبی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب غسل السواک، جلد 1، صفحہ 14، المکتبۃ العصریۃ، بیروت)

البتہ عورت کے لیے مستحب ہے کہ وہ بجائے مسواک کے دوسری نرم چیزیں، مثلاً مٹی کے ذریعے دانت صاف کرے، کیونکہ عورتوں کے دانت مردوں کے مقابلے میں کمزور ہوتے ہیں اور مسواک پر مواظبت ان کے دانتوں کو مزید کمزور کر دے گی اور مٹی یا کسی پاؤڈر کے ذریعے دانت صاف کرتے وقت حصول ثواب کی نیت پائے جانے کی صورت میں مسواک کا ثواب بھی ملے گا کہ عورت کے لیے یہ چیزیں ثواب کے معاملے میں مسواک کے قائم مقام ہیں۔

عورتوں کے لیے مسواک پر قدرت کے باوجود گوند (جسے دانتوں کی صفائی اور مضبوطی کے لیے چبایا جاتا ہے) کے استعمال کرنے کے بارے میں در مختار مع رد المحتار میں ہے: (يقوم العلك مقامه للمرأة مع

القدرة عليه) أي في الثواب إذا وجدت النية، وذلك أن المواظبة عليه تضعف أسنانها فيستحب لها فعله“ ترجمہ: عورتوں کے لیے مسواک پر قدرت کے باوجود مصطلگی (ایک قسم کی گوند) کا استعمال کرنا ثواب میں مسواک کے قائم مقام ہے جبکہ نیت پائی جائے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مسواک پر مواظبت ان کے دانتوں کو کمزور کر دے گی لہذا عورتوں کے لیے مسی کا استعمال کرنا مستحب ہے۔

(درمختار مع رد المحتار، کتاب الطہارۃ، سنن الوضوء، جلد 1، صفحہ 115، دار الفکر، بیروت)

ملفوظات اعلیٰ حضرت میں ہے: ”ان (عورتوں) کے لیے (مسواک کرنا) اُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سُنَّت ہے لیکن اگر وہ نہ کریں تو حرج نہیں۔ ان کے دانت اور مسوڑھے بہ نسبت مردوں کے کمزور ہوتے ہیں، (ان کیلئے) مسی یعنی دَنداسہ کافی ہے۔“ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص 357، مکتبۃ المدینہ)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”مسواک موجود ہو تو انگلی سے دانت مانجنا ادائے سنت و حصول ثواب کے لئے کافی نہیں۔ ہاں مسواک نہ ہو تو انگلی یا کھر کھرا کپڑا ادائے سنت کر دے گا اور عورتوں کے لئے مسواک موجود ہو جب بھی مستی کافی ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 1، صفحہ 810، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

مرآۃ المناجیح میں مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: ”عورتوں کے لئے مستحب یہ ہے کہ بجائے مسواک، سکڑا، مسی استعمال کریں، انگلی سے دانت صاف کریں، کیونکہ ان کے مسوڑھے کمزور ہوتے ہیں۔“ (مرآۃ المناجیح، جلد 1، صفحہ 278، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی ابوالحسن محمد ہاشم خان عطاری
03 ربیع الاول 1439ھ 22 نومبر 2017ء

فتویٰ: 29

مردوں کا شوقیہ ناک اور کان چھدوانا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ مردوں کا شوقیہ ناک اور کان

چھدوانا شرعاً کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

ناک اور کان چھدوانا عورتوں کے لئے جائز اور مردوں کے لئے ناجائز، کیونکہ ناک اور کان چھیدوانے میں عورتوں کے لئے زینت ہے جبکہ مردوں کے لئے زینت نہیں لہذا مردوں کا ناک اور کان چھدوانا عورتوں سے مشابہت ہونے کی وجہ سے ناجائز و حرام ہے۔

چنانچہ عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والے مردوں کے بارے میں صحیح بخاری میں ہے: ”عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم لعن اللہ المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال“ ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت کریں۔

(صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب المتشبهین بالنساء الخ، ج 02، صفحہ 874، مطبوعہ کراچی)

علامہ محمد امین ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں: ”تقب الأذن لتعلیق القرط، وهو من زينة النساء، فلا يحل للذكور“ ترجمہ: بالیاں لٹکانے کے لئے کان کو چھیدنا عورتوں کی زینت ہے اور مردوں کے لئے حرام ہے۔

(درمختار مع رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج 09، ص 693، مطبوعہ کوئٹہ)

مفتی محمد وقار الدین علیہ رحمۃ اللہ المتین سے سوال کیا گیا کہ ”مردوں کا کان میں بالی پہننا کیسا ہے؟ تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا ”مردوں کا ناک، کان یا پاؤں کسی جگہ زیور پہننا حرام۔ حدیث میں اس فعل پر لعنت آئی ہے۔“

(وقار الفتاوی، ج 01، ص 269، مطبوعہ بزم وقار الدین، کراچی)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

عبدالرب شاہ عطار مدنی

29 ربیع الثانی 1436ھ 19 فروری 2015ء

الجواب صحیح

مفتی محمد قاسم عطاری

مرد کے لیے سیاہ سرمہ لگانا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ مرد کے لئے سیاہ سرمہ لگانے کا کیا حکم ہے؟

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

مرد کو زینت حاصل کرنے کے لئے سیاہ سرمہ لگانا مکروہ ہے، لیکن علاج کی غرض سے لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ یونہی زینت کی نیت نہ ہو تب بھی کراہیت نہیں۔

فقہ حنفی کی مشہور و معروف کتاب المحیط البرہانی میں ہے: ”اتفق المشایخ علی أنه لا بأس بالإنمء للرجل، واتفقوا علی أنه یکرہ الکحل الأسود إذا قصد به الزینة“ یعنی فقہائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مردوں کو سرمہ لگانے میں کوئی مضائقہ نہیں اور اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ زینت کی نیت سے سیاہ سرمہ لگانا مکروہ ہے۔ (المحیط البرہانی، جلد 5، صفحہ 377، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت)

فقہ حنفی کی مشہور و معروف کتاب فتاویٰ ہندیہ میں ہے: ”لا بأس بالإنمء للرجال باتفاق المشائخ ویکرہ الکحل الاسود بالاتفاق إذا قصد به الزینة واختلفوا فیما إذا لم یقصد به الزینة عامتهم علی أنه لا یکرہ“ یعنی مردوں کو سرمہ لگانے میں کوئی حرج نہیں لیکن سیاہ سرمہ زینت کے ارادے سے استعمال کرنا مکروہ ہے اور اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ وہ زینت کا ارادہ نہ کرے تو کیا حکم ہے؟ اس میں کثیر علماء کا یہی فتویٰ ہے کہ یہ مکروہ نہیں۔ (فتاویٰ ہندیہ، جلد 5، ص 359، مطبوعہ کوئٹہ)

فقہ حنفی کی عظیم المرتبت کتاب ”الہدایہ“ میں ہے: ”ولا بأس بالاکتھال للرجال إذا قصد به التداوی دون الزینة“ یعنی مردوں کو زینت کی نیت سے نہیں بلکہ علاج کی نیت سے سرمہ لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (الہدایہ مع فتح القدیر، جلد 2، صفحہ 350، مطبوعہ کوئٹہ)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہار شریعت میں فرماتے ہیں۔ ”پتھر کا سرمہ استعمال کرنے میں حرج نہیں اور سیاہ سرمہ یا کاجل بقصد زینت مرد کو لگانا مکروہ ہے اور زینت مقصود نہ ہو تو

کراہت نہیں۔“

(بہار شریعت، جلد 3، حصہ 16، زینت کا بیان، صفحہ 597، مکتبہ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری

07 ذوالقعدة الحرام 1435ھ 03 ستمبر 2014ء

فتویٰ: 31

مرد کے لیے کا جل لگانا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مرد کے لیے کا جل لگانا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

مرد کا زینت کے ارادے سے سرمہ یا کا جل لگانا مکروہ یعنی ناپسندیدہ عمل ہے اور زینت مقصود نہ ہو، تو حرج نہیں، البتہ بہتر یہ ہے کہ سوتے وقت سرمہ لگایا جائے کہ سوتے وقت سرمہ لگانا سنت ہے، اور سرموں میں بہترین اُٹمڈ ہے کہ حدیث پاک میں اُٹمڈ سرمے کو بہترین سرمہ قرار دیا گیا۔

مرد کے لیے زینت کے ارادے سے سرمہ لگانا مکروہ ہونے کے متعلق علامہ ابوالکالی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 616ھ/1219ء) لکھتے ہیں: ”اتفق المشایخ علی أنه لا بأس بالاثمد للرجل، واتفقوا علی أنه یکرہ الکحل الأسود إذا قصد به الزینۃ، واختلفوا فیما إذا لم یقصد به الزینۃ عامتهم علی أنه لا یکرہ“ ترجمہ: مشائخ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مرد کے اُٹمڈ سرمہ لگانے میں کوئی حرج نہیں اور اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ مرد کو زینت کے قصد سے کالا سرمہ (یا کا جل) لگانا مکروہ ہے اور جب زینت کا قصد نہ ہو، تو اس بارے میں اختلاف ہے، البتہ اکثر کے نزدیک مکروہ نہیں۔

(المحیط البرہانی، الفصل الحادی والعشرون فی الزینۃ، جلد 5، صفحہ 377، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 1367ھ/1947ء) لکھتے ہیں: ”پتھر کا

سرمہ استعمال کرنے میں حرج نہیں اور سیاہ سرمہ یا کا جل بقصد زینت مرد کو لگانا مکروہ ہے اور زینت مقصود نہ ہو تو

کراہت نہیں۔“ (بہار شریعت، جلد 3، حصہ 16، صفحہ 597، مطبوعہ مکتبہ المدینہ، کراچی)

سوتے وقت سرمہ لگانا سنت ہونے کے بارے میں جامع ترمذی میں ہے: ”عن ابن عباس، قال قال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: خیر ما اکتحلتم بہ الا ثمد، فإنه یجلو البصر وینبت الشعر وکان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکحلة یکتحل بها عند النوم ثلاثا فی کل عین“ ترجمہ: حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو سرمہ تم لگاؤ ان میں بہترین اِثْمِدُ سرمہ ہے، کیونکہ یہ نگاہ کو روشن کرتا اور پلکیں اگاتا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک سرمہ دانی تھی جس میں سے سوتے وقت ہر آنکھ میں تین سلائیاں لگاتے تھے۔

(جامع الترمذی، کتاب اللباس، باب ما جاء فی الاکتحال، جلد 1، صفحہ 438، مطبوعہ لاہور)

مفتی محمد احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 1391ھ/1971ء) لکھتے ہیں: ”یعنی (نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رات کو سوتے وقت سرمہ لگاتے تھے، دوپہر میں سوتے وقت نہیں، سنت یہ ہی ہے کہ رات کو سوتے وقت سرمہ لگائے۔“

(مرآۃ السناجیح، جلد 6، صفحہ 180، مطبوعہ ضیاء القرآن، لاہور)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

06 ذوالحجۃ الحرام 1442ھ/17 جولائی 2021ء

فتویٰ: 32

مرد کے لیے دنداسہ استعمال کرنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مرد کا دنداسہ استعمال کرنا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

دنداسے کے استعمال کا تعلق عرف و عادات کے ساتھ ہے، ہمارے ہاں پاکستان میں عمومی عادات کے لحاظ سے حکم شرعی یہ ہے کہ مرد کا دنداسہ استعمال کرنا، ناجائز و گناہ ہے، کیونکہ ہمارے عرف میں دنداسے کا استعمال عورتوں کے ساتھ خاص ہے۔ اگر کسی جگہ کا عرف ایسا نہ ہو تو وہاں کا حکم جدا ہوگا۔

فقہائے کرام نے عورتوں سے مشابہت کی وجہ سے علیک (وہ گوند جو عورتیں دانتوں کی صفائی اور خوبصورتی کے لیے استعمال کرتی ہیں) کا استعمال مردوں کے لیے مکروہ و ممنوع قرار دیا ہے، کیونکہ یہ عورتوں کے

ساتھ خاص ہے، اسی طرح دنداسہ کا استعمال بھی عورتوں کے ساتھ خاص ہے، لہذا جب مرد اس کو استعمال کرے گا، تو اس میں عورتوں کے ساتھ مشابہت پائی جائے گی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کی مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ مردوں کو دانتوں کی صفائی کے لیے مسواک کا استعمال کرنا سنت اور باعث اجر و ثواب ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسواک کے استعمال کی بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے، حتیٰ کہ ارشاد فرمایا: اگر مجھے اپنی اُمت کے مشقت میں پڑنے کا خوف نہ ہوتا، تو میں انہیں ہر (نماز کے وقت) وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا، اس لیے مردوں کو مسواک کے استعمال کا اہتمام کرنا چاہیے۔

زنا نہ مشابہت اختیار کرنے والے مردوں کے متعلق حدیث پاک میں ہے: ”عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتشبهین من الرجال بالنساء، والمتشبهات من النساء بالرجال“ ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں اور عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب المتشبهون بالنساء، جلد 2 صفحہ 874، مطبوعہ کراچی) اوپر بیان کردہ حدیث پاک کی شرح میں علامہ ابوالحسن ابن بطلال رحمۃ اللہ علیہ (سال وفات: 449ھ) لکھتے ہیں: ”لا يجوز للرجال التشبه بالنساء في اللباس والزينة التي هي للنساء خاصة“ ترجمہ: مردوں کو عورتوں کے ساتھ لباس اور ان کی مخصوص زیب و زینت میں مشابہت اختیار کرنا، ناجائز ہے۔

(شرح صحیح بخاری لابن بطلال، کتاب اللباس، جلد 9، صفحہ 140، مطبوعہ الرياض) شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (سال وفات: 1340ھ / 1921ء) لکھتے ہیں: ”مرد کو عورت، عورت کو مرد سے کسی لباس و وضع، چال ڈھال میں بھی تشبہ حرام نہ کہ خاص صورت و بدن میں۔“ (فتاویٰ رضویہ، کتاب الحظر والاباحۃ، جلد 22، صفحہ 664، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

علک کے مردوں کے لیے مکروہ ہونے کے متعلق تبیین الحقائق، بحر الرائق، نہر الفائق، فتح القدیر اور دیگر کتب فقہ میں ہے، واللفظ للاول: ”(وکرہ ذوق شیء ومضعه بلا عذر ومضع العلك)... وفي غير الصوم لا يكره للمرأة لأنه يقوم مقام السواك في حقهن، لأن بنيتهن ضعيفة فلا تحتمل

السواک وهو ينقي الأسنان ويشد اللثة كالسواک ويكره للرجال إذا لم يكن من علة لما فيه من التشبه بالنساء“ ترجمہ: اور روزہ کی حالت میں کسی چیز کو بلا عذر چکھنا اور چبانا اور علك (درختوں سے نکلنے والی گوند) کو چبانا، مکروہ ہے اور روزہ کے علاوہ عورتوں کے لیے علك کا استعمال مکروہ نہیں ہے، کیونکہ یہ ان کے حق میں مسواک کے قائم مقام ہے، اس لیے کہ ان کے مسوڑھے کمزور ہونے کی وجہ سے مسواک کے متحمل نہیں ہوتے اور علك مسواک کی طرح، دانتوں کو صاف اور مسوڑھوں کو مضبوط کرتا ہے اور مردوں کے لیے بلا وجہ مکروہ ہے، کیونکہ اس میں عورتوں کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے۔

(تبیین الحقائق، کتاب الصوم، باب ما یفسد الصوم وما لا یفسد، جلد 2، صفحہ 185، مطبوعہ کوئٹہ)

علك کے عورتوں کے ساتھ خاص ہونے کے متعلق علامہ محمد امین ابن عابدین شامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (سال وفات: 1252ھ/1836ء) لکھتے ہیں: ”العادة مضغه خصوصاً للنساء، لأنه سواکھن“ ترجمہ: عادیۃ علك کا استعمال عورتوں کے ساتھ خاص ہے، اس لیے کہ یہ ان کی مسواک ہے۔

(رد المحتار، کتاب الصوم، مطلب فیما یکرہ للمصائم، جلد 3، صفحہ 452، مطبوعہ کوئٹہ)

مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ (سال وفات: 1391ھ/1971ء) لکھتے

ہیں: ”مردوں کے لیے مسی اور سکر املنا مکروہ ہے کہ اس میں عورتوں سے مشابہت ہے۔“

(مرآۃ المناجیح، کتاب الصوم، باب تنزیہ الصوم، الفصل الثالث، جلد 3، صفحہ 181، مطبوعہ گجرات)

مسواک کی فضیلت و اہمیت کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”لولا أن أشق

علی أمتی لأمرتهم بالسواک عند کل وضوء“ ترجمہ: اگر مجھے اپنی اُمت کے مشقت میں پڑنے کا خوف نہ ہوتا، تو میں انہیں ہر (نماز کے وقت) وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔

(صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب السواک الرطب الخ، جلد 1، صفحہ 259، مطبوعہ کراچی)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

06 ذوالحجۃ الحرام 1442ھ/17 جولائی 2021ء

فتویٰ: 33

چرے پر سرے سے تل بنانا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ چہرے پر سرمے کا تل بنانا کیسا ہے؟

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

چہرے پر تل بنانے کے حوالے سے عام طور چند طرح کی صورتیں پائی جاتی ہیں:

1. بعض عورتیں فیشن کے طور پر چہرے کے کسی حصے کو سوئی وغیرہ سے گدوا کر اس میں سرمہ وغیرہ بھر کر مصنوعی تل بنواتی ہیں، ایسا کرنا، ناجائز و گناہ ہے اور حدیث پاک میں ایسا کرنے والیوں پر لعنت کی گئی۔

2. چہرے کو گودے بغیر خوبصورتی کے لیے سرمے سے تل کا نشان بنایا جاتا ہے، ایسا کرنا، جائز ہے، کیونکہ یہ زینت کی چیز ہے اور عورتوں کو شریعت کی حدود میں رہتے ہوئے زینت کرنے کی اجازت ہے، بلکہ اچھی نیت کے ساتھ، مثلاً شوہر کے لیے زینت اختیار کرنے کے طور پر ہو، تو کارِ ثواب ہے۔

3. اور ایک صورت یہ ہے کہ بچوں کو نظر بد سے بچانے کے لیے سرمے سے تل بنایا جاتا ہے، یہ بھی جائز ہے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک خوبصورت بچے کو دیکھا تو اس کی ٹھوڑی پر سیاہ نقطہ لگانے کا حکم کا ارشاد فرمایا۔

جسم گودنے اور گدوانے والیوں کے متعلق حدیث پاک میں ہے: ”لعن اللہ الواشمات و المستوشمات و المتنمصات و المتفلجات للحسن المغیرات خلق اللہ“ ترجمہ: اللہ پاک لعنت کرے گودنے والیوں اور گدوانے والیوں اور منہ کے بال نوچنے والیوں اور خوبصورتی کے لیے دانتوں میں کھڑکیاں بنانے والیوں پر، (کیونکہ یہ سب) اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیز کو بگاڑنے والیاں ہیں۔

(بخاری شریف، کتاب اللباس باب المتفلجات للحسن، جلد 2 صفحہ 878، مطبوعہ کراچی)

مفتی محمد احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 1391ھ/1971ء) لکھتے ہیں: ”گودنے، گدوانے

سے مراد سوئی کے ذریعہ نیل یا سرمہ جسم میں لگا کر نقش و نگار کرانا یا اپنا نام لکھوانا یہ دونوں کام ممنوع ہیں، طریقہ

مشرکین ہیں اور طریقہ کفار و فجار (ہے)۔“

(مرآۃ المناجیح، جلد 4، صفحہ 231، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، لاہور)

عورت کا اپنے شوہر کے لیے زینت اختیار کرنا کارِ ثواب ہونے کے متعلق سیدی اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (سال وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں: ”عورت کا اپنے شوہر کے لئے گہنا (زیور) پہننا، بناؤ سنگار کرنا، باعثِ اجرِ عظیم اور اس کے حق میں نمازِ نفل سے افضل ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 126، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

نظرِ بد سے حفاظت کے لیے بچوں کے چہرے پر تل و غیرہ بنانے کے متعلق شرح السنۃ للبعوی اور مرقاۃ المفاتیح وغیرہ میں ہے: ”روی أن عثمان رأى صبياً مليحاً، فقال: دسموا نونته كيلا تصيبه العين“ ترجمہ: مروی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک خوبصورت بچے کو دیکھا، تو فرمایا کہ اس کی ٹھوڑی میں سیاہ نقطہ لگا دو، تاکہ اسے نظر نہ لگے۔

(شرح السنۃ للبعوی، کتاب الطب والرقی، باب ما يخص فيه من الرقی، جلد 12، صفحہ 166، مطبوعہ المکتب الاسلامی، بیروت)

شیخ الحدیث علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: ”نظر سے بچنے کے لئے ماتھے یا ٹھوڑی وغیرہ میں کاجل وغیرہ سے دھبہ لگا دینا یا کھیتوں میں کسی کڑی میں کپڑا پیٹ کر گاڑ دینا تاکہ دیکھنے والے کی نظر پہلے اس پر پڑے اور بچوں اور کھیتی کو کسی کی نظر نہ لگے، ایسا کرنا منع نہیں ہے، کیونکہ نظر کا لگنا حدیثوں سے ثابت ہے اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا، حدیث شریف میں ہے کہ جب اپنی یا کسی مسلمان کی کوئی چیز دیکھے اور وہ اچھی لگے اور پسند آجائے تو فوراً یہ دعا پڑھے: تبارک اللہ احسن الخالقین اللہم بارک فیہ۔

(رد المحتار، کتاب الحفظ والایاحۃ، فصل فی الدبس، جلد 9، صفحہ 601)

یا اردو میں یہ کہہ دے کہ اللہ برکت دے اس طرح کہنے سے نظر نہیں لگے گی۔“

(جنتی زیور، صفحہ 410، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

06 ذوالحجۃ الحرام 1442ھ/17 جولائی 2021ء

فتویٰ: 34

کریم وغیرہ کے ذریعے رنگ گورا کرنا یا میک اپ کے ذریعے اصل چہرہ بدل دینا مثلاً ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین درج ذیل سوالات کے بارے میں کہ:

(1) عورت کا چہرے پر بہت زیادہ میک اپ کرنا کیسا کہ جس سے اصلی چہرہ ہی تبدیل ہو جائے، کیا یہ مسئلہ

ہے؟

(2) رنگ گورا کرنے کے لئے عورت کا چہرے وغیرہ پر کوئی دوا یا کریم استعمال کرنا کیسا، کیا یہ بھی مسئلہ

ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ھدایۃ الحق والصواب

(1) عورت کا پاک چیزوں سے میک اپ کرنا فی نفسہ تو شرعاً جائز ہے، کہ یہ زینت کا ایک ذریعہ ہے اور

عورت کا شریعت کے دائرے میں رہ کر زینت حاصل کرنا، جائز ہے، بلکہ بعض صورتوں میں ثواب ہے، جیسے اگر بیوی شوہر کے لئے میک اپ وغیرہ کرے، تو مستحب اور باعثِ ثواب ہے۔ عورت کو زینت اختیار کرنے، بالخصوص شوہر کے لئے سجنے، سنورنے کی ترغیب احادیث میں موجود ہے۔ یونہی شادی کے موقع پر دلہن کو سجانا بھی سنت قدیمہ اور متعدد روایات سے ثابت ہے۔ لہذا عورت کسی بھی جائز ذریعہ سے زینت حاصل کرنا چاہے، تو کر سکتی ہے۔

اور جہاں تک میک اپ سے اصل چہرہ تبدیل ہو جانے کا معاملہ ہے، تو اس بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر میک اپ کی وجہ سے اصل چہرہ تو تبدیل ہو جائے، لیکن وہ ”Beauty makeup“ یعنی ایسا میک اپ ہو کہ جس کی وجہ سے چہرہ خوبصورت دکھائی دے اور عام طور پر ایسا ہی ہوتا ہے، تو یہ بھی ناجائز و گناہ نہیں اور اسے مسئلہ بھی نہیں کہہ سکتے، کیونکہ مسئلہ بدن میں تبدیلی کر کے اسے کاٹنے، بگاڑنے یا بد نما کر دینے کو کہتے ہیں، خواہ وہ اعضاء کاٹ کر ہو یا چہرہ پر سیاہی یا کوئی اور چیز کل کر ہو اور یہ حرام و گناہ اور شیطانی کام ہے، جبکہ ”Beauty makeup“ کی وجہ سے چہرے میں بگاڑ اور بد نمائی پیدا نہیں ہوتی، بلکہ چہرہ خوبصورت دکھائی دیتا ہے، لہذا یہ مسئلہ نہیں۔

البتہ اگر عورت اس طرح میک اپ کرتی ہے کہ جس کی وجہ سے چہرہ واقعی بگڑا ہو اور بد نما دکھائی دے

جیسے ”Scary makeup، Fx makeup، Zombie makeup، Horror makeup“ اور

“Halloween makeup” وغیرہ میں ہوتا ہے کہ اس میں دوسروں کی خاص توجہ حاصل کرنے کے لئے عجیب و غریب انداز سے میک اپ کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے چہرہ واقعی بگڑا ہوا، بد نما اور ڈراؤنا سا دکھائی دیتا ہے، تو ایسا میک اپ کرنا ضرور حرام و گناہ اور مسئلہ میں داخل ہے۔

(2) رنگ گورا کرنے کے لئے عورت کا چہرے وغیرہ پر دوا یا کریم استعمال کرنا شرعاً جائز ہے، جبکہ ان میں کسی ناپاک چیز کی آمیزش نہ ہو، کیونکہ یہ بھی زینت کا ایک ذریعہ ہے اور عورت کسی بھی جائز ذریعہ سے زینت حاصل کر سکتی ہے۔ نیز دوا یا کریم سے رنگ گورا کرنا مسئلہ میں داخل نہیں، کیونکہ اوپر بیان ہو چکا کہ مسئلہ بدن میں تبدیلی کر کے اسے کاٹنے، بگاڑنے یا بد نما کر دینے کو کہتے ہیں، جبکہ رنگ گورا کرنے والی دوا یا کریم استعمال کرنے کے بعد چہرے میں بگاڑ اور بد نمائی پیدا نہیں ہوتی، بلکہ چہرے میں نکھار اور خوبصورتی نظر آتی ہے، لہذا یہ مسئلہ نہیں۔

دونوں جوابات کے جزئیات درج ذیل ہیں:

زینت جائز ہونے کے بارے میں اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے: ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِينَةَ اللَّهِ الَّتِي أَخْرَجَ لِعِبَادِهِ﴾۔ الخ ترجمہ کنز الایمان: تم فرماؤ: کس نے حرام کی اللہ کی وہ زینت، جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی؟ (پارہ 8، سورۃ الاعراف، آیت 32)

اس آیت کے تحت تفسیر صراط الجنان میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالہ سے ہے: ”آیت میں لفظ ”زینت“ زینت کی تمام اقسام کو شامل ہے، اسی میں لباس اور سونا چاندی بھی داخل ہے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس چیز کو شریعت حرام نہ کرے، وہ حلال ہے۔ حرمت کے لئے دلیل کی ضرورت ہے، جبکہ حلت کے لئے کوئی دلیل خاص ضروری نہیں۔“

(تفسیر صراط الجنان، تحت هذه الآية، ج 3، ص 303، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

حدیث پاک میں عورت کو مہندی لگانے کی تاکید ہے اور یہ بھی زینت ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، وہ فرماتی ہیں: ”ان هندا ابنة عتبة قالت: يا نبي الله! بايعني، قال: لا ابايك حتى تغيري كفيك كانهما كفا سبع“ ترجمہ: بیشک ہندہ بنت عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بیعت کر لیجئے۔ ارشاد فرمایا: میں تجھے بیعت نہیں کروں گا یہاں

تک کہ تو اپنی ہتھیلیاں (مہندی کے رنگ سے) تبدیل نہ کر لے، (مہندی کے بغیر تو) گویا یہ کسی درندے کی ہتھیلیاں ہیں۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، باب فی الخضاب للنساء، ج 2، ص 220، مطبوعہ لاہور)

جو عورت شوہر کو خوش کرنے کے لئے بناؤ سنگار کرے، وہ بہترین عورت ہے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، وہ فرماتے ہیں: ”قیل لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ای النساء خیر؟ قال: التي تسره اذا نظر۔ الخ“ ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سی عورت بہتر ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ کہ جب شوہر اسے دیکھے تو وہ شوہر کو (اپنے اخلاق و محبت اور بناؤ سنگار وغیرہ سے) خوش کر دے۔ (سنن نسائی، کتاب النکاح، باب ای النساء خیر، ج 2، ص 71، مطبوعہ لاہور)

شادی کے موقع پر دلہن کو سجانا کئی احادیث سے ثابت ہے۔ چنانچہ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی، وہ فرماتی ہیں: ”انا قینت عائشة للنبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی ادخلتها علیہ“ ترجمہ: میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی رخصتی کے وقت ان کا بناؤ سنگار کیا، یہاں تک کہ میں انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئی۔

(المعجم الکبیر للطبرانی، ج 23، ص 126، مطبوعہ قاہرہ)

اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خود اپنی رخصتی کے متعلق ارشاد فرماتی ہیں: ”لما قدمنا المدينة جاءني نسوة وانا لعب علي ارجوحة وانا مجمعة فذهبن بي، فهيانني وصنعنني، ثم اتين بي رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ الخ“ ترجمہ: جب ہم مدینہ منورہ آئے، تو میرے پاس چند عورتیں آئیں، اس وقت میں جھولا جھول رہی تھی اور میرے بال بہت گھنے تھے، وہ مجھے لے گئیں، مجھے بنایا سنوارا اور مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے گئیں۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الارجوحة، ج 2، ص 333، مطبوعہ لاہور)

اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”عورتوں کو سونے چاندی کا زیور پہننا جائز ہے۔۔۔ بلکہ عورت کا اپنے شوہر کے لئے گہنا پہننا، بناؤ سنگار کرنا باعث اجر عظیم اور اس کے حق میں نماز نفل سے افضل ہے۔۔۔ اور دلہن کو سجانا تو سنت قدیمہ اور بہت احادیث سے ثابت ہے، بلکہ کنواری لڑکیوں کو زیور و لباس سے آراستہ رکھنا، کہ انکی مگنیاں آئیں، یہ بھی سنت ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 22، ص 126، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

عورت کا رنگ گورا کرنے کے لئے کوئی دوا یا کریم استعمال کرنا، جائز ہے۔ چنانچہ حدیث پاک سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں اپنے چہرے کے نکھار میں اضافہ کرنے کے لئے ”ایلو“ نامی چیز استعمال کرتی تھیں۔ ”ایلو“ ایک کڑوے درخت کا جما ہوا رس ہوتا ہے، جو چہرے پر لگانے سے اسے نکھارتا اور خوبصورت بنا دیتا ہے۔ زینت کے لئے عورتوں میں اس کا استعمال معروف تھا، اسی لئے حدیث میں وفات کی عدت گزارنے والی ایک خاتون کو چہرے پر ”ایلو“ لگانے کی ممانعت کا حکم بتایا گیا، البتہ ضرورت کے تحت اسے بھی رات کو لگانے کی اجازت دی گئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ عدت والی شرعی رکاوٹ نہ ہو، تو خواتین کو زینت حاصل کرنے کے لئے ایلو یا اس کے علاوہ کوئی اور دوا یا کریم کے استعمال کی اجازت ہے۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”دخل علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین توفی ابو سلمة وقد جعلت علی عینی صبرا، فقال: ما هذا یا ام سلمة؟ فقلت: انما هو صبر یا رسول اللہ! لیس فیہ طیب، قال: انه یشب الوجه فلا تجعلیه الا باللیل و تنزعینہ بالنهار“ ترجمہ: جب حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو چکا تھا (اور میں ان کی عدت میں تھی) تو میرے پاس حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم تشریف لائے اور میں نے اپنے چہرے پر ایلو لگا رکھا تھا، تو حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ام سلمہ! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ ایلو ہے، جس میں خوشبو نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ چہرے کو نکھارتا ہے، پس اسے نہ لگاؤ، مگر (ضرورتاً لگانا پڑے) تو رات کو لگاؤ اور دن کو ہٹا لو۔

(سنن ابی داؤد، ج 2، ص 292، الرقم 2305، مطبوعہ بیروت)

اس حدیث پاک کے تحت مرقاة المفاتیح میں ہے: ”قال: ما هذا ای: التلطح؟ وانت فی العدة یا ام سلمة! قلت: انما هو صبر لیس فیہ طیب ای: عطر، فقال: انه۔ یشب ای: یوقد الوجه ویزید فی لون وعلل المنع به، لان فیہ تزیینا للوجه وتحسینا له“ ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ لیپ کس چیز کا ہے؟ حالانکہ تو عدت میں ہے اے ام سلمہ! میں نے کہا: یہ ایلو ہے، اس میں خوشبو نہیں۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ چہرے کو نکھارتا ہے اور چہرے کی رنگت میں اضافہ کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت کی وجہ یہی بیان فرمائی، کیونکہ اس میں چہرے کو زینت دینا اور اسے خوبصورت بنانا ہے (حالانکہ معتدہ کو ان چیزوں کی ممانعت ہے)۔

(مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، کتاب النکاح، باب العدة، ج 6، ص 458 تا 459، مطبوعہ کوئٹہ)

چہرے پر مختلف دوائیوں کا استعمال کرنے کے بارے میں عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں ہے: ”ولا

یمنع من الادویۃ التي تزیل الکلف وتحسن الوجه“ ترجمہ: اور ان دوائیوں کا استعمال منع نہیں، جو جھانیاں (چہرے کے سیاہ داغ) ختم کرتی ہیں اور چہرے کو خوبصورت بناتی ہیں۔

(عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، ج 14، ص 179، مطبوعہ ملتان)

اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے دلہا، دلہن کے جسم پر ایٹن (ایک خوشبودار مسالہ جس سے جسم صاف،

خوشبودار اور ملائم ہو جاتا ہے) ملنے کے بارے میں سوال ہوا، تو اس کے جواب میں ارشاد فرمایا: ”ایٹن ملنا جائز

ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ، ج 22، ص 245، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مثلاً اللہ پاک کی پیدا کی ہوئی چیز میں خلاف شرع تبدیلی کرنا ہے، جو حرام و گناہ اور شیطانی کام ہے۔ اس

بارے میں قرآن پاک میں ہے: ﴿وَلَا ضَلَّتْهُمْ وَلَا مَنِيْنَتْهُمْ وَلَا مَرْنَتْهُمْ فَلْيَبْتَئِكُنَّ اِذَا نَ الْاَنْعَامِ وَلَا مَرْنَتْهُمْ فَلْيُغَيِّرَنَّ

خَلْقَ اللّٰهِ﴾ ترجمہ کنز الایمان: (شیطان نے کہا) قسم ہے میں ضرور بہکا دوں گا اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا

اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان چیریں گے اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں

بدل دیں گے۔ (پ 5، س النساء، آیت 119)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ مثلاً کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ”وقال ابن الانباری

رحمہ اللہ:- وهو تغیر تبقی الصورة معه قبیحة وهو من قولهم ”مثل فلان بفلان“ اذا قبح

صورته اما بقطع اذنه او انفه او سمل عینیہ او بقر بطنہ، فهذا هو الاصل“ ترجمہ: اور ابن انباری رحمہ

اللہ نے فرمایا:- وہ (یعنی مثلاً) اللہ پاک کی بنائی ہوئی چیز میں ایسی تبدیلی ہے جس کے ساتھ صورت بد نما

ہو جائے اور یہ اہل عرب کے اس قول سے ماخوذ ہے کہ فلاں نے فلاں کا مثلاً کر دیا (یہ اس وقت بولا جاتا

ہے) جب وہ کان یا ناک کاٹنے یا آنکھیں پھوڑنے یا پیٹ پھاڑنے کے سبب اس کی صورت کو بد نما کر دے۔ پس

مثلاً کی یہی اصل ہے۔ (تفسیر کبیر، ج 19، ص 11، مطبوعہ دار احیاء التراث، بیروت)

اسی بارے میں البنائیہ شرح ہدایہ میں ہے: ”والمثلة بضم المیم ما یتمثل منه فی تبدیل خلقه

وبتغیر ہیئته سواء کان بقطع عضو او تسوید وجه وتغیرہ، هکذا فسرہ الاکمل اخذه من

الدراية وقال تاج الشريعة: المثلة ما يتمثل فيه في القبح، قال الاترازي نحوه وزاد: واصلها قطع الاعضاء ويريد الوجه، قلت: المثلة: اسم لمصدر المثل بفتح الميم وسكون الشاء، يقال مثلت بالحيوان امثل مثلاً: اذا قطعت اطرافه وشوهت به ومثلت بالعبد اذا جدعت انفه او اذنه او مذاكيره او شيئاً من اطرافه“ ترجمہ: اور مُثلہ ميم کے ضمہ (پیش) کے ساتھ ہے، جو کسی کی فطرت کو تبدیل کرنے اور اس کی ہیئت کو بدلنے کی صورت میں کیا جاتا ہے، اب برابر ہے کہ یہ کسی عضو کو کاٹنے کے سبب ہوا چہرے کو سیاہ اور اسے تبدیل کرنے کے سبب ہو۔ ایسے ہی اکمل نے درایہ سے نقل کرتے ہوئے تفسیر بیان کی ہے اور تاج الشریعہ نے فرمایا: مثلہ وہ ہے جو بدنمائی کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ اترازی نے اسی کی مثل بیان کیا ہے اور یہ الفاظ زیادہ کیے کہ مثلہ کی اصل اعضاء کاٹنا ہے اور وہ اس سے مراد چہرہ لیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ مثلہ مثل مصدر (جو ميم کے فتح یعنی زبر اور ثاء کے سکون کے ساتھ ہے، اس) کا اسم ہے، کہا جاتا ہے کہ میں نے حیوان کا مثلہ کیا (یہ اس وقت بولا جاتا ہے) جب اس کے اعضاء کاٹ دیے جائیں اور اسے بد شکل بنا دیا جائے اور (کہا جاتا ہے کہ) میں نے غلام کا مثلہ کیا جب اس کی ناک یا کان یا شر مگاہ یا دیگر اعضا میں سے کوئی چیز کاٹ دی جائے۔

(الہنایہ شرح ہدایہ، ج 1، ص 527، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت)

اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”منہ کیچڑ سے سانا صورت بگاڑنا ہے اور صورت بگاڑنا مثلہ اور مثلہ حرام ہے، یہاں تک کہ جہاد میں حربی کافروں کو بھی مثلہ کرنا صحیح حدیث میں منع فرمایا، جن کے قتل کا حکم فرمایا، ان کے بھی مثلہ کی اجازت نہیں دی۔ افسوس ان مسلمانوں پر کہ باہم کھیل میں ایک دوسرے کے منہ پر کیچڑ تھوپتے ہیں یا ہنسی سے کسی کے سوتے میں اس کے منہ پر سیاہی لگاتے ہیں، یہ سب حرام ہے اور اس سے پرہیز فرض۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 3 ص 667، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عر و جل و رسو لہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

29 ذوالحجۃ الحرام 1442ھ 09 اگست 2021ء

فتویٰ: 35

چہرے پر کمر (Face Painting) کرنا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ آج کل مختلف مواقع پر چہرے پر مختلف قسم کے پینٹ کمر

کیے جاتے ہیں، عموماً ملکی یا پارٹی پر چم کا پینٹ کیا جاتا ہے، جو کبھی پورے چہرے پر بنایا جاتا ہے، کبھی صرف گال پر مختصر سا جھنڈا پینٹ کیا جاتا ہے۔ اس بارے میں حکم شرعی کیا ہے؟

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملک الوہاب، اللہم ہدایۃ الحق والصواب

چہرے پر پینٹ کے ذریعے پر چم یا کوئی اور ڈیزائن بنانے کی جائز و ناجائز دونوں صورتیں ہو سکتی ہیں۔ جن صورتوں میں چہرے پر پینٹ کی وجہ سے چہرہ بگڑا ہوا، بد نما دکھائی دے، ان صورتوں میں پینٹ کرنا، کروانا شرعی اعتبار سے مثلہ یعنی چہرہ بگاڑنے کے حکم میں ہے اور یہ حرام ہے، جبکہ جن صورتوں میں پینٹ کی وجہ سے چہرہ خوبصورت لگے یا کم از کم بگڑا ہوا نہ لگے تو یہ ناجائز و گناہ نہیں۔ بعض لوگ نہریادریا کے کنارے چکنی مٹی کا اپنے منہ پر لپ کر کے شکل و صورت بد نما کر کے ہنسی مذاق اور تفریح کرتے ہیں، یہ بھی مثلہ ہی کی صورت ہے۔ اسی بناء پر فقہاء کرام نے پانی نہ ہونے کی صورت میں گیلی پاک کیچڑ سے بھی تیمم کرنے کی ممانعت فرمائی ہے کہ کیچڑ منہ پر لگنے سے منہ آلودہ اور بد نما، بگڑا ہوا دکھائی دے گا، جو مثلہ کی ہی صورت ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”ولو كان المسافر في طين وردغة لا يجد ماء ولا صعيدا وليس في ثوبه وسرجه غبار يلطخ ثوبه أو بعض جسده بالطين فاذا جف تیمم به ولا ينبغي أن يتیمم ما لم يخف ذهاب الوقت لأن فيه تلطخ الوجه من غير ضرورة فيصير بمعنى المثلثة“، یعنی کوئی مسافر شخص کسی کیچڑ اور دلدل جیسی جگہ میں ہو، جہاں نہ پانی دستیاب ہے نہ خشک مٹی، نہ ہی کپڑے یا زین پر غبار ہے، تو اپنے کپڑے یا جسم کے کسی حصے پر کیچڑ لگالے، جب خشک ہو جائے، تو اس سے تیمم کرے اور جب تک وقت ٹکنے کا اندیشہ نہ ہو، اس سے تیمم نہیں کرنا چاہیے، کیونکہ اس میں بلا ضرورت، چہرہ آلودہ ہو کر مثلہ (صورت بگاڑنے) کے معنی میں ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، جلد 1 صفحہ 27، مطبوعہ کوئٹہ)

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ میں ارشاد فرماتے ہیں: ”منہ کیچڑ سے ساننا صورت بگاڑنا ہے اور صورت بگاڑنا مثلہ اور مثلہ حرام ہے، یہاں تک کہ جہاد میں حربی کافروں کو بھی مثلہ کرنا صحیح حدیث میں منع فرمایا، جن کے قتل کا حکم فرمایا ان کے بھی مثلہ کی اجازت نہیں دی۔ افسوس ان

مسلمانوں پر کہ باہم کھیل میں ایک دوسرے کے منہ پر کیچڑ تھوپتے ہیں یا ہنسی سے کسی کے سوتے میں اس کے منہ پر سیاہی لگاتے ہیں، یہ سب حرام ہے اور اس سے پرہیز فرض۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 3 صفحہ 667، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

البتہ پینٹ کرنا، جائز ہو یا ناجائز، بہر صورت چہرے پر پینٹ کا جرم و تہمہ جم جاتی ہے اور وضو کرنے یا غسل فرض ادا کرنے میں پینٹ کا یہ جرم و تہمہ چہرے کی کھال پر پانی بہنے سے مانع ہے، جس کے سبب وضو و غسل فرض ادا نہیں ہوتا اور اس حالت میں نماز کی ادائیگی بھی نہیں ہوتی۔

واللہ اعلم عز وجل و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

10 ذوالقعدة الحرام 1438ھ / 03 اگست 2017ء

بالوں کی زیب و زینت کے متعلق شرعی احکام

فتویٰ: 36

انجیکشن کے ذریعے بال سیاہ کرنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ انجیکشن کے ذریعے بال سیاہ کرنا کیسا؟

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

انجیکشن (Injection) اور کھائی جانے والی ادویات (Medicines) کے ذریعے بال سیاہ کرنا، جائز ہے، کیونکہ احادیثِ مبارکہ میں خاص طور پر کالے رنگ (Black Color) کے ذریعے، بال سیاہ کرنے کی ممانعت آئی ہے اور اسی سیاہ کالر لگانے کو مثلاً یعنی اللہ پاک کی تخلیق کو بدلنا فرمایا گیا ہے، لہذا اگر کوئی شخص سیاہ کالر لگانے کی بجائے کوئی دوا (Medicine) وغیرہ استعمال کرے یا انجیکشن لگائے، جس کے ذریعے اس میں طاقت پیدا ہو جائے اور اس کے بال سیاہ ہو جائیں، تو اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں، کیونکہ دوا استعمال کرنے سے سفید (White) بال سیاہ (Black) نہیں ہوں گے، بلکہ ان میں قوت و طاقت پیدا ہو جائے گی کہ آئندہ سیاہ بال نکلیں گے۔

سیاہ کالر لگانے کی ممانعت کے متعلق حدیثِ پاک میں ہے: ”عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: یکون قوم فی آخر الزمان یخضبون بهذا السواد، کحواصل الحمام، لا یجدون رائحة الجنة“ ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آخری زمانے میں ایسے لوگ ہوں گے جو کبوتروں کے سینوں جیسا سیاہ خضاب لگائیں گے، وہ لوگ جنت کی خوشبو تک نہ سونگھ سکیں گے۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الترجل، باب ما جاء فی خضاب السواد، جلد 2، صفحہ 226، مطبوعہ لاہور)

اوپر بیان کردہ حدیثِ مبارکہ کے تحت علامہ علی بن سلطان قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ (سارِ وفات: 1014ھ /

1605ء) لکھتے ہیں: ”فمعناه باللون الأسود“ ترجمہ: حدیثِ پاک کا مطلب یہ ہے کہ سیاہ کالر لگا کر بالوں کو

سیاہ کریں گے (اس لیے جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھ پائیں گے)۔

(مرقاۃ المفاتیح، باب الترجل، جلد 7، صفحہ 293، مطبوعہ کوئٹہ)

بالوں کو سیاہ کمر لگانا مسئلہ یعنی اللہ پاک کی تخلیق کو بدلنا ہے، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: ”مَنْ مَثَلَهُ
بِالشَّعْرِ فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ خَلْقٌ“ ترجمہ: جو بالوں کے ساتھ مسئلہ کرے اللہ عزوجل کے یہاں اس کا کچھ
حصہ نہیں۔ (المعجم الكبير للطبرانی، باب العین، ص 11، جلد 11، صفحہ 41، مطبوعہ قاہرہ)
شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (سال وفات: 1340ھ/
1921ء) لکھتے ہیں: ”یہ حدیث خاص مسئلہ مسئلہ مو میں ہے، بالوں کا مسئلہ یہی جو کلمات ائمہ سے مذکور ہوا کہ
عورت سر کے بال یا مرد داڑھی یا مرد خواہ عورت بھنویں (منڈائے) کما یفعله کفرۃ الہند فی الحداد
(جیسے ہندوستان کے کفار لوگ سوگ مناتے ہوئے ایسا کرتے ہیں) یا سیاہ خضاب کرے، یہ سب صورتیں مسئلہ
مو میں داخل ہیں اور سب حرام۔“

(فتاویٰ رضویہ، کتاب الحظر والاباحہ، جلد 22، صفحہ 664، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاہور)
ادویات وغیرہ کھا کر بال سیاہ کرنے کے متعلق کیے گئے ایک سوال کے جواب میں امام اہل سنت الشاہ امام
احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”اس میں کوئی حرج نہیں، دوا کھانے سے سپید (سفید) بال سیاہ نہ ہو جائیں
گے، بلکہ قوت و وپیدا ہوگی کہ آئندہ سیاہ نکلیں گے، تو کوئی دھوکہ نہ دیا گیا نہ خلق اللہ کی تبدیل کی گئی۔“
(ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ دوم، صفحہ 311، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)
البتہ یہ یاد رہے کہ سیاہ کے علاوہ سیاہ سے ملتے جلتے رنگوں سے بھی بال کمر کرنا منع ہے جن کے استعمال سے
دیکھنے میں بال سیاہ جیسے ہی لگیں۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

08 ذوالحجۃ الحرام 1442ھ/19 جولائی 2021ء

فتویٰ: 37

مصنوعی وگ لگانے اور بالوں کی پیوند کاری کرانے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ آج کے دور میں اگر بال گر جائیں
تو بالوں کو پیوند کاری کے ذریعے لگایا جاسکتا ہے؟ نیز اگر پیوند کاری نہ کروائی جائے
بلکہ بالوں کی وگ لگوائی جائے تو شرعاً کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

بالوں کی اپنے یا کسی دوسرے انسان کے بالوں سے پیوند کاری کرنا ناجائز و گناہ ہے۔ اسی طرح انسانی بالوں کی وگ لگانا ناجائز و حرام ہے، چاہے وہ وگ کسی دوسرے انسان کے بالوں سے بنائی جائے یا اسی انسان کے اپنے بال کاٹ کر وگ بنائی جائے کہ حدیث مبارک میں ایسا کرنے والے پر بھی لعنت کی گئی ہے۔ اسی طرح خنزیر کے بالوں کی وگ بھی نہیں لگا سکتے کہ خنزیر نجس العین ہے اور اس کے کسی عضو سے انتفاع جائز نہیں۔ خنزیر کے علاوہ دیگر جانوروں کے بال یا اون وغیرہ سے بنے ہوئے مصنوعی بالوں کی وگ لگانے میں حرج نہیں۔

پیوند کاری کرنا اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرنا ہے جو شیطانی کام ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَالْمُصْرِنِمْ فَلْيُغَيِّرَنَّ خَلْقَ اللّٰهِ﴾ ترجمہ کنز الایمان: (شیطان بولا) میں ضرور انہیں کہوں گا کہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیز بدل دیں گے۔ (پارہ 5، سورۃ النساء، آیت 119)

اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرنے والوں پر حدیث مبارک میں لعنت کی گئی ہے، چنانچہ صحیح مسلم میں ہے: ”عن عبد اللہ قال لعن اللہ الواشمات و المستوشمات و النامصات و المتنمصات و المتفلجات للحسن المغيرات خلق اللہ“ ترجمہ: حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کھال گوونے اور گدوانے والی، بال اکھاڑنے والی، خوبصورتی کے لیے دانتوں میں مصنوعی فاصلہ بنانے والی اور اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرنے والی عورتوں پر لعنت فرماتا ہے۔ (صحیح مسلم، جلد 2، ص 205، مطبوعہ کراچی)

انسانی بالوں کی پیوند کاری کروانا یا انسانی بالوں سے بنی ہوئی وگ استعمال کرنا، ناجائز ہے، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: ”لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الواصلة والمستوصلة“ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بال جوڑنے والی اور بال جڑوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔ (سنن ابی داؤد، جلد 2، ص 221، مطبوعہ لاہور)

امام ابو داؤد رحمہ اللہ علیہ واصلہ اور مستوصلہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”الواصلة التي

تصل الشعر بشعر النساء والمستوصلة المعمول بها“ ترجمہ: واصلہ وہ عورت جو بالوں میں عورتوں کے بال ملائے اور مستوصلہ وہ عورت جس کے سر میں بال لگائے جائیں۔

(سنن ابی داود، جلد 2، ص 221، مطبوعہ لاہور)

عناہ میں ہے: ”الواصلۃ من تصل الشعر والمستوصلۃ من یفعل بہا ذلک“ ترجمہ: واصلہ وہ

عورت جو بال جوڑے اور مستوصلہ وہ عورت جس کے سر میں بال جوڑے جائیں۔

(العناہ شرح الہدایہ، جلد 6، ص 426، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

در مختار میں ہے: ”وصل الشعر بشعر الادمی حرام سواء کان شعرھا او شعر

غیرھا“ ترجمہ: انسانی بالوں کو کسی انسان کے بالوں میں لگانا حرام ہے، چاہے وہ اس کے اپنے بال ہوں یا کسی اور

کے۔ (در مختار مع رد المحتار، جلد 9، ص 614، مطبوعہ پشاور)

خنزیر کے بال لگانا حرام ہے، چنانچہ بدائع الصنائع میں ہے: ”الخنزیر فقد روی عن ابی حنیفۃ انه

نجس العین لان اللہ تعالیٰ وصفہ بكونہ رجسا فی حرم استعمال شعرہ وسائر اجزائہ“ ترجمہ: خنزیر

کے بارے میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ یہ نجس العین ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو گندگی کی

صفت سے موصوف کیا ہے پس اس کے بالوں اور تمام اجزاء کا استعمال حرام ہے۔

(بدائع الصنائع، جلد 1، ص 200، مطبوعہ کوئٹہ)

خنزیر کے علاوہ دوسرے جانوروں کے بالوں سے بنی ہوئی وگ یا مصنوعی بالوں کی وگ لگانے میں

حرج نہیں، چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”لا بأس للمرأة ان تجعل فی قرونها وذوائبھا شیئا من

الوبر“ ترجمہ: عورت کا اپنے گیسوؤں اور چوٹی میں اونٹ یا خرگوش وغیرہ کے بال لگانے میں کوئی حرج نہیں۔

(فتاویٰ عالمگیری، جلد 5، ص 438، مطبوعہ کراچی)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”انسان کے بالوں کی چوٹی بنا کر عورت اپنے

بالوں میں گوندھے یہ حرام ہے۔ حدیث میں اس پر لعنت آئی ہے بلکہ اس پر بھی لعنت جس نے کسی دوسری عورت

کے سر میں ایسی چوٹی گوندھی اور اگر وہ بال جس کی چوٹی بنائی گئی خود اسی عورت کے ہیں جس کے سر میں جوڑی

گئی جب بھی ناجائز اور اگر اون یا سیاہ تاگے کی چوٹی بنا کر لگائے تو اس کی ممانعت نہیں۔“

(بہار شریعت، جلد 3، ص 596، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

22 جمادی الاولیٰ 1437ھ 02 مارچ 2016ء

فتویٰ: 38

کیا سر کی سائیدوں سے بال چھوئے اور اوپر سے بڑے رکھنا منع ہے،

جسے حدیث میں قزع کہا گیا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ حدیث پاک میں قزع (یعنی سر کے بالوں میں بعض کو کاٹنا اور بعض چھوڑ دینے) سے منع کیا گیا ہے، اس سے کیا مراد ہے اور آجکل جس طرح عموماً بال کاٹے جاتے ہیں۔ کانوں سے اوپر چھوئے کرنا اور سر کے اوپر والے حصے کو بڑا کرنا یہ بھی قزع میں شمار ہوگا یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

حدیث پاک میں قزع سے منع کیا گیا ہے اور اس کی کیفیت جو شروح حدیث اور فقہ میں بیان کی گئی ہے کہ آدمی سر کے متفرق مقامات سے بال منڈوا دے اور بعض جگہوں پر بالوں کو چھوڑ دے یہ قزع کہلاتا ہے، اس طرح بال کٹوانا مکروہ تنزیہی اور ممنوع ہے۔ ہمارے ہاں جس طرح عموماً بال کٹوائے جاتے ہیں، جو طریقہ سوال میں مذکور ہے اس پر قزع کا اطلاق نہیں آئے گا، کیونکہ قزع خاص کیفیت ہے جو اوپر مذکور ہے، البتہ ایسے بال کٹوانا بھی سنت اور سلف و صلحاء کے طریقوں کے برخلاف ہے۔

صحیح بخاری شریف میں ہے: ”أخبرني ابن جريج قال أخبرني عبيد الله بن حفص أن عمر بن نافع أخبره عن نافع مولى عبد الله أنه سمع ابن عمر رضي الله عنهما يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ينهى عن القزع قال عبيد الله قلت وما القزع فأشار لنا عبيد الله قال إذا حلق الصبي وتركها شعرة وهاهنا وهاهنا فأشار لنا عبيد الله إلى ناصيته وجانبي رأسه“ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا۔ عبيد اللہ کہتے ہیں میں نے کہا، قزع کیا ہے؟ تو عبيد اللہ نے

اشارہ کر کے بتایا کہ جب بچے کا سر کچھ جگہوں سے مونڈا جائے اور کچھ جگہ چھوڑ دیا جائے اور عبید اللہ نے اپنی پیشانی اور سر کے دونوں کناروں کی طرف اشارہ کیا۔

(صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب القزع، جلد 2، صفحہ 877، مطبوعہ کراچی)

زمخشری نے قزع کی تعریف یوں بیان کی ہے: ”النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن القزع وروى عن القنازع. يحلق الرأس ويترك شعر متفرق في مواضع فذلك الشعر قزع“ ترجمہ: نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قزع سے منع فرمایا اور ایک روایت میں قنازع ہے، یعنی سر کو متعدد مقامات سے مونڈا جائے اور متعدد مقامات سے بال چھوڑ دیئے جائیں تو یہ بال قزع ہیں۔

(الفائق فی غریب الحدیث والائس، حرف القاف مع الزاء، جلد 3، صفحہ 189، دارالمعرفة، بیروت)

مسئقی میں ہے: ”ونهى عن القزع وهو أن يحلق بعض الرأس ويبقى مواضع، والأصل في ذلك ما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه نهى عن القزع ومن ذلك القصة والقفا وهو أن يحلق رأس الصبي فيترك منه مقدمة وشعر القفا“ ترجمہ: قزع سے منع کیا گیا ہے اور قزع یہ ہے کہ سر کا کچھ حصہ مونڈ دیا جائے اور کچھ جگہوں کو چھوڑ دیا جائے۔ اس میں اصل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا گیا کہ آپ نے قزع سے منع فرمایا ہے اور اسی سے قصہ اور قفا ہے اور وہ یہ ہے کہ بچے کے سر کو (تچ سے) مونڈنا اور آگے کے اور گدی کے بالوں کو چھوڑ دیا جائے۔

(المسئقی، الجامع، السنن فی الشعر، جلد 7، صفحہ 267، مطبوعہ دارالكتاب الاسلامی، قاہرہ)

عمدة القاری میں ہے: ”وقال النووي في شرح مسلم أجمع العلماء على كراهة القزع إذا كان في مواضع متفرقة إلا أن يكون لمدواة ونحوها وهي كراهة تنزيه“ ترجمہ: امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں: قزع کے مکروہ ہونے پر علماء کا اجماع ہے جب (سر کے) مختلف حصوں میں ہو، سوائے علاج وغیرہ کی خاطر (کہ پھر مکروہ نہیں اور اس مکروہ سے مراد) مکروہ تنزیہی ہے۔

(عمدة القاری، کتاب الطب، باب فی القزع، جلد 22، صفحہ 58، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

یہی کلام مراقاة میں ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے: ”یکره القزع وهو أن يحلق البعض ويترك البعض قطعاً مقدار ثلاثة أصابع كذا في الغرائب“ ترجمہ: قزع مکروہ ہے اور قزع یہ ہے کہ مختلف ٹکڑوں میں تین انگلیوں کی مقدار

تک بعض سر کو مونڈے اور بعض کے بال چھوڑ دے۔

(فتاویٰ ہندیہ، کتاب الکراہیۃ، الباب التاسع عشر، جلد 5، صفحہ 437، مطبوعہ کراچی)

علامہ شامی لکھتے ہیں: ”وفي الذخيرة: ولا بأس أن يحلق وسط رأسه ويرسل شعره من غير أن يفتله وإن فتلته فذلك مكروه، لأنه يصير مشبهًا ببعض الكفرة والمجوس في ديارنا يرسلون الشعر من غير فتل، ولكن لا يحلقون وسط الرأس بل يجزون الناصية تتارخانية قال ط: ويكره القنع وهو أن يحلق البعض ويترك البعض قطعاً مقدار ثلاثة أصابع كذا في الغرائب“ ترجمہ: ذخیرہ میں ہے کہ سر کے درمیانی حصے کو مونڈ دینا اور باقی بال چھوڑ دینے میں حرج نہیں جبکہ ان بالوں کو نہ گوندھے اور اگر گوندھ لیا تو یہ مکروہ ہے کیونکہ ہمارے شہروں میں یہ بعض کافروں اور مجوسیوں کی مشابہت ہے کہ وہ بال گوندھے بغیر لٹکاتے ہیں لیکن سر کا درمیانی حصہ نہیں مونڈتے بلکہ پیشانی کے بال مونڈتے ہیں، علامہ طحطاوی نے فرمایا قزع مکروہ ہے اور قزع یہ ہے کہ مختلف ٹکڑوں میں تین انگلیوں کی مقدار تک بعض سر کو مونڈے اور بعض کے بال چھوڑ دے۔

(رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، جلد 9، صفحہ 672، مطبوعہ کوئٹہ)

جد الممتار میں اسی کو ہندیہ کے حوالے سے مقرر رکھا گیا ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”تالو کے بال منڈانا جس طرح یہاں کے لوگوں کی عادت ہے بشرطیکہ پیشانی کے بال باقی رکھے جائیں جسے پان بنوانا کہتے ہیں جائز ہے مگر اولی نہیں۔ ہاں متفرق مواضع سے قطعے منڈوانا جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں بیچ سر منڈوا دیا اس پاس کے بال چھوڑ دیئے اور کنپٹیوں پر بھریاں رکھیں اس پاس منڈوا دیئے اور گدی پر ایک قطعہ بالوں کا چھوڑا دہنے بائیں حلق کیے، اسے عربی میں قزع کہتے ہیں اور وہ ممنوع ہے۔۔۔۔ اور یہ نئی نئی تراشیں ایک ایک انگل کے بال رکھنا جب اس سے بڑھیں کتر وادینا یا آگے سے بڑے پیچھے سے کترے ہوئے یا وسط تالو سے پیشانی تک کھلوا دینا یا گدی کے بال منڈانا یا پیشانی سے گدی تک سڑک نکالنا یا منڈے سر خواہ بالوں کی حالت میں یعنی چوڑی قلمیں بڑھا کر رخساروں پر جھکانا یا داڑھی میں ملا دینا، یہ باتیں مخالف سنت و خلاف وضع صلحائے مسلمین ہونے کے علاوہ ان میں اکثر اقوام کفار کی ایجاد ہیں جن کی مشابہت سے مسلمانوں کو بچنا چاہیے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 577، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بہار شریعت میں ہے: ”بیچ سر کو مونڈا دینا اور باقی جگہ کو چھوڑ دینا جیسا کہ ایک زمانہ میں پان بنوانے کا رواج

تھایہ جائز ہے اور حدیث میں جو قزع کی ممانعت آئی ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ متعدد جگہ سر کے بال مونڈنا اور جگہ جگہ باقی چھوڑنا، جس کو گل بنانا کہتے ہیں۔ بخاری شریف سے بھی یہی ظاہر ہے۔ پان بنوانے کو قزع سمجھنا غلطی ہے، ہاں بہتر یہی ہے کہ سر کے بال مونڈائے تو کل مونڈا ڈالے یہ نہیں کہ کچھ مونڈے جائیں اور کچھ چھوڑ دیے جائیں۔ بعض دیہاتیوں کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ پیشانی کو خط کی طرح بنواتے ہیں اور دونوں جانب نوکیں نکلاتے ہیں یا اور طرح سے بنواتے ہیں یہ سنت اور سلف کے طریقہ کے خلاف ہے، ایسا نہ کریں۔“

(بہار شریعت، جلد 3، صفحہ 587، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم علی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو حذیفہ محمد شفیق عطاری

07 ذی قعدۃ الحرام 1437ھ / 11 اگست 2016ء

الجواب صحیح

مفتی محمد قاسم عطاری

فتویٰ: 39

مونچھیں بالکل صاف کروانے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا بالکل مونچھیں صاف کرنا چاہیے؟ اگر کوئی مونچھیں بالکل صاف کرے تو اس پر کیا حکم ہے؟ حرام ہے یا مباح ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

مونچھوں کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ بہار شریعت میں ہے: ”مونچھوں کو کم کرنا سنت ہے اتنی کم کرے کہ ابرو کی مثل ہو جائیں یعنی اتنی کم ہوں کہ اوپر والے ہونٹ کے بالائی حصہ سے نہ لٹکیں اور ایک روایت میں مونڈنا آیا ہے۔“ (بہار شریعت، حصہ 16، جلد 3، صفحہ 585، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

ہندیہ میں ہے: ”ذکر الطحاوی فی شرح الآثار أن قص الشارب حسن، ونقصیرہ أن یؤخذ حتی ینقص من الإطار وهو الطرف الأعلى من الشفة العليا قال والحلق سنة وهو أحسن من القص وهذا قول أبی حنیفۃ وصاحبہ رحمہم اللہ“ ترجمہ: امام طحاوی نے شرح الآثار میں فرمایا کہ مونچھیں کاٹنا اچھا ہے اور اس کا کم کرنا اتنا ہے کہ اوپر والا ہونٹ واضح ہو جائے۔ فرمایا کہ مونڈنا سنت ہے اور یہ

کاٹنے سے زیادہ اچھا ہے اور یہ قول امام ابو حنیفہ و صاحبین رحمہم اللہ کا ہے۔

(ہندیہ، کتاب الکراہیۃ، الباب التاسع، قص الشارب، جلد 5، صفحہ 358، مطبوعہ کوئٹہ)

بحر الرائق میں ہے: ”أن السنة قص الشارب لا حلقه“ ترجمہ: سنت مونچھیں کترانا ہے منڈوانا

نہیں۔

(البحر الرائق، کتاب الحج، باب الجنایات فی الحج، جلد 3، صفحہ 18، مطبوعہ کوئٹہ)

اصل بات یہ ہے کہ مونچھیں خوب پست کرنا سنت ہے، کاٹنا بھی درست ہے اور مونڈنا گناہ نہیں۔ حلق

کے معنی مونڈنا ہیں، قص کے معنی کٹوانا، احفاء کے معنی خوب پست کرنا ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں شرح معانی الآثار

کے حوالے سے جو جزئیہ نقل کیا گیا ہے اس میں لفظ ”حلق“ جبکہ اصل کتاب میں احفاء ہے۔ امام طحاوی رحمۃ اللہ

علیہ نے احادیث کی روشنی میں یہی ثابت کیا ہے کہ مونچھیں خوب پست کرنا مستحب ہے۔ چنانچہ شرح معانی الآثار

میں ہے: ”قال أبو جعفر فذهب قوم من أهل المدينة إلى هذه الآثار، واختاروا لها قص الشارب

على إحقائه وخالفهم في ذلك آخرون فقالوا بل يستحب إحقاء الشوارب، نراه أفضل من

قصها۔ عن أبي هريرة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم أنه قال (أحقوا الشوارب، وأعفوا

اللحي). فهذا رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد أمر بإحقاء الشوارب، فثبت بذلك الإحقاء

على ما ذكرنا، في حديث ابن عمر. وفي حديث ابن عباس وأبي هريرة، (جزوا

الشوارب) فذاك يحتمل أن يكون جزاء، معه الإحقاء۔ فإنارأينا الحلق قد أمر به في الإحرام،

ورخص في التقصير. فكان الحلق أفضل من التقصير، وكان التقصير، من شاء فعله، ومن شاء

زاد عليه، إلا أنه يكون بزيادته عليه أعظم أجرا من قص. فالنظر على ذلك أن يكون كذلك

حكم الشارب قصه حسن، وإحقاؤه أحسن وأفضل. وهذا مذهب أبي حنيفة، وأبي يوسف،

ومحمد“ ترجمہ: امام جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ کے ایک گروہ نے مونچھیں خوب پست

کرنے سے کاٹنے کو افضل ٹھہرایا۔ دوسرے گروہ نے فرمایا کہ مونچھیں خوب پست کرنا کاٹنے سے افضل ہے

۔ امام طحاوی فرماتے ہیں کہ ہم مونچھیں خوب پست کرنے کو کاٹنے سے افضل جانتے ہیں چنانچہ حضرت ابو ہریرہ

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مونچھیں خوب پست کرو اور داڑھی کو

معافی دو۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس میں مونچھیں خوب پست کرنے کا حکم دیا تو خوب پست کرنے کا

افضل ہونا اس حدیث سے ثابت ہو گیا۔ حضرت ابن عمر، ابن عباس اور ابو ہریرہ کی جو حدیث ہے جس میں ہے

مونچھیں کاٹو (جو کہ اہل مدینہ کے گروہ کا مذہب ہے) اس میں یہ احتمال ہے کہ اتنی کاٹو کہ پست ہو جائیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ احرام میں حلق کرنے کا حکم دیا گیا اور بال چھوٹے کرنے کی رخصت دی گئی حالانکہ حلق کرنا اس سے افضل تھا دیکھو یہی حکم مونچھوں کا ہے کہ کاٹنا اچھا ہے اور خوب پست کرنا زیادہ اچھا و افضل ہے اور یہ امام ابو حنیفہ، امام ابو یوسف و امام محمد کا مذہب ہے۔

(شرح معانی الآثار، کتاب الکراہۃ، باب حلق الشارب، جلد 2، صفحہ 316، مطبوعہ لاہور)

امام طحاوی کے اس ارشاد سے واضح ہوا کہ مونچھیں خوب پست کرنا مستحب ہے۔ فتاویٰ ہندیہ میں جو حلق کا لفظ استعمال ہوا، اس کی یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ احناف مونڈنے کے قریب ہوتا ہے، اس لئے وہاں لفظ حلق استعمال کیا گیا، جبکہ مونڈنے کو بعض علماء نے مکروہ کہا ہے۔ چنانچہ حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح میں ہے: ”قال الطحاوی یستحب إحنفاء الشوارب ونراه أفضل من قصها وفي شرح شرعة الإسلام قال الإمام الإحنفاء قریب من الحلق وأما الحلق فلم یرد بل کرهه بعض العلماء وراه بدعة اه وفي الخانية وينبغي أن يأخذ من شاربہ حتی یوازی الطرف الأعلى من الشفة العليا ویصیر مثل الحاجب“ ترجمہ: امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مونچھوں کو خوب پست کرنا مستحب ہے اور ہمارے نزدیک کاٹنے سے یہ افضل ہے۔ شرعۃ الاسلام کی شرح میں ہے: امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: احنفاء مونڈنے کے قریب ہے اور بہر حال مونڈنا، تو اس کا رد نہیں کیا جائے گا، بلکہ بعض علماء نے اسے مکروہ قرار دیا ہے اور اسے بدعت میں شمار کیا ہے۔ فتاویٰ خانہ میں ہے: مناسب یہ ہے کہ اپنی مونچھوں کو کاٹے، یہاں تک کہ اوپر والے ہونٹ والی سائیڈ کے برابر ہو جائے اور ابرو کی طرح (باریک) ہو جائے۔

(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، جلد 1، صفحہ 342، مطبوعہ مصر)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”وفیه دلیل لما قالہ النووی من أن السنة فی امر الشارب أن لا یبالغ فی إحنفائه بل یقتصر علی ما تظہر بہ حمرة الشفة وطرفها وهو المراد بإحنفاء الشوارب فی الأحادیث“ ترجمہ: امام نووی کے قول کی اس حدیث میں دلیل ہے وہ فرماتے ہیں کہ مونچھیں پست کرنے میں سنت یہ ہے کہ بالکل ہی ان کا صفایا نہ کیا جائے بلکہ اتنی پست ہوں کہ اوپر کے پورے ہونٹ کی سرخی نظر آئے، احادیث میں جو مونچھیں پست کرنے کا حکم ہے ان سے یہی مراد ہے۔

(سرفۃ شرح مشکوٰۃ، کتاب الاطعمہ، جلد 7، صفحہ 2728، دار الفکر، بیروت)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو احمد محمد انس رضا عطاری مدنی

29 شوال المکرم 1430ھ 19 اکتوبر 2009ء

الجواب صحیح

مفتی محمد قاسم عطاری

فتویٰ: 40

مونچھیں کتنی باریک کرنی چاہئیں؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مونچھیں کتنی باریک کرنی چاہئیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

مونچھیں اتنی باریک کرنی چاہئیں کہ ابرو کے مثل ہو جائیں اور اوپر والے ہونٹ کے بالائی (اوپر والے) کنارے سے نیچے نہ لٹکیں۔ چنانچہ عالمگیری میں ہے: ”و یاخذ من شاربہ حتی یصیر مثل الحاجب کذا فی الغیاثیۃ“ اور وہ اپنی مونچھوں سے لے (کالے) یہاں تک کہ وہ ابرو کے مثل ہو جائیں اسی طرح غیاثیہ میں ہے۔ (عالمگیری، ج 5، ص 358، مطبوعہ کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے: ”مونچھوں کو کم کرنا سنت ہے اتنی کم کرے کہ ابرو کی مثل ہو جائیں یعنی اتنی کم ہوں کے اوپر والے ہونٹ کے بالائی حصہ سے نہ لٹکیں۔“

(بہار شریعت، ج 3، ص 585، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو محمد محمد سرفراز اختر عطاری

25 صفر المظفر 1439ھ 15 نومبر 2017ء

الجواب صحیح

مفتی فضیل رضا عطاری

فتویٰ: 41

بیوی کے کہنے پر داڑھی چھوٹی کرنا یا منڈوا دینا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کسی شخص کی ایک مٹھی داڑھی ہو اور اس کی

بیوی اسے دائرہ شخصی کروانے یا منڈوانے کا کہتی ہو اور ساتھ یہ بھی کہتی ہو کہ میری نظر دائرہ شخصی منڈوں پر پڑتی ہے جو آنکھ کا زنا ہے اور اس کا وبال بھی آپ پر ہی ہوگا، تو کیا ایسی صورت میں اسے دائرہ شخصی کروانے یا منڈوانے کی اجازت ملے گی؟ رہنمائی فرمادیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

حکم شرع کو سب پر مقدم رکھنا ضروری ہے اور مرد کے لیے حکم شرع یہی ہے کہ وہ پوری ایک مٹھی دائرہ شخصی رکھے، جبکہ بیوی کا دائرہ شخصی شخصی کروانے یا منڈوانے کا کہنا شرعاً ناجائز و گناہ ہے اور جو حکم شرعاً ناجائز ہو، اس میں کسی کی بھی پیروی جائز نہیں، لہذا پوچھی گئی صورت میں شوہر کا بیوی کے کہنے پر دائرہ شخصی شخصی کروانا یا بالکل ہی منڈوا دینا سخت ناجائز و حرام ہے۔

عورت کی یہ نفسیاتی کمزوری ہے کہ اس کو دائرہ شخصی والے مرد اچھے نہیں لگتے، ورنہ روایات میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عمامے اور دائرہ شخصی سے زینت بخشی ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”امام زلیحی تبیین الحقائق، علامہ اتقانی غایۃ البیان، علامہ طوری تکرملہ بحر، سب علماء کتاب الجنایات اور امام حجۃ الاسلام محمد غزالی کیسائے سعادت میں ذکر کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”ان الله ملائکة تسبیحہم سبخن من زین الرجال باللحی والنساء بالقرون والذوائب“ یعنی اللہ عزوجل کے کچھ ملائکہ ایسے ہیں جن کی تسبیح یہ ہے کہ تمام پاکی اس ذات کے لئے ہے جس نے مردوں کو دائرہ ہیوں سے اور عورتوں کو چوٹیوں سے زینت بخشی ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 664-665، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اصل چیز یہ ہے کہ اپنے دل کا فتور دور کرنا ہی غیر کی طرف نظر اٹھنے کے خدشے کا حل ہے۔ شیطان جب دائرہ شخصی رکھنے والے پر حاوی نہیں ہو پایا، تو اس نے دائرہ شخصی منڈوانے کے مشن میں اب کسی اور کا سہارا لیا ہے، پس عورت پر لازم ہے کہ شریعت کے احکامات کے سامنے اپنا سر جھکا دے، اپنے دل کا فتور دور کرے۔ دائرہ شخصی میں تو بلاشبہ زینت ہے، خوبصورتی ہے۔ اگر عورت کو یہ چیز خوبصورت نہیں لگتی، تو اس کی اپنی نظر کا قصور ہے۔ کسی جائز بات کو مثبت اور منفی دونوں طرح سے دیکھنے والے موجود ہوتے ہیں اور مثبت چیز کو بھی منفی کہنے والوں کی کمی نہیں ہوتی، لیکن اہل عقل یہی کہتے ہیں کہ منفی سوچ رکھنے والوں کو اپنی سوچ کا زاویہ بدلنے کی حاجت ہوتی ہے۔

یہی معاملہ اس خاتون کے ساتھ ہے، اگر یہ اپنے سامنے صرف اس چیز کو رکھ لے کہ ہم سب کے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی رکھی اور آپ پوری مخلوق میں سب سے بڑھ کر حسین و جمیل ہیں اور داڑھی رکھنے کا آپ نے ہی حکم دیا اور آپ کے حکم پر عمل کرنے والے کبھی نقصان میں نہیں رہتے اور نہ ہی اطاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی غلطی کا کام ہے، بلکہ فلاح کا راستہ ہے، یہ چیز سامنے رکھی جائے گی، تو امید ہے اس کی سوچ کا زاویہ تبدیل ہو گا اور منفی سوچ، مثبت سوچ میں تبدیل ہو جائے گی۔ اب تک جو شریعت کی مخالفت کی تلقین کی، اس پر سچی توبہ کے ذریعے اس غلطی کا بھی ازالہ کرنا ہو گا۔

شوہر پر لازم ہے کہ حکم شریعت کی ہی پیروی کرے کہ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری شریف کی حدیث مبارک ہے: ”عن علی رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا طاعة فی معصیۃ اللہ، انما الطاعة فی المعروف“ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عز و جل کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں، بلکہ مخلوق کی اطاعت تو فقط بھلائی کے کاموں میں ہی جائز ہے۔

(صحیح البخاری، جلد 2، صفحہ 1077-1078، مطبوعہ کراچی، ملخصاً)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: ”جس کو شرع مطہر نے ناجائز قرار دیا ہے، اس میں اطاعت نہیں کہ یہ حق شرع ہے اور کسی کی اطاعت میں احکام شرع کی نافرمانی نہیں کی جاسکتی کہ معصیت میں کسی کی طاعت نہیں ہے۔ حدیث میں ہے: لا طاعة للمخلوق فی معصیۃ الخالق“ (فتاویٰ امجدیہ، جلد 4، صفحہ 198، مکتبہ رضویہ، کراچی)

مزید ایک دوسرے مقام پر ارشاد فرماتے ہیں: ”جو حکم شرعاً ناجائز ہے اس میں کسی کی پیروی جائز نہیں، حکم شرع کو سب پر مقدم رکھنا ضروری ہے۔“ (فتاویٰ امجدیہ، جلد 4، صفحہ 222، مکتبہ رضویہ، کراچی)

کوئی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرٰی﴾ ترجمہ کنز الایمان: ”اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسری کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔“

(پارہ 22، سورۃ الفاطر، آیت 18)

اس آیت مبارکہ کے تحت تفسیر خزان العرفان میں ہے: ”معنی یہ ہیں کہ روز قیامت ہر ایک جان پر اسی

کے گناہوں کا بار ہوگا، جو اس نے کئے ہیں اور کوئی جان کسی دوسرے کے عوض نہ پکڑی جائے گی۔“

(تفسیر خزائن العرفان، صفحہ 808، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری

03 ذوالحجۃ الحرام 1440ھ / 05 اگست 2019ء

فتویٰ: 42

عورت کے سر کے بال کٹوانے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ عورتوں کو سر کے بال کٹوانا، جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز ہے تو کہاں تک بال کٹوا سکتی ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

بلا عذر شرعی عورتوں کے لئے اتنے بال کاٹنا کہ مردوں سے مشابہت ہو حرام ہے اسی طرح فیشن کے طور پر اتنے بال کاٹنا جس سے فاسقات عورتوں سے مشابہت ہو منع ہے، اس کے علاوہ معمولی سے بال کاٹنے میں حرج نہیں۔

بخاری شریف میں ہے: ”لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشابهات من النساء بالرجال“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے مشابہت رکھنے والے مردوں اور مردوں سے مشابہت رکھنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

(صحیح بخاری، ج 2، ص 398، مطبوعہ لاہور)

مذکورہ حدیث شریف کے تحت علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ رحمۃ اللہ الوالی فرماتے ہیں: ”قال الطبرانی المعنی لا یجوز للرجال التشبه بالنساء فی اللباس والزینۃ التي تختص بالنساء ولا العکس“، یعنی امام طبرانی فرماتے ہیں کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ مردوں کے لئے عورتوں کے ساتھ لباس اور زینت جو عورتوں کے ساتھ خاص ہوں، اس میں تشبیہ جائز نہیں اور اسی طرح اس کے برعکس عورتوں کے لئے مردوں

سے ان کے لباس اور زینت جو ان کے ساتھ خاص ہے اس میں تشبیہ ناجائز ہے۔“
(فتح الباری شرح صحیح البخاری، ج 10، ص 408، مطبوعہ کراچی)

در مختار میں ہے: ”قطعت شعر راسها اثم ولعنت والمعنى المؤثر التشبه“ ترجمہ:
کسی عورت نے اپنے سر کے بال کاٹے تو وہ گنہگار اور ملعونہ ہے اور اس میں معنی مؤثر تشبہ ہے۔
(در مختار ورد المحتار، ج 9، ص 671، مطبوعہ کوئٹہ)

ردالمحتار میں در مختار کی مذکورہ عبارت کے تحت ہے: ”ای: العلة المؤثرة في اثمها التشبه بالرجال فانه لا يجوز كالتشبه بالنساء حتى قال في المجتبى: يكره غزل الرجل على هيئة غزل النساء“ ترجمہ: عورت کے گنہگار ہونے میں علت مؤثرہ مردوں سے مشابہت ہے اور مردوں سے مشابہت عورت کو جائز نہیں ہے جیسا کہ مردوں کو عورتوں سے مشابہت جائز نہیں ہے۔ یہاں تک کہ مجتبیٰ میں فرمایا: مرد کا عورتوں کی ہیئت پر سوت کا تناکروہ ہے۔
(ردالمحتار مع در مختار، ج 9، ص 671، مطبوعہ کوئٹہ)

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے: ”عن ابن عمر قال: قال رسول الله: صلى الله عليه وسلم (من تشبه بقوم): أي من شبه نفسه بالكفار مثلاً في اللباس وغيره، أو بالفساق أو الفجار أو باهل التصوف والصلحاء الأبرار۔ (فهو منهم) أي: في الإثم والخير“ ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کسی قوم سے مشابہت اختیار کی یعنی جس نے اپنی ذات کو کفار سے تشبیہ دی مثلاً لباس وغیرہ میں یا فاسق یا فجار یا اہل تصوف و صلحاء اور نیک لوگوں کے ساتھ تو وہ انہیں میں سے ہے، یعنی: گناہ اور بھلائی میں۔
(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، ج 8، ص 222، مطبوعہ کوئٹہ)

صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”عورت کو سر کے بال کٹوانے جیسا کہ اس زمانے میں نصرانی (عیسائی) عورتوں نے کٹوانے شروع کر دیئے ناجائز و گناہ ہے اور اس پر لعنت آئی۔ شوہر نے اگر ایسا کرنے کو کہا جب بھی یہی حکم ہے کہ عورت ایسا کرنے میں گنہگار ہوگی کیونکہ شریعت کی نافرمانی میں کسی کا کہنا نہیں مانا جائیگا۔ سنا ہے کہ بعض مسلمان گھروں میں بھی عورتوں کے بال کٹوانے کی بلا آگئی ہے ایسی پر قبیح عورتیں دیکھنے میں لونڈا معلوم ہوتی ہیں اور حدیث میں فرمایا کہ جو عورت مردانہ ہیأت میں ہو اس پر اللہ کی لعنت ہے۔“
(بہار شریعت، حصہ 16، ص 588، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

08 شول المکرم 1433ھ 27 اگست 2012ء

فتویٰ: 43

عورت کا کندھے سے اوپر تک بال کٹوانے اور اس کی اجرت کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

- 1۔ عورتوں کا بال کندھوں سے اوپر تک کٹوانا کہ مردوں سے مشابہ ہو جائیں، شرعاً کیسا ہے؟
- 2۔ کسی عورت کا اس طرح بال کاٹنے کی اجرت لینا (کہ عورت کے بالوں کی مردوں سے مشابہت ہو جائے) شرعاً کیسا؟ جیسا کہ آج کل بیوٹی پارلر میں ہوتا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

1۔ عورتوں کا سر کے بال اس طرح کٹوانا کہ مردوں سے مشابہت ہو، ناجائز و حرام ہے۔

عورتوں کا مردوں سے یا مردوں کا عورتوں سے مشابہت اختیار کرنا حرام ہے اور حدیث مبارک میں ایسوں پر لعنت کی گئی ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں ہے: ”لعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال“ ترجمہ: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی مشابہت اختیار کریں۔

(صحیح بخاری، جلد 2، ص 874، مطبوعہ کراچی)

در مختار میں ہے: ”قطعت شعر راسھا اثمت ولعنت، زاد فی البزازیة ولو باذن الزوج لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق ولذا یحرم علی الرجل قطع لحیتہ والمعنی الموثر التشبه بالرجال“ ترجمہ: عورت اپنے سر کے بال کاٹے تو گنہگار ہوئی اور اس پر لعنت ہے۔ بزازیہ میں فرمایا کہ اگرچہ شوہر کی اجازت سے بال کاٹے (پھر بھی ناجائز ہے) اس لیے کہ خدا کی نافرمانی میں کسی اطاعت نہیں اسی لیے مرد پر داڑھی کاٹنا حرام ہے اور عورتوں کے لیے بال کاٹنے کے حرام ہونے کی علت مردوں کی وضع بنائی ہے۔

(در مختار مع رد المحتار، جلد 9، ص 671، مطبوعہ پشاور)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں ”ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک عورت کو مردانہ جوتا پہنے دیکھا اسے لعنت کی خبر دی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کو کمان لٹکائے ملاحظہ فرمایا، ارشاد فرمایا ”اللہ کی لعنت ان عورتوں پر کہ مردوں سے تشبہ کریں“ حالانکہ جوتا کوئی جزو بدن نہیں جزو لباس ہے اور کمان جزو لباس بھی نہیں ایک خارج شے ہے جب ان میں مشابہت پر لعنت فرمائی تو بال کہ جزو بدن ہیں ان میں مشابہت کس درجہ حرام اور باعث لعنت ہوگی۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 6، ص 610، 611، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

2۔ عورت کے سر کے بال اس طرح کاٹنے کی اجرت لینا بھی ناجائز ہے کہ فعل حرام کی اجرت بھی حرام ہوتی ہے، چنانچہ بحر الرائق میں ہے: ”ولا يجوز على الغناء والنوح والملاهي“ ترجمہ: گانے باجے، نوحہ کرنے اور لہو و لعب پر اجارہ جائز نہیں۔ (البحر الرائق، جلد 8، ص 35، مطبوعہ دار الكتب العلمیہ بیروت)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”اصل مزدوری اگر کسی فعل ناجائز پر ہو، تو سب کے یہاں ناجائز اور جائز پر ہو تو سب کے یہاں جائز۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 23، ص 507، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”گناہ کے کام پر اجارہ ناجائز ہے مثلاً نوحہ کرنے والی کو اجرت پر رکھا کہ وہ نوحہ کرے گی جس کی یہ مزدوری دی جائے گی، گانے بجانے کے لیے اجیر کیا کہ وہ اتنی دیر تک گائے گا اور اس کی یہ اجرت دی جائے گی، ملاہی یعنی لہو و لعب پر اجارہ بھی ناجائز ہے۔ گانا یا باجا سکھانے کے لیے نوکر رکھتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے ان صورتوں میں اجرت لینا بھی حرام ہے۔“

(بہار شریعت، جلد 3، ص 144، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

20 صفر المظفر 1436ھ 23 دسمبر 2014ء

فتویٰ: 44

عورت کا بالوں کو برابر کرنے کے لیے صرف پیشانی کے بال کاٹنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت کا سر کے بالوں کو برابر

کرنے کے لیے صرف پیشانی کی جانب سے بال کاٹنا کیسا؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

عورت کا بالوں کو برابر کرنے کے لیے پیشانی کی جانب سے اس طرح بال کاٹنا کہ وہ حقیقی لمبائی میں کندھوں سے نیچے تک نہ رہیں، یہ جائز نہیں ہے، کیونکہ عورت کے لیے کندھوں تک بال کاٹنا، چاہے پیشانی کی طرف سے ہو یا پیچھے سے ہو، حرام ہے کہ اس میں مردوں کے ساتھ مشابہت ہے اور مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے۔ عورت نے اگر بال کاٹنے ہی ہوں تو کندھوں سے نیچے صرف بالوں کی نوکیں وغیرہ سیٹ کر لے۔

مردانہ مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں کے متعلق حدیث پاک میں ہے: ”عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتشبیہین من الرجال بالنساء، والمتشبیہات من النساء بالرجال“ ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں اور عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب المتشبیہون بالنساء، جلد 2 صفحہ 874، مطبوعہ کراچی) اوپر بیان کردہ حدیث پاک کی شرح میں علامہ ابوالحسن ابن بطلال رحمۃ اللہ علیہ (سال وفات: 449ھ) لکھتے ہیں: ”ولا يجوز للنساء التشبه بالرجال فيما كان ذلك للرجال خاصة“ ترجمہ: عورتوں کے لیے مردوں کے ساتھ ہر اس کام میں مشابہت اختیار کرنا، ناجائز ہے، جو مردوں کے لیے خاص ہے۔

(شرح صحیح بخاری لابن بطلال، کتاب اللباس، جلد 9، صفحہ 140، مطبوعہ الرياض) سیدی عارف باللہ علامہ عبدالغنی نابلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”الحكمة في تحريم تشبه الرجل بالمرأة وتشبه المرأة بالرجل انهما مغيرات لخلق الله“ ترجمہ: مرد و عورت کی باہم مشابہت حرام ہونے میں حکمت یہ ہے کہ وہ دونوں اللہ پاک کی بنائی ہوئی چیز کو بدلتے ہیں۔

(الحديقة النديه، جلد 2، صفحہ 558، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، فیصل آباد)

اور مردانہ طرز پر بال کٹوانے والی عورتوں کے متعلق درمختار اور عقود الدریہ میں ہے، واللفظ للاول: ”فيه (ای المجتبی) قطعت شعر راسها اثمت ولعننت في البزازية ولو باذن الزوج، لانه لا طاعة

لمخلوق فی معصیۃ الخالق ولذا یحرم علی الرجل قطع لحيته والمعنی الموثر التشبه بالرجال
ترجمہ: مجتہدی شرح قدوری میں ہے عورت اپنے سر کے بال کاٹے تو گنہگار و ملعونہ ہوگی، بزاز یہ میں فرمایا کہ اگرچہ
شوہر کی اجازت سے ایسا کرے، اس لئے کہ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں، اسی لئے مرد پر داڑھی کاٹنا
حرام ہے اور عورت کے گنہگار ہونے کی علت اور وجہ یہ ہے کہ اس میں مردوں کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے۔
(درمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، جلد 9، صفحہ 672، 670، مطبوعہ کوئٹہ)

شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (سال وفات: 1340ھ) لکھتے ہیں:

”عورت کو اپنے سر کے بال کترنا حرام ہے اور کترے، تو ملعونہ کہ مردوں سے تشبہ ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 24، صفحہ 543، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مزید ایک مقام پر لکھتے ہیں: ”عورت کو موئے سر، مرد کو داڑھی کا قطع کرنا حرام ہے کہ اس میں ایک

کا دوسرے سے تشبہ ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 665، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

06 ذیقعدۃ الحرام 1442ھ / 17 جولائی 2021ء

فتویٰ: 45

خوبصورتی کے لیے اپنے کچھ بال پیشانی پر ڈالنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت کا خوبصورتی کے لیے

اپنے کچھ بال پیشانی پر ڈالنا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

عورت کا خوبصورتی کے لیے اپنے کچھ بال، لٹ وغیرہ کی صورت میں پیشانی پر ڈالنا، اگر تو کندھوں سے اوپر

بالوں کو کاٹ کر لٹ بنائی گئی ہے، تو ناجائز و گناہ ہے، کیونکہ عورتوں کے لیے کندھوں سے اوپر بالوں

کو کاٹنا مردوں سے مشابہت کی وجہ سے گناہ ہے اور اگر کٹے بغیر چہرے پر کچھ بال لٹ کی صورت میں ڈالے

جائیں، تو اگر غیر محرم کے سامنے ہو، تو ناجائز و گناہ ہے کہ اس میں بے پردگی ہے اور غیر محرم کے سامنے بے پردگی کرنا حرام ہے اور اگر صرف محرم کے سامنے ہو اور فتنے کا اندیشہ نہ ہو، تو جائز اور شوہر کے لیے فی نفسہ جائز ہے اور حکم شرعی پر عمل کی نیت سے ہو، تو کارِ ثواب بھی ہے۔

مردانہ مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں کے متعلق حدیثِ پاک میں ہے: ”عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتشبهین من الرجال بالنساء، والمتشبهات من النساء بالرجال“ ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں اور عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب المتشبهون بالنساء، جلد 2 صفحہ 874، مطبوعہ کراچی) اور در مختار اور عقود الدریہ میں ہے، واللفظ للاول: ”فیہ (ای المجتہبی) قطعت شعر راسها ائمت ولعننت فی البزازیة ولوبان الزوج، لانه لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق ولذا یحرم علی الرجل قطع لحیتہ والمعنی الموتر التشبه بالرجال“ ترجمہ: مجتہبی شرح قدوری میں ہے عورت اپنے سر کے بال کاٹے تو گنہگار و ملعونہ ہوگی، بزازیہ میں فرمایا کہ اگرچہ شوہر کی اجازت سے ایسا کرے، اس لئے کہ خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت نہیں، اسی لئے مرد پر داڑھی کاٹنا حرام ہے اور عورت کے گنہگار ہونے کی علت اور وجہ یہ ہے کہ اس میں مردوں کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے۔

(در مختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، جلد 9، صفحہ 672، 670، مطبوعہ کوئٹہ)

شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (سال وفات: 1340ھ) لکھتے

ہیں: ”عورت کو اپنے سر کے بال کترنا حرام ہے اور کترے، تو ملعونہ کہ مردوں سے تشبہ ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 24، صفحہ 543، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

عورت کے زینت ظاہر کرنے کے تفصیلی احکام قرآن مجید میں یوں بیان کیے گئے ہیں: ﴿وَلَا يُدِينَنَّ زِينَتَهُنَّ

إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلَا يَضْرِبْنَ بِخُصْرِهِنَّ عَلَى جُيُوبِهِنَّ وَلَا يُدِينَنَّ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ آبَاءِ

بُعُولَتِهِنَّ أَوْ أَبْنَائِهِنَّ أَوْ إِخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي إِخْوَانِهِنَّ﴾ ترجمہ کنز العرفان: اور

اپنی زینت نہ دکھائیں مگر جتنا (بدن کا حصہ) خود ہی ظاہر ہے اور وہ اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رکھیں اور

اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائیوں یا اپنے بھتیجیوں یا اپنے بھانجیوں (پر)۔
(بارہ 18، سورۃ النور، آیت 31)

اوپر بیان کردہ آیت مبارکہ کے تحت علامہ ابوالبرکات عبداللہ بن احمد نسفی رحمہ اللہ علیہ (سال وفات: 710ھ) لکھتے ہیں: ”الزینۃ ما تزینت بہ المرأة من حلی أو کحل أو خضاب، والمعنی ولا یظہرن مواضع الزینۃ إذ إظهار عین الزینۃ وہی الحلی ونحوھا مباح فالمراد بہا مواضعھا...، ومواضعھا الرأس والأذن والعنق والصدر والعضدان والذراع والساق... إلا ما جرت العادة والجملة علی ظہورہ وهو الوجه والكفان والقدمان، ففي سترھا حرج بین“ ترجمہ: زینت سے مراد وہ چیزیں ہیں جن کے ذریعے عورت سجتی سنورتی ہے جیسے زیور، سرمہ اور مہندی وغیرہ اور چونکہ محض زینت کے سامان کو دکھانا مباح ہے اس لئے آیت کا معنی یہ ہے کہ مسلمان عورتیں اپنے بدن کے ان اعضا کو ظاہر نہ کریں جہاں زینت کرتی ہیں، جیسے سر، کان، گردن، سینہ، بازو، کمئیاں اور پنڈ لیاں، البتہ بدن کے وہ اعضا جو عام طور پر ظاہر ہوتے ہیں جیسے چہرہ، دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں، انہیں چھپانے میں چونکہ مشقت واضح ہے، اس لئے ان اعضا کو چھپانا ضروری نہیں۔ (لیکن فی زمانہ چہرہ چھپایا جائے گا)۔

(تفسیر مدارک التنزیل، تحت هذه الآية، جلد 2، صفحہ 500، مطبوعہ لاہور)

عورت کے چہرے اور ہاتھ، پاؤں کی ہتھیلیوں کے علاوہ بالوں سمیت پورا جسم ستر ہے، جیسا کہ حدیث پاک میں ہے: ”عن عائشۃ رضی اللہ عنہا، أن أسماء بنت أبي بكر، دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہا ثياب رفاق، فأعرض عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، وقال: ”یا أسماء، إن المرأة إذا بلغت المحيض لم تصلح أن یری منها إلا هذا وهذا“ وأشار إلی وجهہ وکفیه“ ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئیں، تو ان پر باریک کپڑا تھا (یعنی ایسا کپڑا تھا جس سے بال وغیرہ نظر آرہے تھے)، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے اعراض فرمایا اور ارشاد فرمایا: اے اسماء! بے شک عورت جب حیض کو پہنچ جائے (یعنی بالغ ہو جائے)، تو ہر گز درست نہیں ہے کہ اس عورت کا اس حصے اور اس حصے کے علاوہ کچھ دکھائی دے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔

(سنن ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فیما تبدی المرأة من زینتها، جلد 2، صفحہ 212، مطبوعہ لاہور)

عورت کے بال ستر میں شامل ہونے کے متعلق تنویر الابصار مع در مختار میں ہے: ”(وللحرة جميع بدنھا) حتی شعرھا النازل فی الاصح (خلا الوجه والكفین والقدمین) ... (وتمنع) المرأة الشابة (من كشف الوجه بین رجال لخوف الفتنة)“ ترجمہ: چہرہ، دونوں ہتھیلیوں اور دونوں پاؤں کے علاوہ، آزاد عورت کا تمام بدن، حتیٰ کہ لٹکے ہوئے بال بھی ستر میں شامل ہیں اور (فی زمانہ) فتنے کے خوف کی وجہ سے جوان عورت کو مردوں کے سامنے اپنا چہرہ ظاہر کرنے سے بھی منع کیا جائے گا۔

(در مختار مع رد المحتار، باب شروط الصلاة، جلد 2، مطلب فی ستر العورة، صفحہ 95، مطبوعہ کوئٹہ)

عورت کا اپنے محرم کے سامنے بال وغیرہ ستر کے اعضا کو ظاہر کرنے کی شرط بیان کرتے ہوئے علامہ علاؤ الدین حصکفی رحمۃ اللہ علیہ (سال وفات: 1088ھ/1677ء) لکھتے ہیں: ”إن أمن شهوته وشهوتها أيضا وإلا“ ترجمہ: اگر مرد و عورت کو اپنی شہوت سے امن ہو، تو دیکھنا جائز ہے، ورنہ ہر گز جائز نہیں۔

(در مختار مع رد المحتار، کتاب الحظر والاباحہ، فصل فی النظر، جلد 9، صفحہ 605، مطبوعہ کوئٹہ)

شیخ الاسلام والمسلمین اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ (سال وفات: 1340ھ/1921ء) لکھتے

ہیں: ”عورت اگر نامحرم کے سامنے اس طرح آئے کہ اس کے بال، گلے اور گردن یا پیٹھ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر ہو یا لباس ایسا باریک ہو کہ ان چیزوں سے کوئی حصہ اس میں سے چمکے، تو یہ بالاجماع حرام اور ایسی وضع و لباس کی عادی عورتیں فاسقات ہیں اور ان کے شوہر اگر اس پر راضی ہوں یا حسبِ مقدور بندوبست نہ کریں، تو دیوث ہیں۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 6، صفحہ 509، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

عورت کا شوہر کے لیے زینت کرنے کی فضیلت کے متعلق حدیث پاک میں ہے: ”عن أبي هريرة قال: قيل: يا رسول الله، أي النساء خير؟ قال: التي تسره إذا نظر، وتطيعه إذا أمر، ولا تخالفه فيما يكره في نفسها وماله“ ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی گئی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! عورتوں میں سے بہتر کون ہے؟ ارشاد فرمایا: وہ کہ شوہر اس کو دیکھے، تو وہ (اپنے بناؤ سنگھار اور اپنی اداؤں سے) اس کا دل خوش کر دے اور اگر شوہر کسی بات کا حکم دے، تو اس کی اطاعت کرے اور اپنی ذات اور شوہر کے مال میں جو چیزیں اس کو ناپسند ہوں اس کی مخالفت نہ

کرے۔

(مسند احمد، ابو ہریرہ، جلد 12، صفحہ 383، مطبوعہ مؤسسة الرسالة)

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ”عورت کا اپنے شوہر کے لئے

گھنا (زیور) پہننا، بناؤ سنگار کرنا، باعثِ اجرِ عظیم اور اس کے حق میں نمازِ نفل سے افضل ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 126، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کتب

مفتی محمد قاسم عطاری

06 ذوالحجۃ الحرام 1442ھ / 17 جولائی 2021ء

فتویٰ: 46

دھاگے یا اون کی چٹیا لگانا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل عورتیں بالوں میں

دھاگے وغیرہ کی چٹیا لگاتی ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

عورت کا دھاگہ یا اون کی چٹیا اپنے بالوں میں لگانا، جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ اپنے یا کسی اور

انسان کے بالوں کی چٹیا لگانا، ناجائز و حرام ہے، حدیث پاک میں انسانی بال لگانے اور لگوانے والی دونوں عورتوں پر

لعنت آئی ہے، لہذا اس سے اجتناب کیا جائے۔

عالمگیری میں ہے: ”ولا باس للمرأة ان تجعل فی قرونها و ذوائبھا شیاً من الوبر کذا فی

فتاویٰ قاضی خان۔“ اور عورت کے لئے کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنے بالوں اور چوٹی میں اون میں سے کچھ لگائے

اسی طرح فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ (عالمگیری، ج 5، ص 358، مطبوعہ کوئٹہ)

در مختار میں ہے: ”ووصل الشعر بشعر آدمی حرام سواء کان شعرھا او شعر غیرھا۔“ اور

بالوں کو آدمی کے ساتھ جوڑنا حرام ہے برابر ہے کہ عورت کے (اپنے) بال ہوں یا اس کے غیر کے۔

(در مختار مع رد المحتار، ج 9، ص 614، مطبوعہ کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے: ”انسان کے بالوں کی چوٹی بنا کر عورت اپنے بالوں میں گوندھے یہ حرام۔ حدیث

میں اس پر لعنت آئی ہے بلکہ اس پر بھی لعنت جس نے کسی دوسری عورت کے سر میں ایسی چوٹی گوندھی اور اگر بال جس کی چوٹی بنائی گئی خود اسی عورت کے ہیں جس کے سر میں جوڑی گئی جب بھی ناجائز اور اگر اولن یا سیاہ تاگے (دھاگے) کی چوٹی بنا کر لگائے تو اس کی ممانعت نہیں۔"

(بہار شریعت، ج 3، ص 596، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عر و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو محمد محمد سر فراز اختر عطاری

11 صفر المظفر 1439ھ / 01 نومبر 2017ء

الجواب صحیح

مفتی فضیل رضا عطاری

فتویٰ: 47

عورت کا ہاتھ، پاؤں، بازو، اور ٹانگوں کے بال منڈوانا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا عورتیں بازو، ہاتھ، پاؤں اور ٹانگوں کے بال منڈوایا ترشوا سکتی ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

عورتیں بازو، ہاتھ، پاؤں اور ٹانگوں کے بال اتار سکتی ہیں۔ صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: ”سینہ اور پیٹھ کے بال مونڈنا یا کتر وانا اچھا نہیں، ہاتھ، پاؤں، پیٹ پر سے بال دور کر سکتے ہیں۔“

نیز یہ بات علماء کے بیان کردہ اس مسئلے سے بھی ثابت ہوتی ہے کہ کلائیوں وغیرہ پر بال ہوں تو ترشوا دیں تاکہ وضو میں کم پانی استعمال ہو۔

واللہ اعلم عر و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد ہاشم عطاری

03 ذو الحجۃ الحرام 1440ھ / 05 اگست 2019ء

عورت کا غیر ضروری بال صاف کرنے کے لیے استرہ استعمال کرنا

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ عورتیں اپنے غیر ضروری بال استرے یا اس کے علاوہ لوہے کی کسی اور چیز سے صاف کر سکتی ہیں یا نہیں؟ بعض عورتیں اس بارے میں سخت و عیدیں سناتی ہیں کہ اس طرح کرنے والی کا جنازہ نہیں اٹھے گا۔ کیا یہ درست ہے؟

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

عورت کے لئے بھی اپنے غیر ضروری بال استرے یا اس کے علاوہ لوہے وغیرہ کی کسی چیز سے صاف کرنا جائز ہے۔ شریعت مطہرہ کو مقصود یہاں کی صفائی ہے وہ کسی بھی چیز سے حاصل ہو جائے۔ چنانچہ صحیح مسلم میں ہے "قال: الفطرة خمس او خمس من الفطرة الختان، والاستحداد، وتقليم الاظفار، ونتف الابط، وقص الشارب" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "پانچ چیزیں فطرت ہیں یا پانچ چیزیں فطرت سے ہیں عانہ کی صفائی کرنا، ناخن کاٹنا، بغل کی صفائی کرنا اور مونچھیں چھوٹی کرنا۔

(صحیح مسلم، جلد 1، صفحہ 221، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

اس حدیث پاک کی شرح میں المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج میں ہے: "الاستحداد فہو حلق العانة سمي استحدادا لاستعمال الحديد وهى موسى وهو سنة والمراد به نظافة ذلك الموضع والافضل فيه الحلق ويجوز بالقص والنتف والنورة والمراد بالعانة الشعر الذى فوق ذكر الرجل وحواليه وكذاك الشعر الذى حوانى فرج المرأة" ترجمہ: استحدا سے مراد عانہ کی صفائی ہے استحدا کا نام اس لئے دیا گیا کہ اس میں لوہا یعنی استرہ استعمال کیا جاتا ہے اور وہ سنت ہے اور اس سے مراد اس جگہ کی صفائی ہے اور اس میں افضل حلق کرنا ہے اور بال چھوٹے کرنے، اکھیرنے اور نورہ لگانے کے ساتھ جائز ہے اور عانہ سے مراد وہ بال ہیں جو مرد کے ذکر کے اوپر اور اس کے ارد گرد ہوتے ہیں اور اسی طرح وہ بال مراد ہیں جو عورت کی فرج کے گرد ہوتے ہیں۔

(المنہاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، کتاب الطہارۃ، جلد 3، صفحہ 148، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاة المصابیح میں ہے: "الاستحداد ای حلق العانة وهو استفعال من

الحديد وبها استعمال الحديد من نحو موسى في حلق العانة ذي الشعر الذي حوالى ذكر الرجل وفرج المرأة" ترجمہ: استحدا یعنی عانہ کی صفائی کرنا اور وہ لوہے سے کام کرنا ہے اور وہ لوہا استعمال کرنا ہے جسے عانہ کے وہ بال جو مرد کے ذکر اور عورت کی فرج کے گرد ہوتے ان کی صفائی میں استرہ استعمال کرنا۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، جلد 7، صفحہ 2814، دار الفکر، بیروت)

اسی طرح کے ایک سوال "کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ مرد اگر اپنے زیر ناف کے بال مقراض سے تراشے یا عورت استرہ لے تو جائز ہے یا نہیں؟ بینو اتوجروا (بیان فرماؤ تا کہ اجر و ثواب پاؤ)" کا جواب دیتے ہوئے امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں: "حلق وقصر وتنف وتنور یعنی مونڈنا، کترنا، اکھیرنا، نورہ لگانا سب صورتیں جائز ہیں کہ مقصود اس موضع کا پاک کرنا ہے اور وہ سب طریقوں میں حاصل۔ فی صحیح مسلم ابن الحجاج رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال قال الفطرة خمس او خمس من الفطرة الختان والاستحدا ونقلیم الاظفار وتنف الابط وقص الشارب، قال الشارح النووی واما الاستحدا فهو حلق العانة وهو سنة والمراد به نظافة ذلك الموضع، انتهى ملخصا وبمثله قال الغزالی فی احیائہ وغیرہ فی غیرہ" ترجمہ: صحیح مسلم بن الحجاج میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا امور فطرت پانچ ہیں۔ یا یوں فرمایا پانچ کام فطرت میں سے ہیں: (1) ختنہ کرنا (2) زیر ناف کے بال مونڈنا (3) ناخن کاٹنا (4) بغلوں کے بال اکھیرنا اور (5) مونچھیں کترنا، شارح صحیح مسلم امام نووی نے فرمایا ہا استحدا تو وہ مقام ستر کے بال مونڈنے ہیں اور وہ عمل سنت ہے اور اس عمل سے اس جگہ کی طہارت مقصود ہے (تلخیص پوری ہو گئی) امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے احیاء علوم الدین میں اور دوسروں نے دوسری کتابوں میں اس طرح صراحت فرمائی ہے۔ مگر حلق مرد میں بہ نسبت قصر وتنف وتنور کے افضل ہے کہ احادیث نضال وعامہ کتب فقہ میں اس خصلت کا ذکر بلفظ حلق واستحدا وغیرہ۔ "قال النووی والافضل فيه الحلق ويجوز بالقص والتنف والنورة وفي الفتاوی الهندیة الافضل ان يقلم اظفاره ويحلق عانته انتهى مختصر" ترجمہ: امام نووی نے فرمایا کہ زیر ناف بال ہٹانے کے لئے زیادہ بہتر عمل مونڈنا ہے البتہ کترنا، اکھیرنا اور چونا وغیرہ لگانا بھی جائز ہے۔ فتاوی عالمگیری میں ہے کہ

بہتر یہ ہے کہ ناخن کاٹے جائیں اور زیر ناف بال مونڈے جائیں۔

اور عورت کے لئے بعض علماء نے نتف (اکھاڑنا) حلق (مونڈنا) سے افضل قرار دیا اور بعض علماء نے بالعکس ملا علی قاری مرقاة میں پہلا مذہب اختیار کرتے ہیں۔ اور حدیث صحیحین میں وارد: "حتی تستحد المغیبة" (یہاں تک کہ زیر ناف بال صاف کرے) اشعة الملعات میں علامہ تورپشتی سے نقل کیا یہاں استحداد سے بال دور کرنا مراد ہے نہ کہ خاص استعمال قدسی ابن عربی محاکمہ کرتے ہیں کہ نوجوان عورت کو احترام مناسب اور عمر رسیدہ کو مضرت نہیں۔ اور نتف ایام ضعف میں باعث استرخائے فرج تو میانہ کو اس سے بچنا زیبا اور نوجوان میں بوجہ شباب قوت پر احتمال نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 600-601، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

اور بعض عورتیں اس پر جو وعیدیں سناتی ہیں کہ استرہ اور لوہے کی چیز سے بال کٹوانے والی کا جنازہ نہیں اٹھتا، محض بے اصل اور احمقانہ بات ہے، ایسی باتوں سے احترام چاہئے۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی ابوالحسن محمد ہاشم خان عطاری

17 رجب المرجب 1435ھ 17 اپریل 2014ء

ہاتھ، پاؤں کی زیب و زینت کے متعلق شرعی احکام

فتویٰ: 49

مردوں اور نابالغ لڑکوں کے لیے مہندی لگانے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ (1) مرد حضرات کا اپنے ہاتھ، پاؤں یا ناخنوں پر مہندی لگانا شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟ (2) اور نابالغ چھوٹے لڑکوں کے ہاتھ یا پاؤں پر مہندی لگانا شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

(1) مرد حضرات کا اپنے ہاتھ یا پاؤں یا ناخنوں پر مہندی لگانا ناجائز و گناہ ہے، کیونکہ یہ عورتوں سے مشابہت ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مردوں اور عورتوں کو ایک دوسرے کی مشابہت کرنے سے منع فرمایا ہے۔

چنانچہ سنن ابی داؤد میں ہے: ”عن ابی ہریرہ ان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اتی بمخنث قد خضب یدیه ورجلیہ بالحناء فقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما بال هذا فقیل یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یتشبه بالنساء فامر بہ فنفی الی النقیع قالوا یا رسول اللہ الا نقتله قال انی نہیت عن قتل المصلین“ ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ایک مخنث کو لایا گیا اس نے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کو مہندی سے رنگا تھا۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کا کیا حال ہے؟ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ عورتوں سے تشبہ کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں حکم کیا تو اس کو نقیع جلا وطن کر دیا گیا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا ہم اسے قتل نہ کر دیں؟ ارشاد فرمایا مجھے نماز پڑھنے والوں کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب الحکم فی المخنثین، ج 2، ص 332، مطبوعہ لاہور)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”مرد کو ہتھیلی یا تلوے بلکہ صرف ناخنوں ہی

میں مہندی لگانی حرام ہے کہ عورتوں سے تشبہ ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 24، ص 542، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

(2) نابالغ بچوں کے ہاتھ اور پاؤں پر مہندی لگانا جائز و گناہ ہے، لیکن اس کا گناہ بچے پر نہیں بلکہ لگائے

والے پر ہوگا جیسا کہ علامہ محمد امین ابن عابدین شامی قدس سرہ السامی فرماتے ہیں: ”ویکرہ لالانسان أن

یخضب یدیه ورجلیه وکذا الصبی الایحاجۃ“ ترجمہ: اور مرد کے لئے مکروہ ہے کہ وہ اپنے ہاتھ

اور پاؤں پر مہندی لگائے اور ایسے ہی بچے کو بھی مکروہ ہے مگر حاجت کی وجہ سے۔

(رد المحتار، کتاب الحظروالایحاجۃ، ج 09، ص 599، مطبوعہ کوئٹہ)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: ”بچوں کے ہاتھ پاؤں میں

بلا ضرورت مہندی لگانا جائز ہے۔ عورت خود اپنے ہاتھ پاؤں میں لگا سکتی ہے، مگر لڑکے کو لگائے گی تو گنہگار

ہوگی۔“ (نبہار شریعت، ج 03، ص 428، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

عبدالرب شاہ عطار مدنی

28 محرم الحرام 1436ھ 22 نومبر 2014ء

الجواب صحیح

مفتی محمد قاسم عطاری

فتویٰ: 50

مرد کا بطور علاج پاؤں پر مہندی لگانا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میرے پاؤں میں گرمی کے سبب جلن ہوتی ہے، ایسے جیسے سوئیاں چھتی ہوں، ڈاکٹروں سے کئی مرتبہ دوائی لی اور ایک عرصہ دراز سے مختلف حکیموں کی دوائیاں بھی کھائی ہیں مگر کوئی فرق نہیں پڑتا، ایک دفعہ ایک حکیم کے پاس گیا تو اس نے کہا ہر دس دن بعد پاؤں میں مہندی لگایا کریں جس کا فائدہ مجھے یہ ہوا چند دن مجھے پاؤں میں سکون رہا، اگر میں ہفتہ میں ایک دفعہ پاؤں میں مہندی لگالوں تو مجھے پورا ہفتہ سکون رہتا ہے تو کیا مجھے شریعت اجازت دے گی کہ میں مہندی لگالوں جبکہ میرا علاج بظاہر اسی میں ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

اگر کوئی دوا اثر نہیں کر رہی اور نہ ہی کوئی ایسی چیز ہے جس سے مہندی کے رنگ کو زائل کیا جاسکے اور

لگانا بھی محض علاج کے طور پر ہو بطور زینت جس طرح لگاتے ہیں اس طرح نہ لگائی جائے تو اجازت ہے۔

سیدی امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”مرد کو ہتھیلی یا تلوے بلکہ صرف ناخنوں ہی میں

مہندی لگانی حرام ہے کہ عورتوں سے تشبہ ہے۔ شرعۃ الاسلام و مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے: ”الحناء سنۃ

للنساء ویکرہ لغيرهن من الرجال الا ان یکون لعذر لانه تشبه بهن۔ اقول والکراهۃ تحريمیۃ

للحدیث المار لعن اللہ المتشبهین من الرجال بالنساء فصح التحريم ثم الاطلاق شمل

الاضفار اقول وفيه نص الحدیث المار لو كنت امرأة لغيرت اظفارک بالحناء اما ثنیا العذر

فاقول هذا اذا لم یقم شیء مقامه ولا صلح ترکیبه مع شیء ینفی لونه واستعمل لاعلی وجه تقع

به الزینة“ (ترجمہ) مہندی لگانی عورتوں کے لئے سنت ہے لیکن مردوں کے لئے مکروہ ہے مگر جبکہ کوئی

عذر ہو (تو پھر اس کے استعمال کرنے کی گنجائش ہے) اس کی وجہ یہ ہے کہ مردوں کے مہندی استعمال کرنے

میں عورتوں سے مشابہت ہوگی اھ اقول (میں کہتا ہوں) کہ یہ کراہت تحریمی ہے گزشتہ حدیث پاک کی وجہ سے

کہ جس میں یہ آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں سے مشابہت اختیار کریں، لہذا تحریم

یعنی کراہت تحریمی صحیح ہوئی۔ اور اطلاق (الفاظ حدیث) ناخنوں کو بھی شامل ہے۔ اقول (میں کہتا ہوں) اس میں

بھی گزشتہ حدیث کی صراحت موجود ہے (حدیث اگر تو عورت ہوتی تو ضرور اپنے سفید ناخنوں

کو مہندی لگا کر تبدیل کر دیتی) رہا عذر کا استثناء کرنا، تو اس کے متعلق میری صوابدید یہ ہے کہ (عذر اس وقت

تسلیم کیا جائے گا کہ) جب مہندی کے قائم مقام کوئی دوسری چیز نہ ہو، نیز مہندی کسی ایسی دوسری چیز کے ساتھ

مخلوط نہ ہو سکے جو اس کے رنگ کو زائل کر دے۔ اور مہندی استعمال میں بھی محض ضرورت کی بنا پر بطور

دوا اور علاج ہو، زیب و زینت اور آرائش مقصود نہ ہو۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 24، صفحہ 43/542، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی فضیل رضا عطاری

19 ذوالقعدة الحرام 1435ھ 15 ستمبر 2014ء

کیا مرد کے لیے زخم پر مہندی لگانا حدیث سے ثابت ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مرد کا ہتھیلی اور تلووں پر مہندی لگانا، جائز ہے یا نہیں کیونکہ میں نے کسی سے یہ حدیث سنی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جب زخم ہوتا تو آپ اس پر مہندی لگایا کرتے تھے کیا ایسی کوئی حدیث موجود ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

مرد کا ہتھیلی یا تلووں بلکہ صرف ناخنوں پر مہندی لگانا بھی عورتوں سے مشابہت کی بنا پر ناجائز و حرام ہے سوائے شرعی عذر کے جیسے زخم وغیرہ پر لگانا تاکہ اس کی ٹھنڈک سے زخم کی حرارت میں کمی آئے اور سوال میں مذکور حدیث پاک جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ میں درج ذیل الفاظ سے مذکور ہے اور اس کا محمل یہی ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مہندی بوجہ عذر لگائی نہ کہ بطور زیب و زینت، اور یاد رہے کہ یہ عذر ہمارے حق میں تب ہی متحقق (ثابت) ہوگا جب مہندی کے قائم مقام کوئی دوسری چیز زخم پر لگانے کے لیے نہ ہو اور نہ کوئی ایسی چیز ہو جس کے ساتھ مل کر مہندی کا رنگ زائل ہو جائے اور فقط دوا والا کام کرے، اور محض ضرورت کی بنا پر بھی مہندی لگانا بطور دوا اور علاج ہی ہو، زیب و زینت اور آرائش مقصود نہ ہو، اور ہمارے ہاں عموماً زخم پر لگانے کے لیے دوائی یا آسانی مل جاتی ہے لہذا موجودہ صورتحال میں مہندی زخم پر لگانے کی بھی شرعاً اجازت نہیں۔

صحیح بخاری میں عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ”لعن اللہ المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشابهات من النساء بالرجال“ ترجمہ: اللہ نے اُن مردوں پر جو عورتوں سے اور اُن عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت اختیار کریں لعنت فرمائی ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب المتشبهین الخ، ج 2، ص 874، مطبوعہ کراچی)

سنن ابی داؤد میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ”أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم أتت بمخنث قد خضب یدیه ورجلیه بالحناء، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ”ما بال

”هذا؟“ فقيل: يا رسول الله، يتشبهه بالنساء، فأمر به فنفي إلى النقيع“ ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک مخنث (یعنی ہیچڑے) کو لایا گیا، اس نے اپنے ہاتھ پاؤں مہندی سے رنگے ہوئے تھے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا: ”اس کا کیا معاملہ ہے؟“ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی: یہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے۔ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے جلا وطن کرنے کا حکم ارشاد فرمایا تو اسے نقيع (مدینے سے دور ایک مقام) کی طرف جلا وطن کر دیا گیا۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الحکم فی المخنثین، ج 4، ص 282، حدیث 4928، بیروت)

ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مذکورہ حدیث پاک کو اپنی مشکوٰۃ کی شرح مرقاة المفاتیح میں ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں: ”ففي شرعة الإسلام الحناء سنة للنساء، ويكره لغيرهن من الرجال إلا أن يكون لعذر لأنه تشبه بهن“ ترجمہ: (کتاب بنام) شرعۃ الاسلام میں ہے: مہندی لگانا عورتوں کے لئے سنت ہے اور ان کے علاوہ مردوں کے لئے مکروہ ہے مگر جبکہ کوئی عذر ہو (تو پھر اس کے استعمال کرنے کی گنجائش ہے اور مکروہ ہونے کی وجہ یہ ہے) کیونکہ اس میں عورتوں سے مشابہت ہے۔ (مرقاة المفاتیح، ج 8، ص 279، مطبوعہ کوئٹہ)

سنن ابن ماجہ میں ہے: حضرت علی بن عبید اللہ اپنی داوی حضرت سلمیٰ سے روایت کرتے ہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ”کان لا يصيب النبي صلى الله عليه وسلم، قرحة، ولا شوكة، إلا وضع عليه الحناء“ ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جب بھی کوئی زخم یا کانٹا لگتا تو اس پر مہندی رکھی جاتی تھی۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الطب، باب الحناء، ج 2، ص 1158، حدیث 3502، دار احیاء الکتب العربیہ)

جامع ترمذی میں حضرت سلمیٰ ہی سے روایت ہے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت کیا کرتی تھیں آپ فرماتی ہیں: ”ما كان يكون برسول الله صلى الله عليه وسلم قرحة ولا نكبة إلا أمرني رسول الله صلى الله عليه وسلم أن أضع عليها الحناء“ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جب بھی کوئی زخم یا خراش لگتی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے حکم فرماتے کہ میں اس پر مہندی رکھوں۔

(جامع ترمذی، کتاب الطب، باب ماجاء فی النداوی بالحناء، ج 4، ص 392، حدیث 2054، مطبوعہ مصر)

علامہ عینی البنا یہ شرح ہدایہ میں جامع ترمذی کی مذکورہ حدیث پاک نقل کرنے کے بعد فرماتے

ہیں: ”وبالخصاب جاءت السنة ولكن إذا لم يكن لقصد الزينة بل لحاجة أخرى يدل عليه ما روينا عن الترمذي“ ترجمہ: اور مہندی لگانے پر حدیث وارد ہے اور یہ تب ہے جب اس سے زینت کا قصد نہ ہو بلکہ دوسرے عذر کی بنا پر ہو اس پر وہ روایت دلالت کر رہی ہے جو ہم نے ترمذی سے روایت کی۔

(السناب شرح الہدایہ، ج 4، ص 72، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

اور مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الرحمن اپنی مشکوٰۃ کی شرح مرآۃ المناجیح میں جامع ترمذی کی مذکورہ حدیث نقل کرنے کے بعد زخم پر مہندی لگانے کی حکمت لکھتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں ”تاکہ مہندی کی ٹھنڈک سے زخم کی گرمی ہلکی پڑ جاوے اور درد میں خفت ہو۔“

(مرآۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ج 6، ص 380)

مکروہ اور عذر کی وضاحت کرتے ہوئے سیدی اعلیٰ حضرت فتاویٰ رضویہ میں ارشاد فرماتے ہیں: ”مرد کو ہتھیلی یا تلوے بلکہ صرف ناخنوں ہی میں مہندی لگانی حرام ہے کہ عورتوں سے تشبہ ہے۔ شرعہ الاسلام و مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے: ”الحناء سنة للنساء ويكره لغيرهن من الرجال الا ان يكون لعذر لانه تشبه بهن“ ترجمہ: شرعہ الاسلام میں ہے: مہندی لگانا عورتوں کے لئے سنت ہے اور ان کے علاوہ مردوں کے لئے مکروہ ہے مگر جبکہ کوئی عذر ہو (تو پھر اس کے استعمال کرنے کی گنجائش ہے اور مکروہ ہونے کی وجہ یہ ہے) کیونکہ اس میں عورتوں سے مشابہت ہے۔ ”اقول: والكراهة تحريمية للحديث المار لعن الله المتشبهين من الرجال بالنساء فصح التحريم ثم الاطلاق شمل الاظفار، اقول: وفيه نص الحديث المار لو كنت امرأة لغيرت اظفارك بالحناء“ (میں کہتا ہوں) کہ یہ کراہت تحریمی ہے گزشتہ حدیث پاک کی وجہ سے کہ جس میں یہ آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں سے مشابہت اختیار کریں، لہذا تحریم یعنی کراہت تحریمی صحیح ہوئی۔ اور اطلاق (الفاظ حدیث) ناخنوں کو بھی شامل ہے۔ (میں کہتا ہوں) اس میں بھی گزشتہ حدیث کی صراحت موجود ہے (حدیث: اگر تو عورت ہوتی تو ضرور اپنے سفید ناخنوں کو مہندی لگا کر تبدیل کر دیتی)۔ اما ثنی العذر فاقول هذا اذا لم يقم شئ مقامه ولا صلح تركه مع شئ ينفي لونه واستعمل لا على وجه تقع به الزينة۔ رہا عذر کا استثناء کرنا، تو اس کے متعلق میری صوابدید یہ ہے کہ (عذر اس وقت تسلیم کیا جائے گا کہ) جب مہندی کے قائم مقام کوئی دوسری چیز نہ ہو، نیز مہندی کسی ایسی دوسری چیز کے ساتھ مخلوط نہ ہو سکے جو اس کے رنگ کو زائل کر دے۔ اور مہندی دوا اور علاج کے طور پر استعمال کرے نہ کہ زینت کے طور پر۔

والله اعلم عر وجل ورسوله اعلم على الله تعالى عليه وسلم

13 جمادی الاول 1442ھ 29 دسمبر 2020ء

للرجال التشبه بهن في الافعال التي هي مخصوصة بهن كالانحناء في الأجسام والتأنيث في الكلام والمشى" ترجمہ: مردوں کا عورتوں سے لباس میں مشابہت اختیار کرنا منع ہے، اور ایسی زینت میں مشابہت اختیار کرنا منع ہے، جو عورتوں کے ساتھ خاص ہے، مثلاً اوڑھنی، ہار، مالا، کنگن، پازیب، بالی اور ان کی مثل وہ چیزیں، جو مرد نہیں پہنتے۔۔۔۔۔ اسی طرح مردوں کو عورتوں کے ساتھ ان افعال میں تشبہ جائز نہیں جو عورتوں کے ساتھ خاص ہوں، جیسے جسموں میں لچک اور گفتگو اور چلنے میں زنانہ پن پیدا کرنا۔

(عمدة القاری، کتاب اللباس، باب المتشبهون بالنساء، والمتشبهات بالرجال، ج 22، ص 41، مطبوعہ بیروت)

ابوداؤد، سنن نسائی وابن ماجہ وغیرہ میں خاص طور پر پہننے والی چیزوں کے متعلق حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں: "لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الرجل یلبس لبسة المرأة، والمرأة تلبس لبسة الرجل" ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی اس مرد پر کہ عورت کا پہناوا پہنے، اور اس عورت پر کہ مرد کا پہناوا پہنے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لباس النساء، ج 2، ص 212، مطبوعہ لاہور)

جو تاپہننے کے متعلق بھی سنن ابوداؤد میں واضح نص موجود ہے، چنانچہ حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں: "قيل لعائشة رضي الله عنها: ان امرأة تلبس النعل، فقالت: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الرجل من النساء" ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی گئی کہ ایک عورت مردانہ جوتا پہنتی ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردانی (وضع اختیار کرنے والی) عورتوں پر لعنت فرمائی۔

(سنن ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی لباس النساء، ج 2، ص 212، مطبوعہ لاہور)

اس کے تحت مراۃ المناجیح میں ہے: "معلوم ہوا کہ مردوں عورتوں کے جوتوں میں بھی فرق چاہئے، صورت، لباس، جوتا، وضع قطع سب میں ہی عورت مردوں سے ممتاز رہے۔"

(مراۃ المناجیح، ج 6، ص 176، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

فتاویٰ رضویہ میں ہے "ان حدیثوں سے ثابت ہوا کہ کسی ایک بات میں بھی مرد کو عورت، عورت کو مرد کی وضع یعنی حرام و موجب لعنت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گیسواں تہا درجہ شانہ مبارک تک رہتے بس یہیں تک حلال ہے آگے وہی زنانہ خصلت ہے بلکہ علماء نے اس سے بھی ہلکی بات میں مشابہت پر وہی حکم

لعنت بتایا۔ در مختار میں ہے: غزل الرجل علی هیأة غزل المرأة یکره۔ ترجمہ: کسی مرد کا عورت کے سوت کا تنے کی طرح سوت کا تنا مکروہ ہے۔ رد المحتار میں ہے: لما فیہ من التشبه بالنساء وقد لعن علیہ الصلوۃ والسلام المتشبهین والمتشبهات۔ اس لئے کہ اس میں عورتوں سے مشابہت ہے۔ اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ان مردوں پر لعنت فرمائی (جو عورتوں سے) مشابہت اختیار کریں، اور ان عورتوں پر بھی لعنت فرمائی جو مردوں سے مشابہت اختیار کریں۔" (فتاویٰ رضویہ، ج 21، ص 602، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مرآۃ المناجیح میں ہے "مرد کا عورتوں کی طرح لباس پہننا، ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا، عورتوں کی طرح بولنا، ان کی حرکات و سکنات اختیار کرنا سب حرام ہے کہ اس میں عورتوں سے تشبیہ ہے، اس پر لعنت کی گئی بلکہ دائرہ مونیچھ منڈانا حرام ہے کہ اس میں بھی عورتوں سے مشابہت اور عورتوں کے سے لمبے بال رکھنا، ان میں مانگ چوٹی کرنا حرام ہے کہ ان سب میں عورتوں سے مشابہت ہے، عورتوں کی طرح تالیاں بجانا، منگنا، کوئے بلانا سب حرام ہے، اسی وجہ سے۔" (مرآۃ المناجیح، ج 6، ص 152، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

نابالغ لڑکوں کو عورتوں والی چیز پہنانے والا گتھگار ہوگا، اس کے حوالے سے در مختار میں ہے "ویکره للولی الباس الخلل او السوار لصی" ترجمہ: اور ولی کے لیے مکروہ ہے بچے کو پازیب یا کنگن پہنانا۔ اس کے تحت رد المحتار میں ہے "قوله: (للصی) ای الذکر لانه من زينة النساء" ترجمہ: مصنف نے جو بچہ کہا اس سے مذکر بچہ مراد ہے اور مکروہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ عورتوں کی زینت سے ہے۔ (الدر المختار ورد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ج 06، ص 420، دار الفکر، بیروت)

الاشباه والنظائر میں ہے "ولا یجوز للولی الباسه الحریر والذهب۔۔۔ ولا أن یخضب یدہ أو رجلہ بالحناء" ترجمہ: اور ولی کے لیے بچے کو ریشم اور سونا پہنانا جائز نہیں اور نہ یہ جائز ہے کہ اس کے ہاتھ یا پاؤں کو مہندی کے ساتھ رنگے۔

اس کے تحت غمز العیون میں ہے: "قوله: ولا یجوز للولی الباسه الحریر الخ، یعنی یکره تحریمًا أن یتلبس الذکور من الصبیان الحریر والذهب لأن التحریم لما ثبت فی حق الذکور فکمالا یتباح التلبس لا یتباح الإلباس" ترجمہ: مصنف نے جو فرمایا کہ بچوں کو ریشم وغیرہ پہنانا ولی کے لیے جائز نہیں اس کا مطلب ہے کہ ولی کے لیے مکروہ تحریمی ہے یہ بات کہ وہ مذکر بچوں کو ریشم اور سونا پہنائے کیونکہ حرمت

جب مردوں کے حق میں ثابت ہوئی ہے تو جس طرح پہننا جائز نہیں اسی طرح پہنانا بھی جائز نہیں۔

(غمر عیون البصائر، احکام الصبیان، ج 03، ص 330، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

بہار شریعت میں ہے "لڑکیوں کے کان ناک چھید ناجائز ہے اور بعض لوگ لڑکوں کے بھی کان چھیدواتے

ہیں اور دریا پہناتے ہیں یہ ناجائز ہے یعنی کان چھیدوانا بھی ناجائز اور اسے زیور پہنانا بھی ناجائز۔"

(بہار شریعت، ج 03، حصہ 16، ص 596، مکتبۃ المدینہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ علیہ وسلم

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

محمد عرفان مدنی عطاری

17 صفر المظفر 1439ھ 07 نومبر 2017ء

الجواب صحیح

مفتی محمد ہاشم خان عطاری

فتویٰ: 53

مرد و عورت کے لیے بریسلٹ پہننا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ مرد و عورت کے لئے کلائی پر بریسلٹ

پہننا کیسا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

بریسلٹ (breslet) کلائی پر پہننے والے زیور کو کہتے ہیں۔ مارکیٹ میں مرد و عورت ہر دو کے لئے سونے،

چاندی اور دیگر دھاتوں مثلاً لوہے، تانبے، پتیل وغیرہ کے بریسلٹ ملتے ہیں، یونہی دھات کے علاوہ چمڑے،

ریگزین، ربڑ اور ڈوریوں پر مشتمل مختلف چیزیں بھی دستیاب ہیں۔ چمڑے اور ریگزین وغیرہ سے بنے پٹوں کو بھی

بریسلٹ کہا جاتا ہے، البتہ جو ربڑ اور ڈوریوں سے بنے ہوتے ہیں، انہیں کبھی بریسلٹ کہتے ہیں اور کبھی بینڈ

(band)، جیسے رِسٹ بینڈ (wrist band)، فرینڈ شپ بینڈ (friendship band) وغیرہ۔

اب پوچھی گئی صورت کا جواب یہ ہے کہ عورت کے لئے کسی بھی دھات (مثلاً سونا، چاندی، لوہے، پتیل

وغیرہ) یا دھات کے علاوہ کسی اور چیز مثلاً چمڑے، ریگزین، ڈوریوں اور ربڑ وغیرہ کے زنانہ بریسلٹ یا بینڈ پہننا جائز

ہے، لیکن ایسے ڈیزائن کے بریسلٹ یا بینڈ جنہیں مرد ہی استعمال کرتے ہیں، عورتیں نہیں پہنتیں، عورت کا انہیں

پہننا مردوں سے مشابہت کی وجہ سے ناجائز ہو گا یا کسی ایسی قسم کے بریسلٹ جو فاسقہ فاجرہ عورتوں کی پہچان ہوں، انہیں پہننا بھی ناجائز ہے۔

رہا مردوں کا معاملہ، تو مردوں کے لئے کسی بھی دھات کا بریسلٹ یا دھات کے علاوہ کسی بھی چیز سے بنا ہوا زنانہ پینڈ پہننا، ناجائز و حرام اور گناہ ہے، البتہ دھات کے علاوہ کسی چیز کا مردانہ پینڈ پہننا فی نفسہ تو جائز ہے، لیکن اس میں بھی یہ خیال رکھنا ضروری ہو گا کہ اگر ان میں سے کسی بریسلٹ یا پینڈ پہننے کی وجہ سے فساق کے ساتھ مشابہت پیدا ہوتی ہو، تو اس کا پہننا منع ہو جائے گا۔

مسند امام احمد بن حنبل میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”الحریر والذہب حرام علی ذکور امتی وحل لاناہم“ ترجمہ: ریشم اور سونا میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور ان کی عورت کے لئے حلال ہیں۔ (مسند امام احمد بن حنبل، جلد 32، صفحہ 276، مطبوعہ مؤسسة الرسالہ، بیروت)

عورت کے لئے ریشم، سونے اور چاندی کے زیورات پہننے کے متعلق علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں: ”واما النساء فیباح لهن لبس الحریر وجميع انواعه و خواتیم الذہب و سائر الحلی منه ومن الفضة“ ترجمہ: بہر حال عورتوں کے لئے ہر قسم کا ریشم، سونے کی انگوٹھیاں، اور سونے اور چاندی کے تمام زیورات پہننا مباح ہے۔ (شرح النووی علی مسلم، جلد 14، صفحہ 32، مطبوعہ بیروت)

عورتوں کے لئے سونے، چاندی کے علاوہ دیگر دھاتوں کے زیورات پہننے پر فی زمانہ جمید علماء نے عموم بلوی کی وجہ سے جواز کا فتویٰ دیا ہے۔

سنن ابی داؤد میں حضرت سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں: ”جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ خاتم من شبہ، فقال له: مالی اجد منک ریح الا صنم، فطرحه، ثم جاء وعلیہ خاتم من حدید، فقال: مالی اری علیک حلیۃ اهل النار، فطرحه، فقال: یا رسول اللہ، من ای شیء اتخذہ؟ قال: اتخذہ من ورق، ولا تتمہ مثقالا“ ترجمہ: ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پتیل کی انگوٹھی پہنے ہوئے حاضر ہوئے، آپ نے فرمایا: کیا بات ہے کہ تم سے بتوں کی بو آتی ہے؟ انھوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی، پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آئے، فرمایا: کیا بات ہے کہ تم جہنمیوں کا زیور پہنے

ہوئے ہو؟ اسے بھی پھینکا اور عرض کی: یا رسول اللہ! کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ فرمایا: چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال پورا نہ کرو۔“ (سنن ابی داؤد، جلد 2، صفحہ 228، مکتبہ لاہور)

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”ہاتھ خواہ پاؤں میں تانبے، سونے، چاندی، پیتل، لوہے کے چھلے یا کان میں بالی یا بندایا سونے خواہ تانبے، پیتل، لوہے کی انگوٹھی، اگرچہ ایک تار کی ہو یا ساڑھے چار ماشے چاندی یا کئی نگ کی انگوٹھی یا کئی انگوٹھیاں، اگرچہ سب مل کر ایک ہی ماشہ کی ہوں کہ یہ سب چیزیں مردوں کو حرام و ناجائز ہیں۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 7، صفحہ 307، مطبوعہ، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بہار شریعت میں ہے: ”مرد کو زیور پہننا مطلقاً حرام ہے، صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے، جو وزن میں ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو اور سونے کی انگوٹھی بھی حرام ہے۔“

(بہار شریعت، حصہ 16، صفحہ 426، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مردوں کا عورتوں سے اور عورتوں کا مردوں سے مشابہت اختیار کرنے کے متعلق بخاری شریف میں ہے: ”لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال“ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے ساتھ مشابہت کرنے والے مردوں اور مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔“

(صحیح بخاری، کتاب اللباس، جلد 2، صفحہ 874، مطبوعہ، کراچی)

اس حدیث مبارکہ کے تحت شرح صحیح بخاری لابن بطلال میں ہے: ”لا يجوز للرجال التشبه بالنساء فی اللباس والزینة التي هی للنساء خاصة، ولا يجوز للنساء التشبه بالرجال فیما کان ذلک للرجال خاصة“ ترجمہ: مردوں کو عورتوں کے ساتھ انکے لباس اور انکی خاص زینت میں مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں، اسی طرح عورتوں کو مردوں کی خاص زینت میں انکی مشابہت اختیار کرنا جائز نہیں۔

(شرح صحیح بخاری لابن بطلال، جلد 9، صفحہ 140، مطبوعہ ریاض)

فساق کے ساتھ مشابہت کے متعلق صدر الشریعہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”کفار و فساق و فجار سے مشابہت بُری ہے اور اہل صلاح و تقویٰ کی مشابہت اچھی ہے، پھر اس تشبہ کے بھی

درجات ہیں اور انہیں کے اعتبار سے احکام بھی مختلف ہیں۔ کفار و فساق سے تشبہ کا ادنیٰ مرتبہ کراہت ہے۔“

(بہار شریعت، جلد 3، صفحہ 407، مکتبہ المدینہ، کراچی)

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کسی مباح کام کے متعلق فرماتے ہیں: ”مگر اس حالت میں کہ یہ کسی شہر میں آوارہ و فساق لوگوں کی وضع ہو، تو اس عارض کے سبب اس سے احتراز (کرنا) ہوگا۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 200، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عروجہ و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

18 ذوالحجۃ الحرام 1442ھ 29 جولائی 2021ء

فتویٰ: 54

عورت کا پازیب یا گھنگر و پہننا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ عورت کا پاؤں میں پازیب یا گھنگر و پہننا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

پازیب پاؤں میں پہنے جانے والے گھنگر و سے خالی یا چھوٹے چھوٹے گھنگر وؤں پر مشتمل زیور کو کہتے ہیں، جبکہ گھنگر و ویسے تو تقریباً میٹر کے برابر دھات سے بنے ہوئے ایسے خول کو کہتے ہیں، جس میں دھات کا دانہ ہوتا ہے، جو ہلنے سے بجتا ہے، البتہ پاؤں میں پہننے کے لئے کئی گھنگر وؤں کو دھاگے یا چمڑے وغیرہ پر فٹ کر دیا جاتا ہے، انہیں بھی ”گھنگر و“ کہتے ہیں اور ان کے پہننے کا مقصد آواز کا حصول ہوتا ہے اور انہیں عموماً ناچنے گانے والے استعمال کرتے ہیں۔ (ماخوذ از اردو لغت و فیروز اللغات، وغیرہ)

اس تفصیل کے بعد پازیب کا شرعی حکم یہ ہے کہ اگر عورت پازیب پہن کر شوہر اور محارم کے علاوہ کسی غیر مرد کے سامنے ظاہر کرے یا اس طرح استعمال کرے کہ ان کی جھنکار (آواز) غیر مرد تک پہنچے، تو یہ ناجائز و حرام اور گناہ ہے۔ عورت کے لئے اپنے مواضع زینت کسی اجنبی مرد کے سامنے ظاہر کرنا، یونہی زیور کی آواز غیر تک پہنچانا حرام ہے۔ ہاں شوہر یا محارم کے سامنے پازیب پہن سکتی ہے، لیکن جائز جگہ پازیب پہننے میں بھی ضروری ہے کہ ایسا پازیب نہ ہو جو فاسقہ عورتوں سے مشابہت پیدا کر دے۔

اور رہا فقط گھنگر و پہنے کا معاملہ، تو ایسے گھنگر و جو عام طور پر ناچ گانے والے ہی پہنتے ہوں اور وہ فاسقات کی پہچان ہوں، تو ان سے مشابہت کی وجہ سے عورت کا ایسے گھنگر و پہننا بالکل ناجائز ہے، خواہ اپنے شوہر یا محارم کے سامنے ہی پہنے۔

عورت کا بچنے والا زیور پہن کر غیر محرم کے سامنے ظاہر کرنا یا اس طرح استعمال کرنا کہ آواز ان تک پہنچے، یہ ناجائز ہے۔ اللہ عز و جل قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَلَا يَضْرِبْنَ بَارِجَلَهُنَّ لِيَعْلَمَ مَا يَخْفَيْنَ مِنْ زِينَتِهِنَّ﴾ ترجمہ: اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگھار۔“

(بارہ 18، سورۃ النور، آیت 31)

اس آیت کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے: ”یعنی عورتیں چلنے پھرنے میں پاؤں اس قدر آہستہ رکھیں کہ ان کے زیور کی جھنکار نہ سنی جائے، اسی لئے چاہئے کہ عورتیں بچنے والے جھانجھن نہ پہنیں۔“

(تفسیر صراط الجنان، جلد 6، صفحہ 623، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اور ایسی عورت کے متعلق متعدد وعیدات ہیں۔ چنانچہ کنز العمال میں ہے: ”ان اللہ تعالیٰ یبغض صوت الخللخال کما یبغض الغناء و یعاقب صاحبہ کما یعاقب الزامر ولا تلبس خلخال ذات صوت الا ملعونۃ“ ترجمہ: اللہ عز و جل پازیب کی آواز کو ایسے ہی ناپسند فرماتا ہے، جیسے گانے کی آواز کو ناپسند فرماتا ہے اور اس کے پہننے والی کا حشر و سیاہی کرے گا جیسا کہ مزامیر والوں کا ہو گا اور آواز والی پازیب تو صرف ملعونہ عورت پہنتی ہے۔“

تفسیرات احمدیہ میں ہے: ”قد قال علیہ السلام: ان اللہ لا یستجیب دعاء قوم یلبسون الخللخال نساء ہم“ ترجمہ: حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس قوم کی دعا قبول نہیں فرماتا، جن کی عورتیں جھانجھن پہنتی ہوں۔“

گھنگر و پہنے کے متعلق سنن ابی داؤد میں ہے: ”ان مولاة لهم ذهبیت بابنة الزبیر الی عمر بن الخطاب وفي رجلها اجراس، فقطعها عمر، ثم قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ان مع كل جرس شيطانا“ ترجمہ: ایک لونڈی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی بیٹی کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لائی، اس کے پاؤں میں گھنگر و تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کاٹ دیا اور فرمایا:

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر گھنگرو کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔“

(سنن ابی داؤد، کتاب الخاتم، باب ما جاء فی الجلاجل، جلد 2، صفحہ 229، مطبوعہ لاہور)

مسند امام احمد میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”الجرس مزمار الشیطان“

ترجمہ: گھنگرو شیطان کا باجا ہے۔ (مسند امام احمد بن حنبل، جلد 14، صفحہ 338، مطبوعہ مؤسسة الرسالة)

عورت کے لئے اجنبی کے سامنے اپنا سنگھار ظاہر کرنا حرام ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَا يَبْدِينَ

زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ أَوْ ابْنَائِهِنَّ أَوْ اخْوَانِهِنَّ أَوْ بَنِي اخْوَانِهِنَّ

أَوْ بَنِي اخْوَاتِهِنَّ﴾ الخ ترجمہ کنزالایمان: اور اپنا سنگھار ظاہر نہ کریں مگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ یا شوہروں

کے باپ یا اپنے بیٹے یا شوہروں کے بیٹے یا اپنے بھائی یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے۔۔ الخ۔“

(بارہ 18، سورۃ النور آیت 31)

سنن ابو داؤد میں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دس خصلتیں ناپسند فرماتے تھے، ان میں سے ایک

خصلت ”التبرج بالزينة لغير محلها“ یعنی اپنی زینت غیر محل پر ظاہر کرنا“ بھی ہے۔

(سنن ابو داؤد، کتاب الخاتم، جلد 4، صفحہ 89، مطبوعہ بیروت)

اس کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یعنی عورت کا اپنی زینت نامحرم مردوں پر

ظاہر کرنا حرام ہے۔“ (مرآۃ المناجیح، جلد 6، صفحہ 134، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”عورت اگر نامحرم کے سامنے اس طرح

آئے کہ اس کے بال، گلے اور گردن یا پیٹھ یا کلائی یا پنڈلی کا کوئی حصہ ظاہر ہو یا لباس ایسا باریک ہو کہ ان چیزوں

سے کوئی حصہ اس میں سے چمکے، تو یہ بالاجماع حرام اور ایسی وضع و لباس کی عادی عورتیں فاسقات ہیں اور ان کے

شوہرا اگر اس پر راضی ہوں یا حسبِ مقدور بند و بست نہ کریں، تو دیوث ہیں۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 6، صفحہ 509 تا 510، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

آواز والا زیور عورت کب پہن سکتی ہے، اس کے متعلق فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”بجئے والا زیور عورت کے

لئے اس حالت میں جائز ہے کہ نامحرموں مثلاً خالہ ماموں چچا پھوپھی کے بیٹوں، جیٹھ، دیور، بہنوئی کے سامنے نہ

آتی ہو، نہ اس کے زیور کی جھنکار نامحرم تک پہنچے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ﴿وَلَا يَبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ﴾۔

الایہ) ترجمہ: ”عورتیں اپنا سنگار شوہر یا محرم کے سوا کسی پر ظاہر نہ کریں۔“ اور فرماتا ہے: ﴿وَلَا يَضْرِبْنَ بَارِجَلَهُنَّ لِيَعْلَمَ مَا يَخْفَيْنَ مِنْ زِينَتِهِنَّ﴾ ترجمہ: عورتیں پاؤں دھمک کر نہ رکھے کہ ان کا چھپا ہوا سنگار ظاہر ہو۔“

فائدہ: یہ آیہ کریمہ جس طرح نامحرم کو گھبنے کی آواز پہنچنا منع فرماتی ہے، یونہی جب آواز نہ پہنچے، اس کا پہننا عورتوں کے لئے جائز بتاتی ہے، کہ دھمک کر پاؤں رکھنے کو منع فرمایا، نہ کہ پہننے کو۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 128، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فساق و فجار سے مشابہت کے متعلق اسی میں ہے: ”(لباس وغیرہ کوئی چیز پہننے میں دیگر امور کے ساتھ) یہ لحاظ رکھنا چاہئے کہ عورتوں یا بد وضع آوارہ فاسقوں کی مشابہت نہ پیدا ہو، مثلاً مرد کو چولی دامن میں گونا پٹھا، ٹانگنا مکروہ ہوگا، اگرچہ چار انگلی سے زیادہ نہ ہو کہ وضع خاص فاسق بلکہ زنانوں کی ہے۔ علماء فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص فاسقانہ وضع کے کپڑے یا جوتے سلوائے (جیسے ہمارے زمانے میں نیچری وردی)، تو درزی اور موچی کو ان کا سینا مکروہ ہے، کہ یہ معصیت پر اعانت ہے، اس سے ثابت ہوا کہ فاسقانہ تراش کے کپڑے یا جوتے پہننا گناہ ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 137، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر فرمایا: ”جو بات کفار یا بد مذہبیاں اشرار یا فاسق فجار کا شعار ہو، بغیر کسی حاجتِ صحیحہ شرعیہ کے بر غبت نفس اس کا اختیار ممنوع و ناجائز و گناہ ہے، اگرچہ وہ ایک ہی چیز ہو کہ اس سے اس وجہ خاص میں ضرر و ران سے تشبہ ہوگا، اسی قدر منع کو کافی ہے، اگرچہ دیگر وجوہ سے تشبہ نہ ہو۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 24، صفحہ 535 تا 536، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عز وجل و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

04 ذوالحجۃ الحرام 1442ھ 15 جولائی 2021ء

فتویٰ: 55

کانچ کی چوڑیاں پہننا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ عورت مروجہ کانچ کی چوڑیاں

پہن سکتی ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

عورت کانچ کی چوڑیاں پہن سکتی ہے بلکہ شوہر کیلئے سنگار کی نیت سے مُسْتَحَب اور اگر والدین یا شوہر نے حکم دیا تو اب اس پر چوڑیاں پہننا واجب ہوگا۔

سیدِی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحْمَةُ الرَّحْمٰن سے سوال ہوا ”چوڑیاں کانچ کی عورتوں کو جائز ہیں پہننا یا ناجائز ہیں؟“ تو آپ نے جواب ارشاد فرمایا ”جائز ہیں لِعَدَمِ الْمَنْعِ الشَّرْعِيِّ (مانع شرعی نہ ہونے کی وجہ سے) بلکہ شوہر کے لئے سنگار کی نیت سے مستحب، وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (ترجمہ: اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے) بلکہ شوہر یا ماں یا باپ کا حکم ہو تو واجب، لِحُرْمَةِ الْعُقُوقِ وَلِوُجُوبِ طَاعَةِ الزَّوْجِ فَيَمَّا يَرْجِعُ إِلَى الزَّوْجِيَّةِ (ترجمہ: والدین کی نافرمانی حرام ہونے اور میاں بیوی کے آپس کے امور میں شوہر کی اطاعت واجب ہونے کی وجہ سے)۔“ (فتاویٰ رضویہ، 22/115، 116)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

20 شعبان المعظم 1437ھ 28 مئی 2016ء

فتویٰ: 56

مخصوص ایام میں ناخن کاٹنا

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت حیض و نفاس کی حالت میں ناخن کاٹ سکتی ہے یا نہیں؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں اس کی وضاحت فرمادیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

اگر عورت حیض اور نفاس سے پاک ہو گئی اور ابھی تک غسل نہیں کیا تو اس حالت میں اس کے لیے ناخن

کاٹنا مکروہ ہے کہ یہ حیض و نفاس سے پاک ہونے کے وقت حدث والی ہوئی ہے، اور اس پر اس وقت غسل فرض ہوا ہے، اب اس حالت میں وہ جنبی کی طرح ہے، جیسے جنبی کے لیے حالت جنابت میں ناخن کاٹنا مکروہ ہے اس کے لیے بھی مکروہ ہے، اور اگر وہ حیض و نفاس سے پاک نہیں ہوئی تو اس حالت میں ناخن کاٹ سکتی ہے کیونکہ ابھی تک یہ حدث والی نہیں ہے اور اس پر غسل فرض نہیں ہے، اس حالت میں وہ پاک آدمی کی طرح ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: عورت حیض کی وجہ سے اس وقت حدث والی ہوگی جب حیض منقطع ہو جائے اس سے پہلے نہ اسے حدث ہے نہ حکم غسل۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 3، ص 254، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سیدی اعلیٰ حضرت ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: ”عورت ابھی حیض یا نفاس میں ہے خون منقطع نہ ہو اس حالت میں اگر اس کا ہاتھ یا کوئی عضو پانی میں پڑ جائے مستعمل نہ ہوگا کہ ہنوز اس پر غسل کا حکم نہیں، والمسألة فی الخانیة والخلصة والبحر وغيرھا۔“

اس عبارت کے تحت فتاویٰ رضویہ کے حاشیہ میں فائدہ میں ہے: ”حیض یا نفاس والی کا ابھی خون منقطع نہ ہوا تو وہ مثل طاہر ہے کہ ہنوز اس پر حکم غسل نہیں اگر ٹھنڈک لینے کو کنویں میں گھسے پانی مستعمل نہ ہوگا بخلاف بعد انقطاع کہ اب اس پر حکم غسل متوجہ ہے تو اگر بے ضرورت کنویں میں جائے گی پانی مستعمل ہو جائے گا۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 4، ص 638، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سیدی اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: ”وفیہ (البحر): وكذا الحائض والنفساء بعد الإقطاع أما قبل الإقطاع فهما كالطاهر إذا انغمس للتبرد لا يصير الماء مستعملاً كذا فی فتاویٰ قاضی خان و الخلاصة ۱۵۔ اور بحر میں ہے: اور یہی حکم حائض و نفاس والی کا ہے جس کا خون منقطع ہو چکا ہو، اور انقطاع خون سے قبل تو وہ دونوں اس پاک شخص کی طرح ہیں جس نے ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے غوطہ لگایا تو پانی مستعمل نہیں ہوگا، فتاویٰ قاضی خان اور خلاصہ میں یہی ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 2، ص 130، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

غسل فرض ہونے کی حالت میں جو حکم ناخن کاٹنے کا ہے وہی حکم بال کاٹنے یا اپنے فعل سے توڑنے کا بھی ہے، توام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک مشہور روایت ہے جو کہ صحاح ستہ اور حدیث کی مشہور تمام کتب میں موجود ہے، اس میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے

حیض کی حالت میں حج کے احرام کے لیے سر میں کنگھی کرنے کا حکم فرمایا، اب اس روایت سے بھی سمجھ میں آتا ہے کہ حیض کی حالت میں بال توڑنا منع نہیں ہے، کیونکہ عورتیں جب کنگھی کرتی ہیں تو ان کے بال ٹوٹنا بدیہی بات ہے، تو جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ کو کنگھی کا حکم ارشاد فرما رہے ہیں تو اس کے ضمن میں حیض کی حالت میں بال ٹوٹنے کی اجازت بھی مستفاد ہوتی ہے، تو جو حکم بال ٹوٹنے کا ہے وہی ناخنوں کا بھی ہے۔

چنانچہ بخاری شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے: ”قالت: خرجنا موافقین لہلال ذي الحجة فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من أحب أن يهل بعمره فليهل فإنني لو أني أهديت لأهللت بعمره، فأهل بعضهم بعمره وأهل بعضهم بحج و كنت أنا ممن أهل بعمره فأدر كني يوم عرفة وأنا حائض فشكوت إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: دعي عمرتك وانقضي رأسك وامتشطي وأهلي بحج، ففعلت حتى إذا كان ليلة الحصة أرسل معي أخي عبد الرحمن بن أبي بكر فخرجت إلى التنعيم فأهللت بعمره مكان عمرتي“ ترجمہ: آپ فرماتی ہیں: ہم ذوالحج کا چاند نکلنے کے قریب قریب حج کے لیے نکلے، تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: جو عمرہ کا احرام باندھنا چاہتا ہے وہ عمرے کا باندھ لے اگر میں نے ہدی نہ بھیجی ہوتی تو میں بھی عمرہ کا احرام باندھتا، تو بعض نے عمرہ کا احرام باندھا اور بعض نے حج کا احرام باندھا، اور میں نے عمرہ کا احرام باندھ لیا تو عرفہ کا دن آگیا لیکن میں حیض کی حالت میں تھی، تو میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی تو آپ نے فرمایا: تم عمرہ چھوڑ دو، اپنا سر کھول دو اور کنگھی کر لو اور اب حج کا احرام باندھ لو، تو میں نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ جب حصہ یعنی محصب کی رات آئی تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے ساتھ حضرت عبد الرحمن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا، میں تنعیم کے مقام پر آئی اور اپنے عمرے کی قضاء کے لیے دوسرے عمرے کا احرام باندھا۔ (بخاری شریف، جلد 1، ص 45، 46، مطبوعہ کراچی)

اس حدیث مبارکہ کے تحت ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الہادی فرماتے ہیں: ”قال ابن الملك رحمه الله: أي أمرني أن أخرج من إحرام العمرة وأتركها باستباحة المحظورات من التمشيط وغيره لعدم القدرة على الإتيان بأفعالها بسبب الحيض - وقال الطيبي رحمه الله: أي أمرني أن أخرج من إحرام العمرة واستبيح محظورات الإحرام وأحرم بعد ذلك بالحج فإذا فرغت منه أحرم

بالعمرة أى قضاء وهذا ظاهر“ ابن الملک رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یعنی مجھے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں عمرہ کے احرام سے نکل جاؤں اور اس کو احرام کے ممنوعات میں سے کسی پر عمل کر کے مثلاً کنگھی وغیرہ کے ساتھ کھول دوں، کیونکہ حیض کی وجہ سے اس کے افعال کو پورا کرنے کی قدرت نہیں تھی۔ اور طیبی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یعنی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے حکم فرمایا کہ میں عمرہ کے احرام سے نکل جاؤں اور احرام کے ممنوعات میں سے کسی کے ساتھ اس کو کھول دوں، اور اس کے بعد حج کا احرام باندھ لوں، اور جب میں اس سے فارغ ہو جاؤں تو عمرہ کا احرام باندھ لوں یعنی جو پہلے عمرہ چھوڑ دیا اس کی قضاء کر لوں، اور یہ ظاہر ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح، جلد 5، ص 478، مطبوعہ کوئٹہ)

عورت جب حیض و نفاس سے پاک ہو جائے اور ابھی تک غسل نہ کیا ہو تو وہ اس حالت میں حدث والی ہے اور جنبی کی طرح ہے اس کے لیے اس حالت میں ناخن کاٹنا مکروہ ہے، چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”حلق الشعر حالة الجنابة مکروہ و کذا قص الأظافر کذا فی الغرائب“ جنابت کی حالت میں بالوں کو کاٹنا مکروہ ہے اور اسی طرح ناخنوں کا کاٹنا بھی مکروہ ہے، غرائب میں اسی طرح ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری، جلد 5، ص 438، مطبوعہ کراچی)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: جنابت کی حالت میں نہ بال مونڈائے اور نہ ناخن ترشوائے کہ یہ مکروہ ہے۔

(بہار شریعت، جلد 3، حصہ 16، ص 585، مکتبہ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عز وجل و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

محمد نوید چشتی

03 ربیع الثانی 1438ھ 02 جنوری 2016ء

الجواب صحیح

مفتی محمد قاسم عطاری

حبیوری کے متعلق شرعی احکام

فتویٰ: 57

اگر مُر لگانے کی حاجت نہ ہو، تو مرد کے لیے انگوٹھی پہننے کا حکم؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ مرد کو کونسی انگوٹھی پہننے کی شریعت میں اجازت ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

مرد کو چاندی کی مردانہ وضع والی ایک انگوٹھی جس کا وزن ساڑھے چار ماشے سے کم ہو اور نگینے والی ہو اور نگینہ بھی ایک ہی لگا ہو پہننے کی شریعت میں اجازت ہے لیکن جس کو مہر لگانے کی حاجت نہیں پڑتی اس کے لیے افضل یہ ہے کہ نہ پہنے۔ سنن ابی داود، سنن ترمذی اور سنن نسائی میں ہے واللفظ للاول: ”عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ ان رجلاً جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ خاتم من شبہ فقال لہ مالی اجد منک ریح الاصنام فطرحة ثم جاء وعلیہ خاتم من حديد فقال مالی اری علیک حلیۃ اهل النار فطرحة فقال یا رسول اللہ من ای شیء اتخذه قال اتخذه من ورق ولا تتمہ مستقلاً“ ترجمہ: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص پتیل کی انگوٹھی پہنے ہوئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے تم سے بت کی بواقی ہے؟ انہوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی، پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آئے، فرمایا کیا بات ہے تم جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے ہو؟ اسے بھی پھینک دیا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی علیہ وسلم کس چیز کی انگوٹھی پہنوں؟ فرمایا چاندی کی اور ایک مشقال پورا نہ کرو (یعنی ساڑھے چار ماشے سے کم کی ہو)۔

(ابوداود، کتاب الخاتم، باب ما جاء فی خاتم الحديد، جلد 2، صفحہ 228، مطبوعہ لاہور)

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ ردالمحتار میں فرماتے ہیں: ”انما يجوز التختيم بالفضة لو علی ہیأة خاتم الرجال اما لوله فسان او اکثر حرم“ ترجمہ: چاندی کی انگوٹھی پہننا جائز ہے بشرطیکہ مردانہ انگوٹھیوں کی شکل و صورت پر ہوا اگر دو یا زیادہ نگینے ہوں تو حرام ہے۔

(ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، جلد 9، صفحہ 597، مطبوعہ کوئٹہ)

الاختیار لتعلیل المختار میں ہے ”ثم التختيم سنة لمن یحتاج الیہ كالسلطان والقاضی ومن فی

معناهما ومن لا حاجة اليه فتركه افضل“ ترجمہ: پھر انگوٹھی پہننا اس کے لیے سنت ہے جسے اس کی ضرورت ہو جیسے بادشاہ اور قاضی اور جوان دونوں کے معنی میں ہو (یعنی جس کو مہر لگانے کی ضرورت پڑتی ہو) اور جس کو مہر لگانے کی حاجت نہ ہو اس کے لیے نہ پہننا افضل ہے۔

(الاختیار لتعلیل المختار، فصل استعمال الحریر والذهب، جلد 4، صفحہ 159، مطبوعہ بیروت)

امام اہلسنت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”شرعاً چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی وزن میں ساڑھے چار ماشے سے کم ہو پہننا جائز ہے اگرچہ بے حاجت مہر اس کا ترک افضل اور مہر کی غرض سے خالی جواز نہیں بلکہ سنت۔“

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی ابو الحسن محمد ہاشم خان عطاری

24 ذوالقعدة الحرام 1435ھ 20 ستمبر 2014ء

فتویٰ: 58

مرد انگوٹھی میں کونسا نگینہ پہن سکتا ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ مرد کو کونسی انگوٹھی پہننا جائز ہے؟ نیز یہ بتادیں کہ کیا مخصوص نگ لگوانا ضروری ہے یا کسی بھی پتھر کا نگ لگوا سکتے ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

شرعاً مرد چاندی کی ایک انگوٹھی جو ساڑھے چار ماشے سے کم کی ہو اس میں کسی بھی قسم کے پتھر کا نگینہ ہو پہن سکتا ہے مگر بے ضرورت ترک افضل ہے۔ اور دائیں یا بائیں جس ہاتھ میں چاہیں انگوٹھی پہن سکتے ہیں اور بہتر یہ ہے کہ انگوٹھی چھنگلیاں میں پہنی جائے۔ اور اس میں کسی بھی قسم کا نگ لگوا سکتے ہیں نگ چاہے عقیق ہو یا نیلم یا زمرہ وغیرہا۔ ایک سے زائد انگوٹھیاں یا جو وزن بیان ہو اس سے زیادہ وزن کی انگوٹھی یا ایک سے زائد نگینے والی انگوٹھی یا بغیر نگینے کے صرف چھلا، یہ سب ناجائز ہیں۔

امام ابو داؤد السجستانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اتخذوه من ورق ولا تتمه مثقالاً۔“ انگوٹھی چاندی کی بناؤ جو ایک مثقال (یعنی ساڑھے چار ماشے) سے کم ہو۔ (سنن ابی داؤد، ج 3، ص 92، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

سیدی اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں: شرعاً چاندی کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی وزن میں ساڑھے چار ماشے سے کم ہو پہننا جائز ہے اگرچہ بے حاجت مہر اس کا ترک افضل اور مہر کی غرض سے خالی جواز نہیں بلکہ سنت ہے ہاں تکبر یا زنا نہ پن کا سنگار یا اور کوئی غرض مذموم نیت میں ہو تو ایک انگوٹھی کیا اس نیت سے اچھے کپڑے پہننے بھی جائز نہیں اس کی بات جدا ہے یہ قید ہر جگہ ملحوظ رہنا چاہیے کہ سارا دار و مدار نیت پر ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 141، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن)

در مختار مع رد المحتار میں ہے: ”وینبغي أن يكون في خنصرها دون سائر أصابعه“ یعنی بہتر یہ ہے کہ اٹے ہاتھ کی چھنگلیاں میں پہنے۔

فتاویٰ شامی میں ہے ”يتحلى الرجل بخاتم فضة اذا لم يرد به التزين ويحرم بغيرها وترك التختيم لغير ذي حاجة افضل وكل ما فعل تجبرا كره وما فعل لحاجة لا“ ترجمہ: آدمی چاندی کی انگوٹھی پہن سکتا ہے بشرطیکہ نیت زیب و زینت کی نہ ہو اور چاندی کے علاوہ دیگر دھاتوں کی بنی ہوئی انگوٹھیاں پہننا حرام ہے جس کو پہننے کی ضرورت نہ ہو اس کے لئے انگوٹھی نہ پہننا زیادہ بہتر ہے اور جو کام تکبر کی وجہ سے کیا جائے مکروہ ہے اور جو کام کسی ضرورت کے تحت کی جائے وہ مکروہ نہیں بلکہ جائز ہے۔

(در مختار مع رد المحتار جلد 9، صفحہ 516، 517، دارالکتب العلمیہ بیروت)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں: نگینہ ہر قسم کے پتھر کا ہو سکتا ہے عقیق یا قوت زمرہ فیروزہ وغیرہ سب کا نگینہ جائز ہے۔

(بہار شریعت، جلد 3، حصہ 16، صفحہ 426، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

علامہ علاؤ الدین حصکفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزید ارشاد فرماتے ہیں ”الفص فيجوز من حجر وعقيق

وياقوت وغيرها“ ترجمہ: یعنی نگینہ جائز ہے کہ پتھر، عقیق اور یا قوت وغیرہ کا ہو۔

(در مختار مع رد المحتار جلد 9، صفحہ 519، مطبوعہ ملتان)

واللہ اعلم عذروہ رسولہ اعلم علی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کتبہ

ابو حمزہ محمد حسان عطاری

24 رجب المرجب 1436ھ 14 مئی 2015ء

الجواب صحیح

مفتی فضیل رضا عطاری

فتویٰ: 59

مرد کے لیے چاندی کے نگ والی انگوٹھی پہننا، جبکہ انگوٹھی بھی چاندی کی ہو؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ چاندی کی ساڑھے چار ماشہ سے کم وزن کی مردانہ انگوٹھی میں نگ کی جگہ چھوٹا سا چاندی کا پترہ بطور نگ لگا دیا جائے تو کیا ایسی انگوٹھی نگ والی کہلائے گی؟ ایسا شخص بغیر نگ کی انگوٹھی کی وجہ سے گنہگار تو نہیں ہوگا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

جس طرح چاندی کی مردانہ انگوٹھی میں نگینہ کسی بھی پتھر جیسے عقیق، یاقوت، زمرد وغیرہ کا لگا سکتے ہیں، یونہی چاندی کا بھی نگینہ لگایا جاسکتا ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایسی انگوٹھی پہننا بھی ثابت ہے جس کا نگینہ بھی چاندی ہی کا تھا۔ یاد رہے احادیث طیبہ کی روشنی میں فقہائے کرام نے صراحت فرمائی ہے کہ مردانہ انگوٹھی میں حلقہ معتبر ہے، حلقہ چاندی کا ہونا ضروری ہے، نگینہ کسی بھی پتھر بلکہ خود چاندی یا سونے کا بھی ہو سکتا ہے، لہذا پوچھی گئی صورت میں جس مردانہ انگوٹھی میں بطور نگینہ چاندی کا پترہ لگایا گیا اسے نگ والی انگوٹھی کہا جائے گا اور ایسی انگوٹھی پہننے والا شرعاً گنہگار نہیں۔

حدیث پاک میں ہے: ”عن انس رضی اللہ عنہ ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان خاتمه من فضة، وکان فصدہ منہ“ یعنی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اسی کا نگینہ بھی چاندی کا تھا۔“

(صحیح البخاری، جلد 2، صفحہ 872، مطبوعہ کراچی)

عمدة القاری میں ہے: ”وفی الصحیح من رواية حمید عن انس کان فصدہ منہ ولا تعارض لانه لا مانع ان یکون له خاتمان او اکثر“ یعنی صحیح حدیث میں روایت حمید حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی کا نگ چاندی کا تھا۔ اور نگ کے بارے میں وارد احادیث میں تعارض نہیں

کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دو یا زیادہ انگلیاں ہونے سے کوئی مانع نہیں۔“

(عمدة القاری شرح صحیح البخاری، جلد 14، صفحہ 209، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

فیض القدیر میں ہے: ”(کان خاتمة من فضة فصه منه) ای فصه من بعضه لا منفصل عنه

مجاور له فمن تبعیضه او الضمیر للخاتم“ یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیاں چاندی کی تھیں اور

نگینہ بھی چاندی کا تھا، یعنی اس انگلی کا نگینہ انگلی سے جدا اور الگ سے نہیں تھا، بلکہ اس انگلی کا بعض حصہ تھا

۔“ (فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، جلد 5، صفحہ 216، دار الکتب العلمیہ بیروت)

حاشیہ شلبی علی تبیین الحقائق میں ہے: ”نقل صاحب الاجناس لا یاس للرجل ان یتخذ خاتما

من فضة فصه منه وان جعل فصه من جزع او عقیق او فیروزج یا قوت او زمرد فلا یاس“ یعنی صاحب

اجناس نے نقل کیا کہ مرد کے لیے کوئی حرج نہیں کہ وہ چاندی کی ایسی انگلی بنائے جس کا نگ بھی چاندی کا

ہو۔ اور اگر چاندی کی انگلی کا نگ لکڑی یا عقیق یا فیروزہ، یا قوت یا زمرہ کا ہو تب بھی حرج نہیں۔“

(حاشیہ شلبی علی تبیین الحقائق، جلد 6، صفحہ 15، مطبوعہ ملتان)

واللہ اعلم غرور رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کتبہ

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری

14 ربیع الاول 1442ھ / 01 نومبر 2020ء

فتویٰ: 60

انگوٹھی پر مقدس نام لکھوانا اور ایسی انگوٹھی پہن کر بیت الخلاء جانا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ انگوٹھی پر اللہ عز و جل کا مبارک

نام لکھوانا کیسا ہے؟ اور اگر کسی نے لکھوا لیا ہو، تو کیا ایسی انگوٹھی پہن کر بیت الخلاء جاسکتے ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

انگوٹھی پر اللہ عز و جل کا مبارک نام لکھوانا، شرعاً جائز ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور بزرگوں

سے ایسی انگوٹھی پہننا، جس میں اللہ پاک کا اسم مبارک ہو، ثابت ہے اور ایسی انگوٹھی جس میں متبرک نام جیسے اللہ

تعالیٰ کا اسم مبارک یا اسمائے انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام لکھے ہوں، پہن کر بیت الخلاء جانا مکروہ ہے اور حکم

شرعی یہ ہے کہ ایسی انگوٹھی کسی نے پہنی ہو، تو جب وہ بیت الخلاء جائے، اپنے ہاتھ سے انگوٹھی نکال کر باہر رکھ لے۔ بہتر یہی ہے اور اگر اس کے ضائع ہونے کا خوف ہو تو جیب میں ڈال لے یا کسی دوسری چیز میں لپیٹ لے کہ یہ بھی جائز ہے، اگرچہ بے ضرورت اس سے بچنا بہتر ہے۔

صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: ”ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم أراد أن یکتب إلی کسری، وقیصر، والنجاشی، فقیل: إنهم لا یقبلون کتاباً إلا بخاتم، فصاغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتماً حلقته فضة، ونقش فیہ محمد رسول اللہ“ یعنی: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب یہ ارادہ فرمایا کہ کسریٰ و قیصر و نجاشی کو خطوط لکھے جائیں، تو کسی نے یہ عرض کی: وہ لوگ بغیر مہر کے خط قبول نہیں کرتے۔ حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) نے انگوٹھی بنوائی، جس کا حلقہ چاندی کا تھا اور اس میں یہ نقش تھا ”محمد رسول اللہ“۔

(الصحيح لمسلم، کتاب اللباس والزینة، باب فی اتخاذ النبی، جلد 3، صفحہ 1657، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

متبرک ناموں اور مقدس کلمات والی انگوٹھیاں پہننا بزرگوں سے ثابت ہے، چنانچہ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر قرطبی میں اور علامہ شمس الدین محمد بن عمر بن احمد السغیری الشافعی (المتوفی 956ھ) رحمۃ اللہ علیہ بخاری شریف کی شرح میں فرماتے ہیں: ”وفی الحدیث دلالة علی جواز نقش الخاتم ونقش اسم صاحبه علیہ، وعلی جواز نقش اسم اللہ تعالیٰ علیہ من غیر کراهة، لأن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نقش علی خاتمہ محمد رسول اللہ، واتخذ کثیر من السلف من العلماء والأنبیاء وغیرہم خواتم نقشوا علیہا۔ فقد نقل عن الإمام مالک أنه اتخذ خاتماً نقش علیہ (حسبى الله ونعم الوکیل) وعن إمامنا الشافعی أنه اتخذ خاتماً ونقش علیہ ”الله تقى محمد بن إدريس“، یعنی: حدیث میں اس سے متعلق رہنمائی ہے کہ انگوٹھی پر کچھ کندہ کروانا، جائز ہے اور انگوٹھی والا اپنا نام بھی کندہ (یعنی نقش) کروا سکتا ہے اور اس میں اللہ پاک کا اسم مبارک انگوٹھی پر کندہ کروانا بغیر کراہت کے جائز ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگوٹھی پر ”محمد رسول اللہ“ نقش کروایا اور اسلاف کرام میں سے بہت سے اللہ کے نبیوں، علماء اور ان کے علاوہ لوگوں نے اپنی انگوٹھیوں پر نقش کروایا، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ اپنی انگوٹھی پر یہ الفاظ (حسبى الله ونعم الوکیل) نقش کروائے اور ہمارے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنی انگوٹھی پر یہ الفاظ (الله تقى محمد بن إدريس) کندہ یعنی نقش

کروائے۔ (شرح البخاری للسفیری، المجلس الحادی الثلاثون، جلد 2، صفحہ 110، دارالکتب العلمیہ، بیروت)
 مجدد الدین ابو الفضل، حضرت عبداللہ بن محمود موصلی حنفی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: 683ھ) الاختیار
 لتعلیل المختار میں فرماتے ہیں: ”ویجوز أن ینقش علیہ اسمہ أو اسماء من أسماء اللہ تعالیٰ لتعامل
 الناس ذلک من غیر نکیر“ یعنی: انگوٹھی پر اپنا نام یا اللہ تعالیٰ کے اسمائے مبارکہ میں سے کوئی اسم کندہ یعنی
 نقش کروانا، جائز ہے کہ اس میں لوگوں کا بغیر کسی انکار کے تعامل ہے۔

(الاختیار لتعلیل المختار، جلد 4، صفحہ 159، مطبعة الحلبي، قاہرہ)

صدر الشریعہ، پدر الطریقہ، مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی تحریر فرماتے ہیں: ”انگوٹھی پر اپنا نام
 کندہ کرا سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک بھی کندہ کرا سکتا ہے، مگر ”محمد
 رسول اللہ“ یعنی یہ عبارت کندہ نہ کرائے کہ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی انگشتی پر تین سطروں میں
 کندہ تھی، پہلی سطر محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)، دوسری رسول، تیسری اسم جلال اور حضور صلی اللہ تعالیٰ
 علیہ وآلہ وسلم نے فرمادیا تھا کہ کوئی دوسرا شخص اپنی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ نہ کرائے۔ نگینہ پر انسان یا کسی جانور کی
 تصویر کندہ نہ کرائے۔“ (بہار شریعت، جلد 3، صفحہ 427، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

علامہ شیخ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ ”غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی“ میں تحریر فرماتے ہیں: ”یکرہ دخول
 المخرج ای الخلاء وفي اصبعه خاتم فيه شیء من القرآن او من اسمائه تعالیٰ، لمافیہ من ترک
 التعظیم وقیل لایکرہ ان جعل فصله الی باطن الکف ولو کان مافیہ شیء من القرآن او من
 اسمائه تعالیٰ فی جیبہ لابس به و کذا لو کان ملفوفاً فی شیء والتحرز اولی“ یعنی: مخرج یعنی بیت
 الخلا میں داخل ہونا مکروہ ہے جب اس کی انگلی میں ایسی انگوٹھی ہو جس پر قرآن میں سے کچھ (کلمات) یا اللہ تعالیٰ کا
 کوئی اسم مبارک (لکھا ہوا) ہو، کیونکہ اس میں ترک تعظیم ہے اور کہا گیا ہے کہ اگر اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف
 کرے، تو مکروہ نہیں اور اگر اس کی جیب میں کوئی ایسی چیز ہو جس میں قرآن پاک کا کچھ حصہ ہو یا اللہ تعالیٰ کے
 اسمائے گرامی میں سے کوئی اسم مبارک ہو، تو کوئی حرج نہیں اور اسی طرح اگر یہ اسماء وغیرہ کسی چیز میں لپیٹے ہوں،
 تو کوئی حرج نہیں، لیکن پچنا زیادہ بہتر ہے۔ (غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی، صفحہ 53، مطبوعہ کوئٹہ)

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن تحریر فرماتے ہیں: ”وحاصل مسئلہ آنکہ

ہر کہ دردست او خاتمی ست کہ برو چیزے از قرآن یا از اسمائے معظمہ مثل نام الہی یا نام قرآن عظیم یا اسماء انبیاء یا ملائکہ علیہم الصلاۃ والسلام نوشتہ است او مامورست کہ چون بخلا رود خاتم از دست کشیدہ بیرون نہد افضل ہمین ست واگر خوف ضیاع باشدد ر جیب انداز دیا چیزے دگر بیوشد کہ اینہم رواست اگرچہ بے ضرورت احتراز و اولی ست اگر ازینہا ہیچ نکرد و ہمچنان در خلا رفت مکروہ باشد علامہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ در غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی زیر ہمیں عبارت مذکور فرماید، ”یکرہ دخول المخرج ای الخلاء وفی اصبعہ خاتم فیہ شیء من القرآن او من اسمائے تعالیٰ لمافیہ من ترک التعظیم وقیل لایکرہ ان جعل فصلہ الی باطن الکف ولو کان مافیہ شیء من القرآن او من اسمائے تعالیٰ فی جیبہ لا باس بہ و کذا لو کان ملفوفاً فی شیء والتحرز اولی“ در مراقی الفلاح ست یکرہ دخول الخلاء ومعہ شیء مکتوب فیہ اسم اللہ او قرآن“ یعنی: حاصل مسئلہ یہ ہے کہ جس کے ہاتھ میں ایسی انگوٹھی ہو جس پر قرآن پاک میں سے کچھ (کلمات) یا تبرک نام جیسے اللہ تعالیٰ کا اسم مبارک یا قرآن حکیم کا نام یا اسمائے انبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام (لکھے) ہوں، تو اسے حکم ہے کہ جب وہ بیت الخلاء میں جائے تو اپنے ہاتھ سے انگوٹھی نکال کر باہر رکھ لے بہتر یہی ہے اور اس کے ضائع ہونے کا خوف ہو، تو جیب میں ڈال لے یا کسی دوسری چیز میں لپیٹ لے کہ یہ بھی جائز ہے، اگرچہ بے ضرورت اس سے بچنا بہتر ہے، اگر ان صورتوں میں کوئی بھی بجانہ لائے اور یوں ہی بیت الخلاء میں چلا جائے، تو ایسا کرنا مکروہ ہے۔ علامہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی میں اسی عبارت مذکور کے تحت فرمایا: مخرج یعنی بیت الخلاء میں داخل ہونا مکروہ ہے جب اس کی انگلی میں ایسی انگوٹھی ہو، جس پر قرآن میں سے کچھ (کلمات) یا اللہ تعالیٰ کا کوئی اسم مبارک (لکھا ہوا) ہو، کیونکہ اس میں ترک تعظیم ہے اور کہا گیا ہے کہ اگر اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف کرے، تو مکروہ نہیں اور اگر اس کی جیب میں کوئی ایسی چیز ہو جس میں قرآن پاک کا کچھ حصہ یا اللہ تعالیٰ کا اسم گرامی ہو، تو کوئی حرج نہیں اسی طرح اگر کسی لفافے میں بند ہو، تو بھی حرج نہیں، لیکن بچنا زیادہ بہتر ہے۔ مراقی الفلاح میں ہے: جس آدمی کے پاس کوئی ایسی چیز ہو جس میں اللہ تعالیٰ کا نام مبارک یا قرآن پاک کی کوئی آیت لکھی ہو، تو اس کے لیے بیت الخلاء میں داخل ہونا مکروہ ہے۔

علامہ طحطاوی درحاشیہ ش فرمود، لما روی ابو داود والترمذی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اذا دخل الخلاء نزع خاتمہ ای لان نقشہ محمد رسول اللہ۔ قلت بل رواہ الاربعۃ وابن حبان والحاکم وبعض اسانیدہ صحیح ثم قال اعنی الطحطاوی قال الطیبی فیہ دلیل علی وجوب تنحیۃ المستنجی اسم اللہ تعالیٰ واسم رسولہ والقرآن۔ وقال الابہری وکذا سائر الرسل وقال ابن حجر: استفید منه انه یندب لمزید التبرز ان ینحی کل ما علیہ معظم من اسم اللہ تعالیٰ او نبی او ملک فان خالف کرہ لترك التعظیم۔ وهو الموافق لمذهبنا کما فی شرح مشکوٰۃ علامہ طحطاوی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا: کیونکہ امام ابو داؤد اور ترمذی رحمہما اللہ نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیت الخلاء میں جاتے وقت انگوٹھی اتار لیتے، کیونکہ اس میں ”محمد رسول اللہ“ منقش تھا۔ میں کہتا ہوں بلکہ اسے چاروں محدثین (امام ترمذی، امام ابو داؤد، امام نسائی، امام ابن ماجہ رحمہم اللہ) ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا ہے اور اس کی بعض سندیں صحیح ہیں۔ پھر امام طحطاوی نے فرمایا: طیبی نے کہا ہے کہ اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ استنجاء کرنے والا اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اسم گرامی نیز قرآن پاک کو الگ کر دے اور ابہری نے کہا: اسی طرح باقی تمام رسولوں کے نام بھی الگ کر دے۔ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: اس سے معلوم ہوا کہ قضائے حاجت کا ارادہ کرنے والے کے لیے مستحب ہے کہ ہر وہ چیز الگ کر دے جس میں کوئی قابل تعظیم بات مثلاً اللہ تعالیٰ، کسی نبی یا فرشتے کا نام ہو، اگر اس کے خلاف کرے گا، تو ترک تعظیم کی وجہ سے مکروہ ہوگا۔ یہی بات ہمارے مذہب کے موافق ہے۔ جیسا کہ شرح مشکوٰۃ میں ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 4، صفحہ 582-83، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی ابو الحسن محمد ہاشم خان عطاری

25 صفر المظفر 1441ھ / 25 اکتوبر 2019ء

مرد و عورت کے لیے پلاٹینم کی انگوٹھی کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ

(1) پلاٹینم کی انگوٹھی مرد کے لئے پہننا کیسا ہے؟

(2) یہی انگوٹھی عورت کے لئے پہننے کا کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

(1) پلاٹینم چاندی جیسی ایک سفید، بھورے رنگ والی قیمتی دھات ہے۔

اردو لغت میں ہے ”پلاٹینم: چاندی جیسی سفید لیکن بھورے رنگ کی آمیزش لیے ایک بیش قیمت دھات۔“

(اردو لغت، جلد 4، صفحہ 127، ترقی اردو بورڈ، کراچی)

علمی اردو لغت میں ہے ”پلاٹینم: ایک مشہور قیمتی دھات۔“

(علمی اردو لغت، صفحہ 371، علمی کتب خانہ)

(فیروز اللغات، صفحہ 302، فیروز سنز، لاہور)

فیروز اللغات میں ہے ”پلاٹینم: قیمتی دھات۔“

پریکٹیکل ڈکشنری میں پلاٹینم کا معنی ہے:

“A valuable metallic element”

(Practical Dictionary, page 608,

Kitabistan Publishers)

لہذا مردوں کے لئے پلاٹینم کی انگوٹھی پہننا ناجائز ہے کیونکہ چاندی (ایک انگوٹھی جس کا وزن ساڑھے چار

ماشے سے کم ہو) کے علاوہ کسی بھی قسم کی دھات (پیتل، لوہا وغیرہ) مرد کے لیے حرام ہے اور پلاٹینم بھی دھات

ہی ہے لہذا مرد کے لئے پہننا ناجائز ہے۔

در مختار میں ہے: ”ولا یتختہم) إلا بالفضۃ لحصول الاستغناء بہا فیحرم (بغیرہا کذہب

وحدید و صفر) و رصاص و زجاج و غیرہا“ ترجمہ: چاندی سے حاجت پوری ہو جانے کی وجہ سے انگوٹھی

صرف چاندی کی ہی بنائی جاسکتی ہے لہذا اس کے علاوہ دیگر اشیا مثلاً سونا، لوہا پیتل، تانبا، جست وغیرہ کی انگوٹھی

حرام ہے۔

اس کے تحت ردالمحتار میں ہے ”(قوله ولا يتختم إلا بالفضة) هذه عبارة الإمام محمد في الجامع الصغير۔۔ (قوله فيحرم بغيرها إلخ) لما روى الطحاوی بإسناده إلى عمران بن حصين وأبي هريرة قال: نهى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم عن خاتم الذهب، وروى صاحب السنن بإسناده إلى عبد الله بن بريدة عن أبيه: أن رجلا جاء إلى النبي - صلى الله تعالى عليه وسلم - وعليه خاتم من شبه فقال له: مالي أجد منك ريع الأصنام فطرحة ثم جاء وعليه خاتم من حديد فقال: مالي أجد عليك حلية أهل النار فطرحة فقال: يا رسول الله من أي شيء أتأخذه؟ قال: تأخذه من ورق ولا تتمه مثقالا“ فعلم أن التختيم بالذهب والحديد والصفير حرام فألحق اليشب بذلك لأنه قد يتخذ منه الأصنام، فأشبه الشبه الذي هو منصوص معلوم بالنص إتقاني والشبه محرر كالتحس الأصفر قاموس“ ترجمہ: (مصنف کا قول: مرد صرف چاندی کی انگوٹھی پہن سکتا ہے) یہ امام محمد رحمہ اللہ علیہ کی جامع الصغیر میں عبارت ہے (مصنف کا قول: اس کے علاوہ حرام ہے إلخ) کیونکہ امام طحاوی اپنی سند کے ساتھ حضرت عمران بن حصین اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی سے منع فرمایا ہے اور امام ابو داؤد نے حضرت ابن بريدة رضی اللہ عنہ کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک شخص پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے آئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا بات ہے کہ تم سے بت کی بو آتی ہے؟ تو انہوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی، پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آئے، فرمایا: کیا بات ہے کہ تم جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے ہو؟ تو اسے بھی پھینکا اور عرض کی، یا رسول اللہ! کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ فرمایا: چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال پورا نہ کرو۔ الغرض اس سے معلوم ہو گیا کہ سونے، لوہے اور پیتل کی انگوٹھی حرام ہے، لہذا یشب (ایک قیمتی پتھر ہے، یہ) بھی اسی کے ساتھ ملایا جائے گا، کیونکہ اس کے بت بنائے جاتے ہیں، تو یہ اس پیتل کے مشابہ ہوگا، جس پر نص وارد ہے اور نص سے ثابت چیز یقینی ہوتی ہے۔ شبہ زرد تا نابا ہے، القاموس۔

(درمختار مع رد المحتار، کتاب الحظر والاباحہ، فصل فی اللبس، جلد 9، صفحہ 593-594، مطبوعہ کوئٹہ)

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن سے جب چھلے کے بارے میں سوال کیا گیا کہ، کیا مرد چھلا

پہن سکتا ہے؟ تو آپ علیہ الرحمہ نے جواباً ارشاد فرمایا: ”حرام ہے:“ ”فقد قال صلى الله تعالى عليه وآله وسلم في الذهب والفضة انهما محرمان على ذكور امتہ قلت ولا يجوز القياس على خاتم الفضة لأنه لا يختص بالنساء بخلاف ما نحن فيه فينهي عنه على تری الى ما في رد المحتار عن شرح النقایہ ، انما يجوز التختيم بالفضة لو هیئة خاتم الرجال ام لوله فصان او اکثر حرام، ولان الخاتم یكون للتریز وللختیم اما هذا فلا شیء فیہ الا التزین“ یعنی سونے چاندی کے متعلق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”یہ دونوں میری امت کے مردوں کیلئے حرام ہیں۔“ میں کہتا ہوں: اس (چھلے) کو چاندی کی انگوٹھی پر قیاس کرنا جائز نہیں ہے (کہ چاندی کی انگوٹھی جائز ہے تو چھلا بھی جائز ہونا چاہیے) کیونکہ چاندی کی انگوٹھی عورتوں کے ساتھ مختص نہیں ہے بخلاف اس (چھلے) کے جس کی ہم بحث کر رہے ہیں بلکہ اس سے مردوں کو منع کیا جائے گا، کیا تم اس کی طرف نہیں دیکھتے جو فتاویٰ شامی میں شرح نقایہ کے حوالے سے ہے کہ: چاندی کی انگوٹھی پہننا اگر مردانہ ہیئت کے مطابق ہو تو جائز ہے لیکن اگر اس کے دو یا زیادہ ٹکینے ہوں تو حرام ہے، اور اس لئے کہ انگوٹھی زیب و زینت اور مہر کے لیے ہوا کرتی ہے لیکن چھلے میں زیب و زینت کے علاوہ کوئی مقصد باقی نہیں رہتا۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 147، 148، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”مرد کو زیور پہننا مطلقاً حرام ہے صرف چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے جو وزن میں ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشہ سے کم ہو اور سونے کی انگوٹھی بھی حرام ہے۔۔۔ انگوٹھی صرف چاندی ہی کی پہنی جاسکتی ہے دوسری دھات کی انگوٹھی پہننا حرام ہے مثلاً لوہا، پتیل، تانبا، جست وغیرہ ان دھاتوں کی انگوٹھیاں پہننا مرد۔۔۔ کے لئے ناجائز ہیں۔“

(بہار شریعت، جلد 3، حصہ 16، صفحہ 426، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

(2) پلائیم کی انگوٹھی عورت کے لئے پہننا جائز ہے کیونکہ فی زمانہ سونے، چاندی کے علاوہ دیگر دھاتیں،

آرٹیفیشل جیولری کا استعمال عورت کے لیے جید مفتیان کرام نے عموم بلوی اور حرج کی وجہ سے اس کے جواز کا فتویٰ دیا ہے لہذا یہ پہننا بھی جائز ہے۔

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو حذیفہ محمد شفیق عطاری

الجواب صحیح

مفتی محمد قاسم عطاری

15 ذوالحجۃ الحرام 1439ھ / 27 اگست 2018ء

فتویٰ: 62

عورت کا مردانہ طرز کی انگوٹھی پہننا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ عورت کو مردانہ طرز کی یعنی ایسی انگوٹھی پہننا کیسا ہے، جو فقط مرد حضرات ہی پہنتے ہوں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

مرد کے لئے چاندی کی ساڑھے چار ماشے سے کم، مردانہ ہیئت کی، ایک نگ والی، ایک انگوٹھی پہننا جائز ہے اور مردانہ طرز کی وہ انگوٹھی جو مردوں کے ساتھ خاص ہو، اسے عورتیں نہ پہنتی ہوں، کسی عورت کا ایسی انگوٹھی پہننا مردوں سے مشابہت کی وجہ سے ناجائز و حرام اور گناہ ہے اور اگر پہنتی ہو، تو ایسی تبدیلی کر کے پہن سکتی ہے، جس سے مردوں سے مشابہت باقی نہ رہے۔

مرد کے لئے چاندی کی مردانہ ہیئت کی انگوٹھی پہننا جائز ہے۔ مجمع الانہر میں ہے: ”(ویجوز للنساء التحلی بالذهب والفضۃ لا للرجال الا الخاتم) علی ہیئۃ خاتم الرجال“ ترجمہ: عورتوں کے لئے سونے اور چاندی کے زیورات پہننا جائز ہے، مردوں کے لئے جائز نہیں، مگر (چاندی کی) مردانہ ہیئت کی انگوٹھی پہننا جائز ہے۔“ (مجمع الانہر، کتاب النکاح، فصل فی اللبس، جلد 4، صفحہ 196، مطبوعہ کوئٹہ)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”مرد کو ساڑھے چار ماشے سے کم وزن کی ایک انگوٹھی ایک نگ کی جائز ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 24، صفحہ 544، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں کے متعلق بخاری شریف میں ہے: ”لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال“ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے ساتھ مشابہت کرنے والے مردوں اور مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔“

(صحیح بخاری، کتاب اللباس، جلد 2، صفحہ 874، مطبوعہ کراچی)

اس حدیث پاک کے تحت شرح صحیح بخاری لابن بطال میں ہے: ”لا یجوز للرجال التشبه بالنساء“

فی اللباس والزينة التي هي للنساء خاصة، ولا يجوز للنساء التشبه بالرجال فيما كان ذلك للرجال خاصة“ ترجمہ: مردوں کو عورتوں کے ساتھ انکے لباس اور ان کی خاص زینت میں مشابہت اختیار کرنا، جائز نہیں، اسی طرح عورتوں کو مردوں کی خاص زینت میں ان کی مشابہت اختیار کرنا، جائز نہیں۔

(شرح صحیح بخاری لابن بطال، جلد 9، صفحہ 140، مطبوعہ ریاض)

سنن ابوداؤد میں حضرت سیدنا ابن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں: ”قیل لعائشة رضي الله عنها: إن امرأة تلبس النعل، فقالت: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الرجل من النساء“ ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی گئی کہ ایک عورت (مردانہ) جوتا پہنتی ہے، تو آپ نے ارشاد فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مردانہ جوتا پہننے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

(سنن ابوداؤد، کتاب اللباس، باب فی لباس النساء، جلد 4، صفحہ 105، دارالکتاب العربی، بیروت)

اس حدیث میں لفظ الرجلۃ کے تحت فیض القدیر میں یہ ہے: ”تشبیه بالرجال فی زیہم او مشیہم او رفع صوتہم او غیر ذلک“ ترجمہ: جو عورت مردوں سے ان کی وضع، چلنے، آواز بلند کرنے وغیرہ میں مشابہت اختیار کرے۔ (فیض القدیر، حرف اللام، جلد 5، صفحہ 343، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”مرد کو عورت، عورت کو مرد سے کسی لباس وضع، چال ڈھال میں بھی تشبہ حرام نہ کہ خاص صورت و بدن میں۔

(فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 664، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر مردوں عورتوں کا ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنے پر وعیدات اور مختلف مسائل ذکر کرتے ہوئے یہ بھی فرمایا: ”چاندی کی مردانی انگوٹھی عورت کو نہ چاہئے اور پہنے، تو زعفران وغیرہ سے رنگ لے۔ شیخ محقق اشعۃ اللمعات میں فرماتے ہیں: ”زنان را تشبہ برجال مکروه است تا آنکہ انگشتی نقرہ زنان را مکروه است و اگر بکنند باید کہ رنگ کنند بزعفران و مانند آن“ عورتوں کو مردوں سے مشابہت اختیار کرنی مکروہ ہے اور اس کا لحاظ اس حد تک ہے کہ عورتوں کو چاندی کی انگوٹھی پہننی مکروہ ہے، اگر کبھی اتفاقاً پہننی پڑے، تو اسے زعفران وغیرہ سے رنگ لے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 24، صفحہ 544، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عر و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

12 محرم الحرام 1443ھ 21 اگست 2021ء

فتویٰ: 63

سونے کی گھڑی پہننا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ سونے کی گھڑی کلائی پر باندھنا اور اس میں ٹائم دیکھنا کیسا ہے؟

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

سونے کی گھڑی کلائی پر باندھنا اور اس میں وقت دیکھنا دونوں باتیں ناجائز ہیں ٹائم دیکھنا اس لئے ناجائز ہے کہ گھڑی کا استعمال وقت دیکھنے کے لئے ہی ہوتا ہے۔

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ بہار شریعت میں فرماتے ہیں: ”چائے کے برتن سونے چاندی کے استعمال کرنا ناجائز ہے۔ اسی طرح سونے چاندی کی گھڑی ہاتھ میں باندھنا بلکہ اس میں وقت دیکھنا بھی ناجائز ہے، کہ گھڑی کا استعمال یہی ہے کہ اس میں وقت دیکھا جائے۔

(بہار شریعت، جلد 3، صفحہ 396، حصہ 16، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی فضیل رضا عطاری

15 صفر المظفر 1436ھ 08 دسمبر 2014ء

فتویٰ: 64

مرد کا سونے یا چاندی کا تاج پہننا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض کارناموں پر بعض شخصیات (مردوں) کو سونے چاندی کا تاج پہنایا جاتا ہے تو کیا مرد کے لیے سونے اور چاندی کا تاج پہننا اور اس کو یہ تاج پہنانا جائز ہے؟

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

مرد کو سونے چاندی کا تاج پہننا اور پہننا دونوں ناجائز و حرام ہیں کیونکہ مردوں کے لیے چند مستثنیٰ صورتوں کے علاوہ سونے چاندی کا استعمال حرام ہے، اور جن صورتوں میں اجازت ہے یہ ان میں سے نہیں ہے، اور پھر یہ تو مستقل سونے چاندی کا بنا ہوتا ہے یہاں تو حکم یہ ہے کہ اگر کوئی ایسی ٹوپی ہو جس پر سونے چاندی کا مغرق کام ہوا ہو (یعنی کام کے ذریعہ کپڑا بالکل چھپ گیا ہو یا کپڑا ظاہر ہو تو خال خال کہ دور سے دیکھنے والے کو سب کام ہی نظر آئے) تو وہ بھی پہننا مرد کے لیے ناجائز ہے، اور جب پہننا جائز نہیں ہے تو اس طرح کی چیز پہننا بھی جائز نہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دائیں ہاتھ میں ریشم لیا اور بائیں ہاتھ میں سونا پھر فرمایا ”ان ہذین حرام علی ذکور امتی“ ترجمہ: یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں۔

(سنن ابوداؤد، کتاب النہاس، باب فی التحریر للنساء، جلد 2، صفحہ 206، مطبوعہ لاہور)

حضرت عبداللہ بن بریدہ سے روایت ہے وہ اپنے والد گرامی سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک شخص پتیل کی انگوٹھی پہنے ہوئے آئے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا بات ہے کہ تم سے بت کی بو آتی ہے؟ انہوں نے وہ انگوٹھی پھینک دی، پھر لوہے کی انگوٹھی پہن کر آئے، فرمایا: کیا بات ہے کہ تم جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے ہو؟ اسے بھی پھینکا اور عرض کی، یا رسول اللہ! کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ فرمایا: اتخذہ من ورق ولا تلمہ مثقالا۔ چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال پورا نہ کرو۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الخاتم، باب ما جافی خاتم الحدید، جلد 2، صفحہ 228، مطبوعہ لاہور)

ردالمحتار میں فتاویٰ ہندیہ کے حوالہ سے ہے: ”یکرہ ان یلبس الذکور قلنسوة من الحریر او الذهب او الفضة او الکرباس الذی خیط علیہ ابریسیم کثیر او شیء من الذهب او الفضة اکثر من قدر اربع اصابع۔“ ترجمہ: مردوں کو ریشم، سونے، چاندی کی ٹوپی اور ایسی سوتی ٹوپی پہننا مکروہ ہے جس پر کثیر ریشم کی سلائی کی گئی ہو یا چار انگلیوں سے زیادہ سونے چاندی کی سلائی کی گئی ہو۔

(ردالمحتار علی درمختار، کتاب الحظر والاباحہ، فصل فی اللبس، جلد 9، صفحہ 584، مطبوعہ کوئٹہ)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”مغرق کہ تمام کپڑا کام میں چھپ گیا ہو یا ظاہر ہو تو خال خال کہ دور سے دیکھنے والے کو سب کام ہی نظر آئے مطلقاً ناجائز ہے اگرچہ وہ ٹوپی عرض میں چار ہی انگل یا اس سے بھی کم ہو یونہی اگر اس میں کوئی نیل بوٹا چار انگل عرض سے زائد ہو تو بھی ناجائز اگرچہ سارے کپڑے میں صرف یہی ایک بوٹی ہو، اور اگر یہ دونوں باتیں نہیں تو مطلقاً جائز اگرچہ نصف سے زائد کپڑا کام میں چھپا ہوا اگرچہ متفرق بوٹیاں جمع کرنے سے چار انگل عرض سے زائد کو پہنچے۔ کل ذلک محقق فی فتاونا مستفاداً من رد المحتار وغیرہ من الاسفار۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 153، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں: ”یوہیں چاندی سونے کے کام کے دو شالے چادر کے آنچلوں، عمامے کے پلوؤں،۔۔ ٹوپی کا طرہ۔۔ کسی چیز میں کہیں کیسی ہی متفرق بوٹیاں یہ سب جائز ہیں بشرطیکہ ان میں کوئی تنہا چار انگل کے عرض سے زائد نہ ہو اگرچہ متفرق کام ملا کر دیکھے تو چار انگل سے بڑھ جائے اس کا کچھ ڈر نہیں کہ یہ بھی تابع قلیل ہے۔ اور اگر کوئی نیل بوٹا تنہا چار انگل عرض سے زیادہ ہو تو ناجائز کہ اگرچہ تابع ہے مگر قلیل نہیں اور کوئی مستقل چیز بالکل مغرق یا ایسے گھنے کام کی ہو کہ مغرق معلوم ہو تو بھی ناروا اگرچہ خود اس کی ہستی ایک ہی انگل عرض کی ہو کہ یہ اگرچہ قلیل ہے مگر تابع نہیں۔ جیسے ریشم یا لچکے پٹھے کے تعویذ یا ریشمی کمر بند یا جوتے کی اڈیوں پنچوں پر مغرق کام یا ریشم یا سونے چاندی کے کام سے مغرق ٹوپی۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 133، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

تمییز الحقائق شرح کنز الدقائق میں ہے: ”وکرہ الباس ذہب وحریر صبیان التحريم لما ثبت فی حق الذکور وحریم اللبس حرم الالباس ایضاً“ ترجمہ: بچوں کو سونے و ریشم پہنانا مکروہ ہے کیونکہ جب مردوں کے حق میں اس کی حرمت ثابت ہو چکی ہے اور پہننا حرام ہو گیا تو پہنانا بھی حرام ہو گیا۔

(تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق، کتاب الکراہیۃ، فصل فی اللبس، جلد 6، صفحہ 16، المطبعة الکبریٰ الاسیریۃ، بولاق، قاہرہ)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی ابوالحسن محمد ہاشم خان عطاری

07 ربیع الثانی 1439ھ 26 دسمبر 2017ء

عدت کے دوران زیب و زینت کے احکام

فتویٰ: 65

دورانِ عدت زیب و زینت کے احکام

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ جس عورت کو تین طلاقیں ہو گئیں ہوں وہ عدت کیسے گزارے؟ یعنی عدت کے دوران کون کون سے کام کر سکتی ہے؟ اور کون کون سے کام نہیں کر سکتی؟ اور کیا ایسی عورت پر سوگ بھی لازمی ہوتا ہے؟ اور بالوں کو کنگھا کرنا، تیل لگانا وغیرہ کے احکام بھی ارشاد فرمادیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

جس عورت کو تین طلاقیں دی گئی ہوں تو اس عورت پر سوگ منانا واجب اور ضروری ہوتا ہے۔ سوگ کے یہ معنی ہیں کہ زینت کو ترک کرے یعنی ہر قسم کے زیور سونے چاندی جواہرات، یہاں تک کہ انگوٹھی چھلا، چوڑیاں بھی اگرچہ کانچ کی ہوں، ہر قسم کی ریشم کے کپڑے اگرچہ سیاہ ہوں نہ پہنے، ہار پھول کا استعمال بھی منع ہے، خوشبو کا بدن یا کپڑوں میں استعمال نہ کرے جس کپڑے کا رنگ پرانا ہو چکا ہو اسے پہن سکتی ہے اور نہ تیل کا استعمال کرے اگرچہ اُس میں خوشبو نہ ہو جیسے روغنِ زیتون اور کنگھا کرنا۔ یونہی سرمہ لگانا اور مہندی لگانا، اسی طرح سُرخ، گلابی اور طرح طرح کے رنگ والے کپڑے جن میں زینت ہوتی ہے سب کو ترک کرے۔ ہاں عذر کی وجہ سے ان میں سے کچھ چیزوں کی اجازت بھی فقہائے کرام نے بیان فرمائی ہے جبکہ کوئی دوسرا حل نہ ہو مگر عذر کی حالت میں اس کا استعمال زینت کے ارادے سے نہ ہو مثلاً سردرد کی وجہ سے تیل لگا سکتی ہے جبکہ کوئی دوسرا حل نہ ہو یا تیل لگانے کی عادی ہے اور جانتی ہے کہ سر میں تیل نہ لگانے سے سردرد کرنا شروع ہو جائے گا تو لگانا، جائز ہے، یا سردرد کی وجہ سے کنگھی کر سکتی ہے لیکن کنگھی کرنے میں یہ خیال رکھے کہ موٹے دندانون کی طرف سے کرے باریک دندانون کی طرف سے نہ کرے کیونکہ یہ بال سنوارنے کے لیے ہوتے ہیں اور یہ ممنوع ہے۔

مبسوط سرخسی میں ہے: ”فأما المبتوتة وهي المختلعة والمطلقة ثلاثاً أو تطليقة بائنة فعليها

الحداد في عدتها“ ترجمہ: بہر حال بہتوتہ یعنی وہ عورت جس نے خلع لیا ہو یا جسے تین طلاقیں دی گئی ہوں یا

جسے ایک طلاق ہائندہ دی گئی ہو، تو عدت کے دوران اس پر سوگ منانا لازم ہے۔

(کتاب المبسوط، باب اللبس والتطیب، جلد 6، صفحہ 67، مطبوعہ کوئٹہ)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”علی المبتوتۃ والمتوفی عنہا زوجها إذا كانت بالغة مسلمة الحداد فی عدتها کذا فی الکافی والحداد الاجتناب عن الطیب والذہن والکحل والحناء والخضاب ولبس المطیب والمعصر والشوب الأحمر وما صبغ بزعفران“ ترجمہ: مبتوتہ اور جس کا شوہر فوت ہو چکا ہو جب مسلمان بالغہ ہو تو اس پر عدت کے اندر سوگ منانا لازم ہے ایسا ہی کافی میں ہے۔ اور سوگ کہتے ہیں خوشبو، تیل، سرمہ، مہندی، خضاب، خوشبودار، زرد رنگ سے رنگا ہوا کپڑا، سرخ رنگ سے رنگا ہوا کپڑا اور زعفران سے رنگا ہوا کپڑا پہننے کو ترک کرنا۔ (فتاویٰ الہندیہ، جلد 1، صفحہ 533، دار الفکر، بیروت)

فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”فی الدر المختار ورد المحتار تحد (ای وجوباً کما فی البحر) مکلفۃ مسلمۃ اذا كانت معتدة بت او موت بترک الزینۃ بحلی (ای بجمیع انواعہ بحروفی قاضی خاں المعتدة تجتنب عن کل زینۃ اھ ملقطاً۔ در مختار اور رد المحتار میں ہے کہ عدت گزارنے والی عورت سوگ منائے یعنی اس کے لئے ایسا کرنا واجب اور ضروری ہے جیسا کہ البحر الرائق میں ہے۔ مسلمان عورت سوگ منانے کی پابند ہے خواہ وہ طلاق کی عدت گزار رہی ہو یا وفات کی۔ سوگ منانے کا طریقہ یہ ہے کہ کسی قسم کے زیورات نہ پہنے تاکہ زیبائش نہ ہونے پائے (البحر الرائق) فتاویٰ قاضی خاں میں ہے کہ عدت گزارنے والی عورت ہر قسم کی زیب و زینت سے پرہیز کرے اھ ملقطاً (ت)“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 23، صفحہ 483، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

فتاویٰ رضویہ میں ہی ہے ”عدت میں عورت کو یہ چیزیں منع ہیں: ہر قسم کا گہنا یہاں تک کہ انگوٹھی چھلا بھی۔ (مزید) مہندی، سرمہ، عطر، ریشمی کپڑا، ہار پھول، بدن یا کپڑے میں کسی قسم کی خوشبو، سر میں کنگھی کرنا (سب ناجائز نہیں) اور مجبوری ہو تو موٹے دندانون کی کنگھی کرے جس سے فقط بال سلجھالے پٹی نہ جھکالے۔ پھلیل، میٹھا تیل، کسم، کیسر کے رنگے کپڑے، یونہی ہر رنگ جس سے زینت ہوتی ہو اگرچہ پڑیہ گیر و کا، چوڑیاں اگرچہ کانچ کی، غرض ہر قسم کا سنگار ختم عدت تک منع ہے۔ چار پائی پر سونا، بچھونا سونے یا بیٹھنے میں بچھانا منع نہیں۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 13، صفحہ 331، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بہار شریعت میں ہے ”سوگ کے یہ معنی ہیں کہ زینت کو ترک کرے یعنی ہر قسم کے زیور چاندی سونے جو اہر و غیر ہا کے اور ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے اگرچہ سیاہ ہوں نہ پہنے اور خوشبو کا بدن یا کپڑوں میں استعمال نہ کرے اور نہ تیل کا استعمال کرے اگرچہ اُس میں خوشبو نہ ہو جیسے روغن زیتون اور کنگھا کرنا اور سیاہ سرمہ لگانا۔ یوہیں سفید خوشبودار سرمہ لگانا اور مہندی لگانا اور زعفران یا کسم یا گیر و کارنگا ہوا یا سُرخ رنگ کا کپڑا پہننا منع ہے ان سب چیزوں کا ترک واجب ہے۔ یوہیں پڑیا کارنگ گلابی۔ دھانی۔ چمپئی اور طرح طرح کے رنگ جن میں تزیین ہوتا ہے سب کو ترک کرے۔ جس کپڑے کا رنگ پُرانا ہو گیا کہ اب اُس کا پہننا زینت نہیں اُسے پہن سکتی ہے۔ یوہیں سیاہ رنگ کے کپڑے میں بھی حرج نہیں جبکہ ریشم کے نہ ہوں۔ عذر کی وجہ سے ان چیزوں کا استعمال کر سکتی ہے مگر اس حال میں اُسکا استعمال زینت کے قصد سے نہ ہو مثلاً درد سر کی وجہ سے تیل لگا سکتی ہے یا تیل لگانے کی عادی ہے جانتی ہے کہ نہ لگانے میں درد سر ہو جائیگا تو لگانا جائز ہے۔ یاد درد سر کے وقت کنگھا کر سکتی ہے مگر اُس طرف سے جدھر کے دندانے موٹے ہیں اُدھر سے نہیں جدھر باریک ہوں کہ یہ بال سنوارنے کے لیے ہوتے ہیں اور یہ ممنوع ہے۔۔۔ سوگ اس پر ہے کہ جو عاقلہ بالغہ مسلمان ہو اور موت یا طلاق بائن کی عدت ہو۔۔۔ تین طلاق کی عدت کا بھی وہی حکم ہے جو طلاق بائن کی عدت کا حکم ہے۔“

(بہار شریعت، جلد 2، حصہ 8، صفحہ 242، 243، 247، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

10 شعبان المعظم 1438ھ 07 مئی 2017ء

فتویٰ: 66

دورانِ عدت سر کے بالوں میں تیل لگانا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا عورت عدت کی حالت میں سر پر تیل لگا سکتی ہے یا کنگھی کر سکتی ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

عدت کے دوران عورت پر سوگ منانا واجب ہے۔ سوگ کا یہ مطلب ہے کہ عورت زیورات، انگوٹھی،

چھلے، چوڑیاں، سرمہ، خوشبو، تیل اگرچہ بغیر خوشبو والا ہو، کنگھی الغرض ہر طرح کی زینت ترک کر دے، ہاں عذر کی وجہ سے ان چیزوں کا استعمال کر سکتی ہے۔ مثلاً: اگر تیل نہ لگانے یا کنگھی نہ کرنے سے سر درد کرنا شروع ہو جائے اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا حل بھی نہیں ہے، تو تیل لگا سکتی ہے اور کنگھی بھی کر سکتی ہے، لیکن کنگھی کرنے میں یہ خیال رہے کہ موٹے دندانوں کی طرف سے کنگھی کرے کیونکہ ضرورت اسی سے پوری ہو جاتی ہے اور باریک دندانوں والی سائڈ سے کنگھی نہ کرے، کیونکہ یہ بال سنوارنے کے لیے ہوتے ہیں اور عدت میں یہ منع ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”علی المبتوتۃ والمتوفی عنہا زوجها اذا كانت بالغة مسلمة الحداد في عدتها كذا في الكافي والحداد الاجتناب عن الطيب والدهن والكحل والحناء۔۔۔ والتزین والامتشاط كذا في التتارخانية“ ترجمہ: طلاق یافتہ اور وہ بالغ مسلمان عورت کہ جس کا شوہر فوت ہو گیا ہو، ان پر عدت کے دوران سوگ منانا لازم ہے اور سوگ کا مطلب: خوشبو، تیل، سرمہ، مہندی، زینت اختیار کرنے اور کنگھی کرنے سے رُکنا ہے۔

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق، جلد 1، صفحہ 533، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)

بہار شریعت میں ہے: ”سوگ کے یہ معنی ہیں کہ زینت کو ترک کرے یعنی ہر قسم کے زیور۔۔۔ اور نہ تیل کا استعمال کرے اگرچہ اس میں خوشبو نہ ہو۔ جیسے روغن زیتون اور کنگھا کرنا منع ہے۔ ان سب چیزوں کا ترک واجب ہے۔ عذر کی وجہ سے ان چیزوں کا استعمال کر سکتی ہے، مگر اس حال میں اس کا استعمال زینت کے قصد سے نہ ہو۔ مثلاً دردِ سر کی وجہ سے تیل لگا سکتی ہے یا تیل لگانے کی عادی ہے، جانتی ہے کہ نہ لگانے میں دردِ سر ہو جائیگا، تو لگانا جائز ہے یا دردِ سر کے وقت کنگھا کر سکتی ہے، مگر اس طرف سے جدھر کے دندانے موٹے ہیں، اُدھر سے نہیں جدھر باریک ہوں کہ یہ بال سنوارنے کے لیے ہوتے ہیں اور یہ ممنوع ہے۔“

(بہار شریعت، حصہ 8، صفحہ 242، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

08 رمضان المبارک 1440ھ 14 مئی 2019ء

عدتِ موت میں زیورات پہننے کا حکم؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ ہندہ کے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے، دورانِ عدت ہندہ سونے کی بالیاں، کنگن اور چوڑیاں پہن سکتی ہے یا نہیں؟

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

ہندہ دورانِ عدت سونے کی بالیاں، کنگن اور چوڑیاں نہیں پہن سکتی۔ عدت میں زینت ترک کرنے کے احکام کے بارے میں فتاویٰ ہندیہ میں ہے ”لبس الحلی والتزین والامتشاط کذا فی التارخانیۃ“ ترجمہ: زیور پہننا، زینت اختیار کرنا اور کنگھی کرنا (منع ہے۔)

(فتاویٰ ہندیہ، جلد 1، صفحہ 533، دار الفکر، بیروت)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”عدت میں عورت کو یہ چیزیں منع ہیں: ہر قسم کا گہنا یہاں تک کہ انگوٹھی چھلا بھی، مہندی، سرمہ، عطر، ریشمی کپڑا، ہار پھول، بدن یا کپڑے میں کسی قسم کی خوشبو، سر میں کنگھی کرنا، اور مجبوری ہو تو موٹے دندانوں کی کنگھی کرے جس سے فقط بال سلجھالے پٹی نہ جھکالے۔ پھلیل، میٹھا تیل، کسم، کیسر کے رنگے کپڑے، یونہی ہر رنگ جس سے زینت ہوتی ہو اگرچہ پڑ یا گیر و کا، چوڑیاں اگرچہ کانچ کی، غرض ہر قسم کا سنگار ختم عدت تک منع ہے۔ چار پائی پر سونا، بچھونا سونے یا میٹھے میں بچھانا منع نہیں۔“

(فتاویٰ رضویہ شریف، جلد 13، صفحہ 331، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ الفتویٰ فرماتے ہیں: ”سوگ کے یہ معنی ہیں کہ زینت کو ترک کرے یعنی ہر قسم کے زیور چاندی سونے جو اہر وغیرہ کے اور ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے اگرچہ سیاہ ہوں نہ پہنے اور خوشبو کا بدن یا کپڑوں میں استعمال نہ کرے اور نہ تیل کا استعمال کرے اگرچہ اس میں خوشبو نہ ہو جیسے روغن زیتون اور کنگھا کرنا اور سیاہ سرمہ لگانا۔ یونہی سفید خوشبودار سرمہ لگانا اور مہندی لگانا اور زعفران یا کسم یا گیر و کارنگا ہوا یا سرخ رنگ کا کپڑا پہننا منع ہے ان سب چیزوں کا ترک واجب ہے۔“

(بہار شریعت، جلد 2، حصہ 8، صفحہ 242، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی ابو الحسن محمد ہاشم خان عطاری

21 ربیع الاول 1438ھ 21 دسمبر 2016ء

فتویٰ: 68

دورانِ عدت پسینے کی بو ختم کرنے کے لیے پرفیوم یا باڈی اسپرے استعمال کرنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ بیوہ عدت کے دورانِ پسینے کی بو ختم کرنے کے لیے پرفیوم (Perfume) یا باڈی اسپرے (Body Spray) استعمال کر سکتی ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

بیوہ کے لیے دورانِ عدت پرفیوم (Perfume) یا باڈی اسپرے (Body Spray) استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے، کیونکہ خوشبو کا استعمال زینت میں شمار ہوتا ہے، جبکہ بیوہ کے لیے کسی بھی قسم کی زینت اختیار کرنا، ناجائز و گناہ ہے۔ اگر پسینے کی وجہ سے مشکل کا سامنا ہو یا اس کی وجہ سے بدن سے بد بو آتی ہو، تو کسی اور جائز طریقے مثلاً غسل یا بغیر خوشبو والے کیمیکل یا کسی چیز کے ذریعے پسینے کی بو ختم کی جاسکتی ہے۔

بیوہ کے لیے دورانِ سوگ خوشبو کا استعمال جائز نہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ”لا تحد امرأة علی میت فوق ثلاث الا علی زوج اربعة اشھر وعشرا ولا تلیس ثوبا مصبوغا الا ثوب عصب ولا تکتحل ولا تمس طیباً“ ترجمہ: عورت کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے، سوائے اپنے شوہر کے کہ اس پر چار ماہ دس دن سوگ کرے اور (دورانِ عدت) رنگے ہوئے کپڑے نہ پہنے، سوائے عصب (نامی رنگ) سے رنگے ہوئے کپڑے (کیونکہ یہ رنگ زینت کے لیے استعمال نہیں ہوتا) اور وہ سرمہ بھی نہ لگائے اور نہ ہی خوشبو استعمال کرے۔

(صحیح مسلم، ج 2، ص 1127، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

تنویر الابصار مع رد المحتار میں ہے: ”تحد (تحد ای وجوبا) مکلفۃ مسلمة ولو امة منکوحۃ اذا کانت معتدة بت او موت“ ترجمہ: مسلمان مکلف عورت اگرچہ منکوحہ لونڈی ہو، جب طلاقِ بائن (یعنی تین طلاقوں والی یا ایک یا دو بائن طلاقوں والی) یا موت کی عدت والی ہو، تو اس پر سوگ کرنا واجب ہے۔

(تنویر الابصار، ج 5، ص 220 تا 221، مطبوعہ پشاور)

تمییز الحقائق میں ہے: ”الاحداد وهو ترك الزينة والطيب“ ترجمہ: سوگ زینت اور خوشبو کے

استعمال کو ترک کر دینے کا نام ہے۔ (تمییز الحقائق، ج 3، ص 34، مطبوعہ، ملتان)

بہار شریعت میں ہے: ”سوگ کے یہ معنی ہیں کہ زینت کو ترک کرے یعنی ہر قسم کے زیور چاندی سونے

جو اہر وغیرہا کے اور ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے، اگرچہ سیاہ ہوں، نہ پہنے اور خوشبو کا بدن یا کپڑوں میں

استعمال نہ کرے اور نہ تیل کا استعمال کرے، اگرچہ اس میں خوشبو نہ ہو، جیسے روغن زیتون اور کنگھا کرنا اور سیاہ

سرمہ لگانا، یوہیں سفید خوشبودار سرمہ لگانا اور مہندی لگانا اور زعفران یا کسم یا گیر و کار لگا ہوا یا سرخ رنگ کا کپڑا پہننا

منع ہے، ان سب چیزوں کا ترک واجب ہے، یوہیں پڑیا کارنگ گلابی، دھانی، چمپئی اور طرح طرح کے رنگ

جن میں تزین ہوتا ہے، سب کو ترک کرے۔ جس کپڑے کا رنگ پرانا ہو گیا کہ اب اس کا پہننا زینت نہیں، اسے

پہن سکتی ہے یوہیں سیاہ رنگ کے کپڑے میں بھی حرج نہیں، جبکہ ریشم کے نہ ہوں۔ عذر کی وجہ سے ان چیزوں کا

استعمال کر سکتی ہے، مگر اس حال میں اس کا استعمال زینت کے قصد سے نہ ہو ورنہ دوسرے وقت کنگھا کر سکتی ہے، مگر

اس طرف سے جدھر کے دندانے موٹے ہیں، ادھر سے نہیں جدھر باریک ہوں کہ یہ بال سنوارنے کے لیے

ہوتے ہیں اور یہ ممنوع ہے۔“ (بہار شریعت، ج 2، حصہ 8، ص 242، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

04 ذی الحجۃ الحرام 1442ھ 15 جولائی 2021ء

فتویٰ: 69

عدت کے دوران خوشبودار صابن یا شیمپو استعمال کرنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ بیوہ کے لیے عدت کے دوران خوشبو والا

شیمپو یا صابن استعمال کرنا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

بیوہ کے لیے دورانِ عدت شیمپو استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے، خواہ وہ خوشبو والا ہو یا بغیر خوشبو کے۔

خوشبو والا تو اس لیے منع ہے کہ خوشبو کا استعمال زینت میں شمار ہوتا ہے، جبکہ بیوہ کے لیے کسی بھی قسم کی زینت اختیار کرنا، ناجائز و گناہ ہے اور بغیر خوشبو والا شیمپو اس لیے منع ہے کہ وہ بالوں کی صفائی کے ساتھ انہیں چمکدار اور ملائم بھی کرتا ہے، جبکہ بیوہ کو دورانِ عدت بالوں کو نرم و ملائم اور چمکدار کرنے کے لیے کوئی چیز استعمال کرنے کی اجازت نہیں ہے کہ یہ بھی زینت میں داخل ہے، ہاں اگر کوئی ایسا شیمپو ہو جو صرف میل دور کرنے یا جوئیں مارنے کا کام کرے اور چمک و ملائمت پیدا نہ کرے، اس کی اجازت ہے جیسے دیسی ٹونکوں سے بعض اوقات ایسے شیمپو بنائے جاتے ہیں۔

اور ایسا صابن جو خوشبودار ہو یا رنگت میں نکھار اور خوبصورتی پیدا کرتا ہو جیسا کہ مارکیٹ میں اس طرح کے صابن دستیاب ہیں کہ جو جلد کی صفائی کے ساتھ رنگت کو گورا بھی کرتے ہیں (جنہیں بیوٹی سوپ یا واٹننگ سوپ (Beauty soap/whitening soap) کے نام سے جانا جاتا ہے)، ایسے صابن کا استعمال بھی ممنوع ہے، کیونکہ خوشبو والی یا رنگت کو خوبصورت بنانے والی کوئی چیز استعمال کرنا زینت میں داخل ہے، جس کی بیوہ کو اجازت نہیں ہے۔ البتہ ایسا صابن کہ جو نہ تو خوشبودار ہو، نہ رنگت کو خوبصورت بنائے، بلکہ محض صفائی ستھرائی کا کام کرتا ہو، دورانِ عدت اسے استعمال کرنے کی اجازت ہے کہ یہ زینت میں داخل نہیں۔

بیوہ کے لیے دورانِ سوگ خوشبو کا استعمال جائز نہیں۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ”لا تحدا امرأة علی میت فوق ثلاث الا علی زوج اربعة اشهر وعشرا ولا تلبس ثوبا مصبوغا الا ثوب عصب ولا تکتحل ولا تمس طيبا“ ترجمہ: عورت کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے، سوائے اپنے شوہر کے کہ اس پر چار ماہ دس دن سوگ کرے اور (دورانِ عدت) رنگے ہوئے کپڑے نہ پہنے، سوائے عصب (نامی رنگ) سے رنگے ہوئے کپڑے (کیونکہ یہ رنگ زینت کے لیے استعمال نہیں ہوتا) اور وہ نہ سرمہ لگائے اور نہ ہی خوشبو لگائے۔ (صحیح مسلم، ج 2، ص 1127، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

تنویر الابصار مع رد المحتار میں ہے: ”تحد (تحد ای وجوبا) مکلفة مسلمة ولو امة منكوحه اذا كانت معتدة بت او موت“ ترجمہ: مسلمان مکلف عورت اگرچہ منکوحہ لونڈی ہو، جب طلاق بائن (یعنی تین طلاقوں والی یا ایک یا دو بائن طلاقوں والی) یا موت کی عدت والی ہو، تو اس پر سوگ کرنا واجب ہے۔

(تنویر الابصار، ج 5، ص 220 تا 221، مطبوعہ پشاور)

تمیمن الحقائق میں ہے: ”الاحداد وهو ترك الزينة والطيب“ ترجمہ: سوگ زینت اور خوشبو کے

استعمال کو ترک کر دینے کا نام ہے۔ (تمیمن الحقائق، ج 3، ص 34، مطبوعہ ملتان)

جو چیز چہرے میں نکھار اور رنگت کو خوبصورت بنائے، دورانِ عدت اس کا استعمال بھی ممنوع ہے۔ چنانچہ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ”دخل على رسول الله صلى الله عليه وسلم حين توفي ابو سلمة وقد جعلت على عيني صبوا فقال ما هذا يا ام سلمة؟ فقلت انما هو صبر يا رسول الله

ليس فيه طيب قال انه يشب الوجه فلا تجعليه الا بالليل وتنزعينه بالنهار“ ترجمہ: جب حضرت

ابو سلمہ فوت ہوئے، تو نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اور میں نے اپنے چہرے پر ایلو اگا

رکھا تھا، تو نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: اے ام سلمہ! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ

ایلو ہے، جس میں خوشبو نہیں ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ چہرے کو نکھارتا ہے، پس

اسے نہ لگاؤ، مگر (ضرورتاً لگانا پڑے) تورات کو لگاؤ اور دن کو اتار لو۔

(سنن ابی داؤد، ج 2، ص 292، الرقم 2305، مطبوعہ بیروت)

اس کے تحت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”یعنی عدت میں صرف خوشبو ہی ممنوع نہیں،

بلکہ زینت بھی ممنوع ہے، ایلو خوشبودار تو نہیں، مگر چہرے کا رنگ نکھار دیتا ہے، اسے رنگین بھی کر دیتا ہے، لہذا

زینت ہونے کی وجہ سے اس کا لپ ممنوع ہے۔ اگر لپ کی ضرورت ہی ہو، تورات میں لگا لیا کرو۔“

(مرآۃ المناجیح، ج 5، ص 154، نعیمی کتب خانہ، گجرات)

دورانِ عدت ایسی چیز استعمال کرنا بھی ممنوع ہے کہ جو بالوں کو نرم و ملائم اور چمکدار بنائے۔ علامہ شامی

علیہ الرحمۃ سوگ والی عورت کے لیے بغیر خوشبو والے تیل کے ممنوع ہونے کی علت بیان کرتے ہوئے فرماتے

ہیں: ”(قوله كزيت خالص) اي من الطيب وكالشيرج والسمن وغير ذلك، لانه يلين الشعر

فيكون زينة زيلعي، وبه ظهران الممنوع استعماله على وجه يكون فيه زينة، فلا تمنع من مسه

بيد لعصر، او بيع او اكل“ ترجمہ: مصنف کا قول خالص زیتون کا تیل لگانا منع ہے یعنی جو خوشبو سے

خالص (پاک) ہو اور یہی حکم تل کے تیل اور گھی وغیرہ کا ہے، کیونکہ یہ بالوں کو نرم کرتا ہے، لہذا یہ زینت میں

آئے گا۔ اسی سے ظاہر ہو گیا کہ اس کا استعمال زینت کے طور پر کرنا ممنوع ہے، پس اسے نچوڑنے، بیچنے اور کھانے

کے لیے انہیں ہاتھ سے چھونا منع نہیں ہے۔ (رد المحتار، ج 5، ص 221 تا 222، مطبوعہ پشاور)

بنایہ شرح ہدایہ میں تیل استعمال کرنے کے ممنوع ہونے کی علت یہ بیان کی گئی: ”لأنه يحسنه ويزيد فيه بهجة“ ترجمہ: کیونکہ تیل بالوں کو خوبصورت بناتا اور اس کی چمک میں اضافہ کرتا ہے۔

(البنایہ شرح الہدایہ، ج 5، ص 621، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

17 ذوالحجۃ الحرام 1442ھ 28 جولائی 2021ء

فتویٰ: 70

عدت کے دوران سرخ لباس پہننا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کسی کا شوہر فوت ہو گیا، تو بیوہ کے لیے دوران عدت سرخ لباس پہننا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

بیوہ کے لیے دوران عدت سرخ لباس پہننا ناجائز و گناہ ہے، کیونکہ بیوہ پر عدت کے دوران سوگ کا اظہار کرنا واجب ہوتا ہے اور سوگ کا مطلب یہ ہے کہ عورت ہر قسم کی زینت ترک کر دے، جبکہ سرخ لباس زینت کے طور پر پہنا جاتا ہے، لہذا یہ لباس پہننا جائز نہیں ہے۔ البتہ اگر اس کا رنگ اتنا پرانا ہو چکا ہو کہ اب اس لباس کو بطور زینت استعمال نہ کیا جاتا ہو، تو ایسا سرخ لباس پہننے میں حرج نہیں، کیونکہ ممانعت کی اصل وجہ زینت ہے اور وہ یہاں نہیں پائی جا رہی۔

بیوہ پر دوران عدت سوگ کا اظہار کرنا واجب ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں: ”لا تحدا امرأة علی میت فوق ثلاث الا علی زوج اربعة اشهر وعشرا ولا تلبس ثوبا مصبوغا لا ثوب عصب“ ترجمہ: عورت کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرے، سوائے اپنے شوہر کے کہ اس پر چار ماہ دس دن سوگ کرے اور (دوران عدت) رنگے ہوئے کپڑے نہ پہنے، سوائے عصب (نای رنگ) سے رنگے ہوئے کپڑے (کیونکہ یہ رنگ زینت کے لیے استعمال نہیں ہوتا)۔

(صحیح مسلم، ج 2، ص 1127، دار احیاء التراث العربی، بیروت)

تنویر الابصار مع رد المحتار میں ہے: ”تحد (تحد ای وجوباً) مکلفۃ مسلمة ولو امة منكوحۃ اذا كانت معتدة بت او موت“ ترجمہ: مسلمان مکلف عورت اگرچہ منکوحہ لونڈی ہو، جب طلاق بائن (یعنی تین طلاقوں والی یا ایک یا دو بائن طلاقوں والی) یا موت کی عدت والی ہو، تو اس پر سوگ کرنا واجب ہے۔

(تنویر الابصار ج 5، ص 220 تا 221، مطبوعہ پشاور)

سوگ ترک زینت کو کہتے ہیں۔ چنانچہ تبیین الحقائق میں ہے: ”الاحداد وهو ترک الزینۃ والطیب“ ترجمہ: سوگ زینت اور خوشبو کے استعمال کو ترک کر دینے کا نام ہے۔

(تبیین الحقائق، ج 3، ص 34، مطبوعہ ملتان)

دورانِ عدت عورت کے لیے سرخ یا ایسا لباس جو زینت کے لیے پہنا جاتا ہو، پہننا جائز نہیں ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”والحداد الاجتناب عن الطیب والدهن والكحل والحناء والخضاب ولبس المطیب والمعصر والشوب الاحمر۔۔ قال شمس الاثمة المراد من الثياب المذکورة ما كان جدیداً منها تقع به الزینة، اما اذا كان خلقاً لا تقع به الزینة فلا بأس به کذا فی المحيط۔۔ وانما یلزمها الاجتناب فی حالة الاختیار، اما فی حالة الاضطرار فلا بأس بها“ ترجمہ: خوشبو، تیل، سرمہ، مہندی، خضاب لگانے، مطیب (خوشبو والے)، معصر (زرد) اور سرخ رنگ کے کپڑے پہننے۔۔ نیز زیور پہننے، زینت اختیار کرنے اور کنگھی کرنے سے بچنے کا نام سوگ ہے، جیسا کہ تاتارخانیہ میں ہے۔ امام شمس الاثمة نے فرمایا کہ مذکورہ کپڑوں سے مراد نئے کپڑے ہیں، جن سے زینت اختیار کی جاتی ہے، اگر ان کپڑوں کا رنگ بوسیدہ (پرانا) ہو گیا ہو، جس سے زینت اختیار نہ کی جاتی ہو، اس کو پہننے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ محیط میں ہے۔۔ اور ان سب چیزوں سے بچنے کا حکم حالتِ اختیار (نارمل حالت) میں ہے، مجبوری کی حالت میں حرج نہیں۔

(فتاویٰ عالمگیری، ج 1، ص 533، دار الفکر، بیروت)

بہار شریعت میں ہے: ”سوگ کے یہ معنی ہیں کہ زینت کو ترک کرے یعنی ہر قسم کے زیور چاندی سونے جواہر وغیرہ کے اور ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے، اگرچہ سیاہ ہوں۔۔ یوہیں سفید خوشبودار سرمہ لگانا اور مہندی لگانا اور زعفران یا کسم یا گیر و کار لگا ہوا یا سرخ رنگ کا کپڑا پہننا منع ہے، ان سب چیزوں کا ترک واجب ہے، یوہیں پڑیا کارنگ گلابی، دھانی، چھپی اور طرح طرح کے رنگ جن میں تزین ہوتا ہے، سب کو ترک کرے۔ جس کپڑے کا رنگ پرانا ہو گیا کہ اب اس کا پہننا زینت نہیں، اسے پہن سکتی ہے، یوہیں سیاہ رنگ کے

کپڑے میں بھی حرج نہیں، جبکہ ریشم کے نہ ہوں۔“

(بہار شریعت، ج 2، حصہ 8، ص 242، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

03 ذی الحجۃ الحرام 1442ھ 14 جولائی 2021ء

زینت اور عبادات

فتویٰ: 71

آنکھوں میں لینز لگے ہوں، تو وضو اور غسل کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر آنکھوں میں لینز لگے ہوئے ہوں تو کیا وضو و غسل کے لئے ان کو اتارنے کی حاجت ہے کہ نہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

وضو و غسل کے لئے لینز کا اتارنا کچھ ضروری نہیں کیونکہ آنکھوں کا اندرونی حصہ وضو یا غسل میں دھونا فرض یا سنت بلکہ مستحب بھی نہیں ہے اور ویسے بھی اندر پانی پہنچانے سے بچنا چاہیے کہ یہ مضر ہے بلکہ زیادہ مبالغہ کیا جائے تو بینائی چلے جانے کا اندیشہ ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے ”وایصال الماء الی داخل العینین لیس بواجب ولا سنة ولا یتکلف فی الاغماص والفتح حتی یصل الماء الی الاشفار وجوانب العینین“ یعنی آنکھوں کے اندر پانی پہنچانا واجب بلکہ سنت بھی نہیں ہے اور آنکھوں کو صاف کرنے اور کھولنے میں تکلف نہ کرے کہ پانی پلکوں کی جڑوں اور آنکھوں کے جانبوں میں پہنچے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 4 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

بدائع الصنائع میں ہے: ”وادخال الماء فی داخل العینین لیس بواجب لان داخل العین لیس بوجہ لانه لا یواجه الیہ، لان فیہ حرجا وقلیل ان من تکلف لذلك من الصحابة کف بصرہ کابن عباس، وابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم“ یعنی آنکھوں کے اندر پانی پہنچانا واجب نہیں ہے اس لئے کہ آنکھوں کا اندرونی حصہ چہرہ نہیں کیونکہ اس کے ذریعے متوجہ نہیں ہوا جاتا، اور اس میں حرج ہے، کہا گیا ہے کہ صحابہ میں سے جس نے اس معاملے میں تکلف کیا ان کی بصارت جاتی رہی جیسے عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ (بدائع الصنائع جلد 1 صفحہ 97، 98 مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن لکھتے ہیں: ”پوٹوں کی اندرونی سطح کہ ان دونوں مواضع کا دھونا باجماع معتد بہ اصلا فرض کیا مستحب بھی نہیں، وبالغ الامان عبد اللہ بن عمرو

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم فکف بصرہما یعنی دو اماموں حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس معاملے میں مبالغہ کیا تو ان کی بینائی جاتی رہی۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 1، صفحہ 200، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ بدرالطریقہ علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ”آنکھوں کے

ڈھیلے اور پوٹوں کی اندرونی سطح کا دھونا کچھ درکار نہیں بلکہ نہ چاہیے کہ مضر ہے۔“

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 2، صفحہ 290، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کتبہ

المنخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو حلیفہ محمد شفیق عطاری

23 محرم الحرام 1436ھ 17 نومبر 2014ء

الجواب صحیح

مفتی محمد قاسم عطاری

فتویٰ: 72

”Breathable“ نیل پالش لگائی ہو، تو وضو غسل کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ مارکیٹ میں ”Breathable Nail Polish“ کے نام سے ایک نئی نیل پالش آئی ہے، اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ پانی کو ناخن تک پہنچنے میں رکاوٹ نہیں بنتی۔ سوال یہ کرنا تھا کہ اس نیل پالش کو اتارے بغیر اگر وضو کیا جائے، تو وضو ہو جائے گا یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

”Breathable Nail Polish“ کے متعلق مختلف ویب سائٹس اور دیگر ذرائع سے حاصل

ہونے والی معلومات کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ نیل پالش نارمل استعمال ہونے والی نیل پالش کی بنسبت ناخنوں کے لیے مفید سمجھی جاتی ہے، کیونکہ عام طور پر استعمال ہونے والی نیل پالش ناخنوں تک آکسیجن اور پانی کے اثرات پہنچنے میں رکاوٹ بنتی ہے اور آکسیجن اور پانی نہ ملنے کی وجہ سے ناخنوں کی خوبصورتی ختم ہو جاتی ہے اور بعض اوقات اس کے علاوہ بھی کئی منفی اثرات ظاہر ہو سکتے ہیں، لہذا ان منفی اثرات سے بچنے کے لیے مختلف کاسمیٹک کمپنیز (Cosmetic Companies) نے ”Breathable Nail Polish“ کے نام سے ایک

نیل پالش متعارف کروائی ہے، جس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے استعمال سے بننے والی تہہ میں بہت چھوٹے چھوٹے سوراخ ہوتے ہیں کہ جن کے ذریعے آکسیجن اور پانی کے اثرات / اجزاء (Molecules / Moisture) ناخنوں تک پہنچتے ہیں، جس وجہ سے ناخنوں کی خوبصورتی باقی رہتی ہے اور دیگر منفی اثرات سے بھی بچت رہتی ہے۔

اس تفصیل کے مطابق حکم شرعی یہ ہے کہ ”Breathable Nail Polish“ کے فوائد اپنی جگہ لیکن وضو کا تعلق فوائد سے نہیں، بلکہ ناخنوں کو دھونے سے ہے اور اس نیل پالش کی وجہ سے ناخنوں پر پانی کے قطرے نہیں بہتے، بلکہ نمی کی صورت میں پانی کے اثرات ناخنوں تک پہنچتے ہیں اور یہ فرض کی ادائیگی کے لیے ناکافی ہے، اس وجہ سے اس کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی نے اس قسم کی نیل پالش لگا کر وضو کیا، تو اس کا وضو نہیں ہو گا۔ یہ خیال رہے کہ وضو میں جن اعضائے وضو کو دھونا ضروری ہوتا ہے (دھونے کے حکم میں ناخن بھی شامل ہیں) ان میں دھونے سے مراد یہ ہے کہ دھوئے جانے والے عضو کے ہر حصے پر کم از کم پانی کے دو دو قطرے بہہ جائیں۔

وضو میں ہاتھ اور پاؤں دھونا فرض ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ﴾۔ وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا ترجمہ کنز الایمان: اے ایمان والو! جب نماز کو کھڑے ہونا چاہو، تو اپنے منہ دھوؤ اور کہنیوں تک ہاتھ اور سروں کا مسح کرو اور گٹوں تک پاؤں دھوؤ اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو، تو خوب ستھرے ہو لو۔

(بارہ 6، سورۃ المائدہ، آیت 6)

نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ انہوں نے وضو کیا، لیکن ان کی ایڑیاں خشک تھیں، تو ارشاد فرمایا: ”وَيْلٌ لِّلْأَعْقَابِ مِنَ النَّارِ، اسْبِغُوا الْوُضُوءَ“ ترجمہ: ایڑیوں (کو صحیح طور پر نہ دھونے والوں) کے لیے جہنم کی وادی ویل ہے، وضو صحیح طور پر پورا کرو۔

(صحیح بخاری، ج 1، ص 44، دار طوق النجاة، بیروت)

وضو و غسل میں دھوئے جانے والے عضو کے ہر حصے پر کم از کم دو قطرے پانی بہنا ضروری ہے۔ چنانچہ در مختار میں ہے: ”اقله قطر تان في الاصح“ ترجمہ: اصح قول کے مطابق کسی عضو پر پانی بہنے کی مقدار یہ ہے

کہ عضو کے ہر حصے پر کم از کم دو قطرے بہہ جائیں۔ (درمختار ج 1، ص 216 تا 217، مطبوعہ پشاور)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”کسی عضو کے دھونے کے یہ معنی ہیں کہ اس عضو کے ہر حصہ پر کم سے کم دو بوند پانی بہ جائے۔ بھیگ جانے یا تیل کی طرح پانی پھیر لینے یا ایک آدھ بوند بہ جانے کو دھونا نہیں کہیں گے، نہ اس سے وضو یا غسل ادا ہوگا، اس امر کا لحاظ بہت ضروری ہے، لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے اور نمازیں اکارت (برباد) جاتی ہیں۔“ (بہار شریعت، ج 1، حصہ 2، ص 288، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

جسم پر کوئی ایسی چیز لگی رہی کہ جو جسم تک پانی پہنچنے سے مانع ہے، تو وضو و غسل نہیں ہوگا۔ چنانچہ محیط برہانی میں ہے: ”ولو كان جلد سمك وخبز ممضوغ قد جف فتوضا ولم يصل الماء الي ما تحته لم يجز لان التحرر عنه ممكن“ ترجمہ: اگر جسم پر مچھلی کا چھلکا یا چبائی ہوئی خشک روئی لگی ہو، پس وضو کیا اور اس کے نیچے پانی نہ پہنچا، تو یہ جائز نہیں (یعنی وضو نہیں ہوگا)، کیونکہ اس سے بچنا ممکن ہے۔

(المحیط البرہانی، ج 1، ص 36، مطبوعہ کوئٹہ)

واللہ اعلم عر و جل و رسو لہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

04 ذوالحجۃ الحرام 1442ھ 15 جولائی 2021ء

فتویٰ: 73

وضو و غسل کے بعد معلوم ہوا کہ نیل پالش لگی رہ گئی، تو جو نماز پڑھی اس کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کسی اسلامی بہن نے ناخن پالش لگائی ہوئی تھی، اسے اپنی طرف سے صاف کر کے وضو یا غسل کیا اور نماز بھی پڑھ لی، پھر توجہ گئی، تو معلوم ہوا کہ ناخن پالش صحیح طور پر نہیں اتری تھی، جس وجہ سے پانی ناخن تک نہیں پہنچا، تو اس صورت میں اس پڑھی گئی نماز کا کیا حکم ہوگا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں وہ نماز ادا ہو گئی۔ اس مسئلے کی تفصیل یہ ہے کہ اگر جسم پر کوئی ایسی چیز لگی ہو کہ جس

کی آدمی کو عموماً یا خصوصاً ضرورت پڑتی ہو اور اسے تکلیف اور ضرر کے بغیر اتارنا ممکن ہو، لیکن اس کی دیکھ بھال کرنے، اس کے لگے ہونے یا نہ لگے ہونے پر مسلسل توجہ رکھنے، اس سے بچنے اور احتیاط کرنے میں حرج واقع ہوتا ہو جیسے سرے کا جرم (تہہ)، پکانے و گوندھنے والوں کے لئے آٹا، کاتب یعنی لکھنے والے کے لئے سیاہی کا جرم اور عورتوں کے لئے مہندی کا جرم وغیرہ (چونکہ یہ سب چیزیں ایسی ہیں کہ یا تو ہر آدمی کو یا بعض مخصوص افراد کو عموماً یا خصوصاً ان چیزوں سے واسطہ رہتا ہے اور ان سے بچنے یا مکمل طور پر ان کی نگہداشت رکھنے میں حرج ہے) تو حکم یہ ہے کہ اگر ایسی کوئی چیز جسم پر لگی رہ گئی اور آدمی کو پتہ نہ چلا، تو اس کا وضو یا غسل ہو جائے گا اور نماز پڑھ لی، تو وہ بھی ہو گئی۔

پھر ایسی چیزوں کے جسم پر لگے رہنے کے باوجود وضو و غسل ہو جانے کی اصل علت حرج ہے، جہاں بھی حرج پایا جائے گا، وہاں رخصت والا معاملہ ہوگا، یہاں یہ ضروری نہیں کہ اس چیز سے ہر روز واسطہ پڑتا ہو، بلکہ اگر وقفے وقفے سے اس سے واسطہ پڑتا ہو، لیکن اس کی نگہداشت اور دیکھ بھال میں حرج ہے، تو اس کے بھی جسم پر لگے ہونے کے باوجود وضو و غسل ہو جائے گا جیسے عورتوں کے حق میں مہندی اور عام لوگوں کے لئے سرے کے جرم کا معاملہ ہے کہ عورتیں ہر روز مہندی استعمال نہیں کرتی، بلکہ وقفے وقفے سے کرتی ہیں، یونہی عام لوگ ہر روز سرمہ استعمال نہیں کرتے، لیکن اس کے باوجود شریعت نے انہیں ان چیزوں کے جرم کے معاملے میں رخصت دی ہے۔

ہاں اگر وضو سے پہلے ہی معلوم ہو گیا کہ ان میں سے کوئی چیز لگی ہوئی ہے یا وضو کر کے نماز پڑھ لی، بعد میں معلوم ہوا، تو اب چھڑانا واجب ہے، یعنی اب اسے چھڑائے اور دھوئے بغیر وضو و غسل کریں گے، تو وضو و غسل نہ ہوگا اور ایسے وضو و غسل کے بعد اگر نماز پڑھیں گے، تو وہ نماز نہ ہوگی، کیونکہ رخصت محض بچنے اور نگہداشت میں حرج کی وجہ سے تھی، لیکن جب اس کا لگا ہونا معلوم ہو گیا اور اس کے چھڑانے میں ضرر و تکلیف بھی نہیں، تو اب وہ رخصت نہ رہی۔

اب اس تفصیل سے پوچھی گئی صورت کا حکم بھی واضح ہو گیا اور وہ یہ کہ خواتین عام طور پر بطور زینت ناخن پالش استعمال کرتی ہیں اور اس کی نگہداشت اور دیکھ بھال کرنے میں بھی ضرور حرج پایا جاتا ہے، لہذا اس میں بھی رخصت و آسانی والا معاملہ ہوگا، یعنی اگر اسے ناخن پالش کا جرم لگے ہونے کا علم نہیں تھا اور اس نے اسی طرح

وضو یا غسل کر کے نماز ادا کر لی، تو وہ ادا ہو گئی۔ البتہ پتہ چل جانے کے بعد اسے چھڑانے میں ضرر و تکلیف نہ ہو، تو وضو و غسل کے لئے اسے چھڑانا اور اس جگہ کو دھونا فرض ہو گا۔

نوٹ: یاد رہے کہ ناخن پالش یا ایسی کوئی چیز کہ جسے دھونے کے بعد بھی اس کا جرم جسم پہ باقی رہ جائے اور اس وجہ سے پانی جلد تک نہ پہنچنے پائے، تو جب تک اس کا جرم باقی رہے گا، وضو و غسل نہیں ہو گا، جبکہ اسے اتارنا ممکن ہو اور اگر اتارنا ممکن نہیں یا اتارنے میں حرج شدید ہو، تو اس جرم کو اتارے بغیر وضو و غسل تو ہو جائے گا، لیکن اپنے قصد (ارادے) سے ایسی حالت پیدا کرنا، ناجائز و گناہ ہے، جو وضو و غسل اور فرض یا واجب عبادات کو اپنی شرائط کے ساتھ پورا کرنے میں رکاوٹ بنے جیسا کہ منہ سے بدبو آرہی ہو، تو یہ جماعت ترک کرنے کا عذر ہے، لیکن جماعت کے قریب وقت میں قصداً ایسی چیز کھانا کہ جس کی وجہ سے منہ بدبودار ہو جائے، تو قصداً ایسی حالت پیدا کرنے کی وجہ سے گناہ ہو گا۔

شرعی طور پر کہیں حرج ہو، تو حرج کو دور کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ ترجمہ کنز الایمان: تم پر دین میں کوئی تنگی (حرج) نہ رکھی۔ (پارہ 17، سورۃ الحج، آیت 78)

کشف الاسرار شرح اصول البرزوی میں ہے: ”ان الله تعالى كماله يكلف بما ليس في الوسع لم يكلف بما فيه الحرج قال الله تعالى ﴿مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾“ ترجمہ: بیشک جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس چیز کا مکلف نہیں بنایا کہ جس کی طاقت نہ ہو، اسی طرح جس میں حرج ہو، اس کا مکلف بھی نہیں بنایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ ترجمہ: تم پر دین میں کوئی تنگی (حرج) نہ رکھی۔“

(کشف الاسرار، 4 ص 30، دارالکتاب الاسلامی، بیروت)

اصول السرخی میں ہے: ”ان الحرج مدفوع بالنص“ ترجمہ: نص (قرآنی آیت) سے ثابت ہے کہ حرج کو دور کیا جائے گا۔

(اصول السرخی، ج 2، ص 203، دارالمعرفۃ، بیروت)

جن چیزوں کی نگہداشت میں حرج ہے، ان کے جسم پر لگے ہونے کے باوجود وضو و غسل ہو جائے گا۔ در مختار اور اس کی شرح رد المحتار میں ہے: (بین القوسین مزید امن رد المحتار): ”ولا يمنم الطهارة ونیم ای خراء ذباب وبرغوث لم یصل الماء تحته (لان الاحتراز عنه غیر ممکن) وحناء ولو جرمه، به یفتی (صرح به فی المنية عن الذخيرة فی مسئلة الحناء والطين والدرن معللا

بالضرورة)۔ ولا يمنع ما على ظفر صباغ“ ترجمہ: مکھی یا پٹو کی بیٹ کہ جس کے نیچے پانی نہ پہنچے، طہارت سے مانع نہیں، کیونکہ اس سے بچنا ممکن نہیں اور مہندی بھی طہارت سے مانع نہیں ہے اگرچہ اس کا جرم لگا ہو، اسی پر فتویٰ ہے۔ منیہ میں ذخیرہ کے حوالے سے مہندی، گارے اور میل کے مسئلے میں ضرورت کو علت قرار دیتے ہوئے اس کی صراحت کی گئی ہے۔۔ اور رنگریز کے ناخن پر جو جرم لگا ہوتا ہے وہ بھی طہارت سے مانع نہیں۔

(درمختار مع رد المحتار، ج 1، ص 116 تا 117، مطبوعہ پشاور)

”وحناء ولو جرمہ، بہ یفتی“ کے تحت جد الممتار میں ہے: ”وبہ یظہر حکم بعض اجزاء کحل تخرج فی النوم وتلتصق ببعض الجفون او تستقر فی بعض المآقی وربما تمر الید علیہا فی الوضوء والغسل ولا یعلم بہا اصلاً، فلا یکفی فیہ التعاہد المعتاد ایضاً، الا بتیقظ خاص وتفحص مخصوص، فذلک کجرم الحناء، لا بالقیاس، بل بدلالة النص، فان الحاجة الی الکحل اشد واكثر من الحاجة الی الحناء“ ترجمہ: اس سے سرمہ کے ان اجزاء کا حکم ظاہر ہو جاتا ہے جو سونے کی حالت میں نکل کر پلکوں میں چپک جاتے ہیں یا آنکھ کے کونے میں ٹھہر جاتے ہیں اور بسا اوقات وضو و غسل میں ان پر ہاتھ پھرتا ہے اور ان کا بالکل بھی پتہ نہیں چلتا، کیونکہ اس معاملہ میں خاص دھیان اور مخصوص جستجو کے بغیر نارمل توجہ کافی نہیں ہوتی، پس یہ مہندی کے جرم کی طرح ہیں، قیاس کی وجہ سے نہیں، بلکہ دلالت النص کی وجہ سے، کیونکہ سرمہ کی حاجت مہندی کی بنسبت زیادہ شدت و کثرت سے ہوتی ہے۔

(جد الممتار، ج 1، ص 453، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں: ”جس چیز کی آدمی کو عموماً یا خصوصاً ضرورت پڑتی رہتی ہے اور اس کے ملاحظہ و احتیاط میں حرج ہے، اس کا ناخنوں کے اندر یا اوپر یا اور کہیں لگا رہ جانا اگرچہ جرم دار ہو اگرچہ پانی اس کے نیچے نہ پہنچ سکے جیسے پکانے، گوندھنے والوں کے لئے آٹا، رنگریز کے لئے رنگ کا جرم، عورات کے لئے مہندی کا جرم، کاتب کے لئے روشنائی، مزدور کے لئے گارا، مٹی، عام لوگوں کے لئے کونے یا پلک میں سرمہ کا جرم، بدن کا میل، مٹی، غبار، مکھی، مچھر کی بیٹ وغیرہ، کہ ان کا رہ جانا فرض اعتقادی کی ادا کو مانع نہیں (یعنی وضو و غسل ہو جائے گا)۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 1، ص 203، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

البتہ معلوم ہو جانے کے بعد اس کے جرم (تہہ) کو اتارنا اور دھونا ضروری ہے۔ چنانچہ امام اہلسنت علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں: ”حرج کی تین صورتیں ہیں: ایک یہ کہ وہاں پانی پہنچانے میں مضرت ہو، جیسے آنکھ کے

اندر۔ دوم مشقت ہو، جیسے عورت کی گندھی ہوئی چوٹی۔ سوم بعد علم و اطلاع کوئی ضرر و مشقت تو نہیں، مگر اس کی نگہداشت، اس کی دیکھ بھال میں دقت ہے، جیسے کبھی، مچھر کی بیٹ یا الجھا ہوا گرہ کھایا ہوا بال۔ قسم اول و دوم کی معافی تو ظاہر اور قسم سوم میں بعد اطلاع ازالہ مانع ضرور ہے، مثلاً جہاں مذکورہ صورتوں میں مہندی، سرمہ، آئنا، روشنائی، رنگ، بیٹ وغیرہ سے کوئی چیز جمی ہوئی دیکھ پائی، تو اب یہ نہ ہو کہ اُسے یوں ہی رہنے دے اور پانی اوپر سے بہا دے، بلکہ چھڑالے کہ آخر ازالہ میں تو کوئی حرج تھا ہی نہیں، تعہد میں تھا، بعد اطلاع اس کی حاجت نہ رہی ”ومن المعلوم ان ما کان لضرورة نقدر بقدرها“ ترجمہ: اور یہ بات معلوم ہے کہ جو چیز ضرورت کی وجہ سے ثابت ہو، وہ بقدر ضرورت ہی ہوتی ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ، ج 1، ص 455، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

اپنے قصد سے ایسی حالت پیدا کرنا، ناجائز و گناہ ہے، جو وضو و غسل اور فرض یا واجب عبادات کو اپنی شرائط کے ساتھ پورا کرنے میں رکاوٹ بنے۔ علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”ان اکل هذه الاشياء عذر في التخلف عن الجماعة۔۔ اقول: كونه يعذر بذلك ينبغي تقييده بما اذا اكل ذلك بعذر او اكل ناسيا قرب دخول وقت الصلاة لئلا يكون مباشرا لما يقطع عن الجماعة بصنعه“ ترجمہ: ان اشیاء (لہسن یا پیاز وغیرہ) کا کھانا ترک جماعت کا عذر ہے۔۔ میں (علامہ شامی) کہتا ہوں: اس عذر کو اس قید کے ساتھ مقید کرنا ضروری ہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ جب وہ کسی عذر سے یا نماز کا وقت داخل ہونے کے قریب بھول کر یہ چیزیں کھالے (تو اس کے لیے ترک جماعت کا عذر ہے) تاکہ اپنے فعل سے ترک جماعت کا مرتکب نہ بنے۔ (رد المحتار، ج 2، ص 526، مطبوعہ پشاور)

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”راخہ کریہہ کے ساتھ مسجد میں جانا، جائز نہیں۔۔ اگر حقہ سے منہ کی بوتلی ہو، بے کلی کئے منہ صاف کئے مسجد میں جانے کی اجازت نہیں، اسی قدر سے خود حقہ پر حکم ممانعت نہیں جیسے کچا لہسن، پیاز کھانا کہ بلاشبہ حلال ہے اور اسے کھا کر جب تک بوزا نکل نہ ہو مسجد میں جانا ممنوع، مگر جو حقہ ایسا کثیف و بے اہتمام ہو کہ معاذ اللہ تغیر باقی پیدا کرے کہ وقت جماعت تک بوزا نکل نہ ہو، تو قرب جماعت میں اس کا پینا شرعاً ناجائز کہ اب وہ ترک جماعت و ترک سجدہ یا بدبو کے ساتھ دخول مسجد کا موجب ہو گا اور یہ ممنوع و ناجائز ہیں اور ہر مباح فی نفسہ کہ امر ممنوع کی طرف مؤدی ہو، ممنوع و ناروا۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 25، ص 94، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم علی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

18 ذوالحجۃ الحرام 1442ھ 29 جولائی 2021ء

فتویٰ: 74

وائرپروف مسکارا لگایا ہو، تو وضو و غسل کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین کثرہم اللہ المبین اس مسئلے کے بارے میں کہ پلکوں کو لمبا کرنے کے لیے ان کے اوپر مسکارا لگایا جاتا ہے، اور مسکارا وائرپروف ہوتا ہے یعنی اس کے نیچے پانی نہیں جاتا تو ایسی صورت میں کہ جب مسکارا لگا ہوا ہو تو وضو ہو جائے گا یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

اگر مسکارا لگانے کی واقعی وہی صورت ہے جو بیان کی گئی تو مسکارا لگانے کی حالت میں وضو نہیں ہوگا، اس لیے کہ اس کے لگا ہونے کی صورت میں اس جگہ کے نیچے پانی نہیں پہنچے گا اور وہ اعضاء جن کا وضو اور غسل میں دھونا فرض ہے ان میں سے ہر ایک پر سے پانی کے کم از کم دو قطرے بہہ جانا فرض ہے اور اگر اعضاء وضو و غسل میں سے کوئی جگہ بال برابر بھی خشک رہ گئی تو وضو و غسل نہ ہوگا، لہذا جب تک مسکارا کو جدا کر کے اس کی جگہ کو نہ دھویا جائے اس وقت تک وضو اور غسل نہیں ہوگا۔ درمختار میں ہے: ”اقلہ قصرتان فی الاصح۔“ یعنی اصح قول کے مطابق دھونے کی مقدار کم از کم دو قطرے ہیں۔“

(درمختار مع رد المحتار، ج 1، ص 217، مطبوعہ کوئٹہ)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”ان بقی من موضع الوضوء قدر رأس ابرة اولزق بأصل ظفره طین یابس أو رطب لم یجز۔“ اگر اعضاء وضو میں سے سوئی کے سر برابر جگہ بھی بے دھلی رہ گئی یا اصل ناخن سے خشک یا تر مٹی لگی رہ گئی تو وضو نہ ہوگا۔ (فتاویٰ عالمگیری، ج 1، ص 04، مطبوعہ کوئٹہ)

لہذا مسکارا نہ لگایا جائے اور اگر لگایا ہے تو اس کو زائل کرنا ضروری ہے اگر مکمل طور پر زائل نہ ہو تو جتنا زائل ہو سکتا ہے اتنا تو زائل کرنا ضروری ہے جو باقی رہ جائے وہ حرج کی وجہ سے معاف ہے۔

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

22 ذوالحجۃ الحرام 1432ھ 19 نومبر 2011ء

فتویٰ: 75

کولڈ کریم لگی ہو، تو کیا وضو ہو جائے گا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ سردی سے بچنے کے لیے ہاتھوں اور منہ پہ جو کولڈ کریم لگائی جاتی ہے، کیا اس کے لگے ہونے کی حالت میں وضو ہو جائے گا یا پھر اسے صابن وغیرہ سے دھو کر وضو کرنا پڑے گا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

سردی کے اثرات سے بچنے کے لیے جلد پہ جو ویسلین یا کریمز لگائی جاتی ہیں، وہ عام طور پہ جرم دار نہیں ہوتی، جس کی وجہ سے پانی کے جلد تک پہنچنے میں رکاوٹ بھی نہیں بنتی، لہذا اس قسم کی کریمز جلد پہ لگے ہونے کی حالت میں وضو ہو جائے گا، ان کی چکنائی صابن وغیرہ سے دھو کر وضو کرنا ضروری نہیں۔

در مختار، امداد الفتاح و مرآتی الفلاح میں ہے: ”واللفظ للآخر: ”بقاء دسومة الزيت ونحوہ لا یمنع لعدم الحائل“ ترجمہ: تیل کی چکناہٹ اور اس کی مثل دیگر اشیاء (جو جرم دار نہ ہوں، ان) کا باقی رہنا پانی کے جسم تک پہنچنے میں رکاوٹ نہ ہونے کی وجہ سے وضو سے مانع نہیں۔“

(حاشیۃ الطحطاوی علی مرآتی الفلاح، کتاب الطہارۃ، صفحہ 62، مطبوعہ کراچی)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

12 جمادی الاولیٰ 1439ھ 30 جنوری 2018ء

ٹپ کے ذریعے چمکی ہوئی وگ پر مسح کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں سر پر مصنوعی بالوں کی وگ استعمال کرتا ہوں، اور یہ وگ میں کسی طبی علاج کے لئے استعمال نہیں کرتا بلکہ استعمال کرنے کی وجہ یہ ہے کہ مجھے گنج پن اچھا نہیں لگتا۔ اس وگ کی بناوٹ یوں ہے کہ موٹے کپڑے کی جالی پر مصنوعی بال لگے ہوئے ہوتے ہیں، اس جالی سے رس رس کر پانی سر تک پہنچ سکتا ہے، اس جالی کو سر پر روکنے کے لئے سر کے گرد ایک ٹپ ہوتا ہے جس کے دونوں طرف چمک ہوتی ہے، اوپر کی طرف سے وہ ٹپ جالی کو چمکا ہوتا ہے اور نیچے کی طرف سے سر کو چمکا ہوا ہوتا ہے، اس ٹپ کے نیچے پانی نہیں جاسکتا، تقریباً تین ہفتے تک وہ جالی ٹپ کے ذریعے میرے سر پر رہتی ہے، تین ہفتے کے بعد اس ٹپ کی چمک ختم ہونے لگتی ہے اور وہ ٹپ خود بخود اترنے لگتا ہے، پھر اس ٹپ کو اتار دیا جاتا ہے اور وگ کو شیمپو وغیرہ کے ذریعے واش کر کے دوبارہ دوسرے ٹپ کے ذریعے سر پر لگایا جاتا ہے، تین ہفتوں سے پہلے اس ٹپ کی چمک کافی مضبوط ہوتی ہے، اس دوران اگر اس کو اتارا جائے تو سر کی جلد کو زخمی کر کے اترے گی اور پھر ٹپ والی جگہ پر کافی جلن پڑے گی اور پھر دوبارہ نئے سرے سے وگ لگانا پڑے گی۔ اگر وضو یا غسل میں مذکورہ وگ کو نہ اتارا جائے اور اسی پر وضو میں مسح یا غسل میں پانی ڈال دیا جائے تو کیا وضو یا غسل ہو جائے گا؟

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں مذکورہ وگ پر وضو کے دوران اگر اس قدر پانی ڈالا جائے کہ اس پانی کی نمی وگ سے سرایت کر کے سر کے چوتھائی حصے کو پہنچ جائے، تو مذکورہ وگ کے سر پر ہوتے ہوئے وضو ہو جائے گا، اور اگر پانی کی نمی وگ سے سرایت کر کے سر کے چوتھائی حصے کو نہ پہنچے، تو وضو نہیں ہوگا۔ ہاں اگر مذکورہ وگ سے سر کا چوتھائی حصہ خالی ہے اور اس خالی حصے پر مسح کر لیا جائے، تو بھی وضو ہو جائے گا۔ باقی رہا غسل کا مسئلہ تو مذکورہ وگ سر پر ہوتے ہوئے غسل ادا نہیں ہوگا، کیونکہ غسل میں سوائے مواضع حرج کے سر کے بالوں سے تلووں کے نیچے تک ظاہری جسم کے ہر پرزے، روٹھے پر پانی بہہ جانا فرض ہے، جب تک ایک ایک ذرے پر

پانی بہتا ہوا نہ گزرے، غسل ہر گز ادا نہ ہوگا۔ مذکورہ وگ میں لگے ٹیپ کے نیچے چونکہ پانی بہنے کی مقدار نہیں جاپا تا یوں سر کے جس حصے پر ٹیپ لگا ہے وہ دھلنے سے رہ جاتا ہے اور مذکورہ وگ لگانے کی کوئی ایسی شرعی ضرورت بھی نہیں کہ جس کے بدولت سر کے مذکورہ حصے کو غسل میں دھونے سے مستثنیٰ قرار دیا جائے، لہذا مذکورہ وگ لگے ہوئے ہونے کی صورت میں غسل ادا نہیں ہوگا۔

بحر میں ہے: ”لو مسححت علی خمارها ونفذت البلة الی رأسها حتی ابتل قدر الربع منه یجوز۔“ یعنی عورت نے اگر اپنے دوپٹے پر مسح کیا اور پانی کی تری سر تک پہنچ گئی اور اس نے سر کے چوتھائی حصے کو تر کر دیا تو یہ مسح درست ہے۔ (البحر الرائق، جلد 01، صفحہ 319، مطبوعہ کوئٹہ)

در مختار میں غسل کے متعلق ہے: ”یفرض غسل کل ما یمکن من البدن بلا حرج مرة“ یعنی غسل میں بدن کے ہر اس حصے کو ایک بار دھونا فرض ہے جس کو بلا حرج دھونا ممکن ہو۔

(در مختار، جلد 1، صفحہ 285، مطبوعہ ملتان)

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ وضو میں مسح کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: ”مسح کی نم سر کی کھال یا خاص سر پر جو بال ہیں (نہ کہ سر سے نیچے لٹکے ہیں) ان پر پہنچنا فرض ہے عمامے دوپٹے وغیرہ پر مسح ہر گز کافی نہیں مگر جب کہ کپڑا باریک اور نرم اتنی کثیر ہو کہ کپڑے سے پھوٹ کر سر یا بالوں کی مقدار شرعی پر پہنچ جائے۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 01، صفحہ 216، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ غسل کے فرض کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں: ”سر کے بالوں سے تلووں سے نیچے تک جسم کے ہر پرزے، روگٹے کی بیرونی سطح پر پانی کا تقاطر کے ساتھ بہہ جانا سوا اس موضع یا حالت کے جس میں حرج ہو (فرض ہے)۔۔۔ جب تک ایک ایک ذرے پر پانی بہتا ہوا نہ گزرے گا غسل ہر گز ادا نہ ہوگا۔“

(ملقطاً از فتاویٰ رضویہ، جلد 01، حصہ ب، صفحہ 596-597، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری

28 شوال المکرم 1440ھ 02 جولائی 2019ء

کان ناک، ہونٹ وغیرہ میں بالیاں پہننے اور وضو و غسل کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ عورت اور مرد کا کان، ناک میں سوراخ نکلوانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور آج کل خصوصاً مغربی ممالک میں بطور فیشن لڑکے اور لڑکیاں زبان، ہونٹ، چھاتی، ابرو وغیرہ اعضاء میں سوراخ نکلوا کر بالیاں پہنتے ہیں، تو کیا ان کا یہ عمل شریعت کی نظر میں درست ہے یا نہیں؟ اور وضو و فرض غسل کی صورت میں ان سوراخوں میں پانی پہنچانا ضروری ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

عورت کا ناک اور کان میں سوراخ نکلوانا اور اس میں بالی پہننا شرعاً جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مبارک زمانے میں عورتیں کان چھدواتی (یعنی سوراخ نکلواتی) تھیں، لیکن نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں کبھی منع نہ فرمایا اور بہت سے علاقوں بلکہ ملکوں میں عورتیں کان کے ساتھ زینت کے لیے ناک بھی چھدواتی ہیں اور اسلام نے عورتوں کو شرعی حدود و قیود میں رہتے ہوئے زینت اختیار کرنے کی اجازت دی ہے۔ علمائے امت نے اسے جائز قرار دیا ہے، جبکہ مرد کا کان اور ناک میں سوراخ نکلوانا اور اس میں بالی پہننا دونوں عمل شرعاً ناجائز و گناہ ہیں، کیونکہ مردوں کے ناک اور کان چھدوانے (سوراخ نکلوانے) میں عورتوں کے ساتھ مشابہت ہے اور اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والے مردوں پر لعنت بھیجی ہے۔

اور عورت کا ناک اور کان کے علاوہ اور مرد کا مطلقاً جسم کے کسی بھی حصے مثلاً ابرو، ہونٹ، زبان وغیرہ پر زیور پہننے کے لیے سوراخ نکلوانا شرعاً ناجائز، حرام و گناہ ہے، کیونکہ یہ بلا اجازت شرعی اللہ عز و جل کی تخلیق کو تبدیل کرنا ہے اور اللہ عز و جل کی تخلیق کو تبدیل کرنا ناجائز، حرام، اغوائے شیطان و موجب لعنت ہے۔

نیز یہ کہ ہونٹ، زبان، ابرو، ناف وغیرہ میں سوراخ نکلوا کر بالیاں ڈالنا زیادہ تر مغربی ممالک میں کفار و فساق مردوں اور عورتوں کا طریقہ ہے، عزت دار مسلمانوں میں ہر گز رائج نہیں ہے اور اسلام نے کفار و فساق

کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے، لہذا مسلمان مرد و عورت کو ہونٹ، زبان، ابرو، ناف و غیرہ میں سوراخ نکالنا اور ان میں بالی ڈالنا مکروہ و ممنوع ہے۔

وضو و غسل کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر کسی نے سوراخ نکال ہی لیا ہے، تو اب وضو اور غسل فرض میں جن اعضاء کو دھونا فرض ہے، ان میں نکالے گئے سوراخوں میں پانی بہانا بھی فرض ہے، اگر اوپر سے پانی بہانے میں خود بخود سوراخوں کے اندر تک پہنچ جائے تو کافی ہے، ورنہ انگلی سے حرکت دے کر پانی پہنچانا ضروری ہے اور اگر سوراخ بند ہو جائیں، تو معاف ہے یعنی ان میں پانی بہانا فرض نہیں۔

عورتوں کے کان چھیدوانے کے ثبوت کے بارے میں صحیح بخاری میں ہے: ”عن ابن عباس، رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم صلى يوم العيد ركعتين، لم يصل قبلها ولا بعدها، ثم أتى النساء ومعه بلال، فأمرهن بالصدقة، فجعلت المرأة تلقي قرطها“ ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عید کے روز دو رکعتیں پڑھیں، اس سے پہلے یا بعد کبھی نہیں پڑھی، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عورتوں کے پاس تشریف لائے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، آپ نے ان عورتوں کو صدقہ کرنے کا حکم دیا، تو عورت اپنے کان سے بالیاں نکال کر (حضرت بلال کے کپڑے) میں ڈالتی تھی

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب الفرط للنساء، ج 07، ص 158، مطبوعہ دار طوق النجاة)

مذکورہ بالا حدیث کے تحت فتح الباری میں ہے: ”واستدل به على جواز ثقب أذن المرأة لتجعل فيها القرط وغيره مما يجوز لهن التزين به“ ترجمہ: اور اس روایت سے عورت کے کان میں سوراخ نکالنے کے جواز پر استدلال کیا گیا ہے تاکہ وہ ان میں بالیاں اور اس کے علاوہ وہ چیزیں ڈال سکے جو ان کے لیے بطور زینت جائز ہے۔

فتاویٰ خانہ میں ہے: ”ولا بأس بثقب أذن الطفل لأنهم كانوا يفعلون ذلك في الجاهلية و لم ينكر عليهم رسول الله صلى الله عليه وسلم“ ترجمہ: بچی کے کان میں سوراخ نکالنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ لوگ زمانہ جاہلیت میں یہ عمل کرتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اس سے منع نہ فرمایا۔

(فتاویٰ قاضی خان، ج 03، ص 251، مطبوعہ بیروت)

بحر الرائق اور تبیین الحقائق میں ہے: ”و کذا يجوز ثقب أذن البنات الأطفال لأن فيه منفعة الزينة، وكان يفعل ذلك في زمنه عليه الصلاة والسلام إلى يومنا هذا من غير تكبير“ ترجمہ: اور ایسے ہی چھوٹی بچیوں کے کانوں میں سوراخ نکالنا جائز ہے، کیونکہ اس میں زینت کا فائدہ حاصل ہوتا ہے اور یہ عمل نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانے سے لے کر آج تک بغیر کسی انکار کے جاری و ساری ہے۔

(البحر الرائق، ج 08، ص 554، مطبوعہ دارالکتب الاسلامی) (تبیین الحقائق، ج 06، ص 227، مطبوعہ بیروت)

الاختیار لتعلیل المختار میں ہے: ”ولا بأس بثقب اذن البنات الاطفال لانه ايلا م لمنفعة الزينة وايصال الالم الى الحيوان لمصلحة تعود اليه جائز كالختان“ ترجمہ: بچیوں کے کانوں میں سوراخ کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ یہ زینت کی منفعت کے لیے تکلیف دینا ہے اور جاندار کو کسی ایسی مصلحت کی وجہ سے تکلیف دینا کہ جو مصلحت اس کی طرف لوٹتی ہو، جائز ہے، جیسے ختنہ کرانا۔

(الاختیار لتعلیل المختار، کتاب الکراهية، ج 04، ص 167، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

ناک میں سوراخ نکالنے کے جواز کے بارے میں ردالمحتار میں ہے: ”لا بأس بثقب أذن الطفل من البنات وزاد في الحاوي القدسي: ولا يجوز ثقب آذان البنين..... قلت: إن كان مما يتزين النساء به كما هو في بعض البلاد فهو فيها كثقب القرط وقد نص الشافعية على جوازه“ ترجمہ: بچیوں کے کان میں سوراخ کرنے میں حرج نہیں اور حاوی قدسی میں یہ زیادہ کیا کہ لڑکوں کے کانوں میں سوراخ نکالنا جائز نہیں۔ میں (علامہ شامی علیہ الرحمۃ) کہتا ہوں: اگر ناک میں سوراخ نکالنا عورتیں بطور زینت کرتی ہیں جیسا کہ بعض شہروں میں رائج ہے، تو وہ کان میں سوراخ نکالنے کی طرح جائز ہے اور اس کے جائز ہونے پر شوافع نے صراحت بیان فرمائی ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحہ، ج 06، ص 420، مطبوعہ دارالفکر، بیروت)

بہار شریعت میں ہے: ”لڑکیوں کے کان ناک چھیدنا، جائز ہے اور بعض لوگ لڑکوں کے بھی کان چھدواتے ہیں اور دریا (بالی) پہناتے ہیں، یہ ناجائز ہے یعنی کان چھدوانا بھی ناجائز اور اسے زیور پہنانا بھی ناجائز۔“ (بہار شریعت، ج 03، ص 596، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

مردوں کا عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے کے حرام ہونے کے بارے میں صحیح بخاری، جامع

ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ اور مسند احمد میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے: ”قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم: لعن اللہ المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال“ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں سے مشابہت کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں سے مشابہت کریں۔

(صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب المتشبهون بالنساء، والمتشبهات بالرجال، ج 7، ص 159، دار طوق النجاة، مصر) حدیقہ ندیہ میں ہے: ”الحکمة فی تحریم تشبہ الرجل بالمرأة وتشبہ المرأة بالرجل انهما مغیرات لخلق اللہ“ ترجمہ: مرد و عورت کا باہم تشبہ حرام ہونے کی حکمت یہ ہے کہ وہ دونوں اس میں خدا کی بنائی چیز بدلتے ہیں۔ (الحدیقة الندیہ، ج 02، ص 558، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ)

اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیز کو بدلنے کی ممانعت کے بارے میں قرآن میں ہے ﴿وَلَا تُدْبِرُوهُمۡ وَلَا مُنۡبِتَهُمۡ وَلَا مَرۡئِیۡتُکُمۡ اِذَاۤنَ الْاُنۡعَامِ وَلَا مَرۡئِیۡتُہُمۡ فَلِیَغۡیۡرَنَّ خَلۡقَ اللّٰہِ﴾ ترجمہ کنز الایمان: ”(شیطان بولا) قسم ہے میں ضرور بہکاؤں گا اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان چیریں اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں۔ (پارہ 5، سورۃ النساء، آیت 119)

مذکورہ بالا آیت کے تحت شیخ القرآن مفتی محمد قاسم عطاری سلمہ الباری لکھتے ہیں: ”شیطان نے ایک بات یہ کہی کہ وہ لوگوں کو حکم دے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزیں ضرور بدلیں گے۔ یاد رہے کہ اللہ عز و جل کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں خلاف شرع تبدیلیاں حرام ہیں۔“

(تفسیر صراط الجنان، ج 02، ص 312، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

کتب صحاح یعنی بخاری، مسلم، ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: واللفظ للبخاری ”لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن المغيرات خلق اللہ“ ترجمہ: اللہ نے لعنت کی بدن گو دنے والیوں اور گودوانے والیوں اور منہ کے بال نوچنے والیوں اور خوبصورتی کے لیے دانتوں میں کھڑکیاں بنانے والیوں پر (کیونکہ یہ سب) اللہ کی بنائی ہوئی چیز بگاڑنے والیاں ہیں۔

(صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب المتفلجات للحسن، ج 02، ص 878، مطبوعہ، کراچی)

مذکورہ بالا حدیث میں بدن گودنے و گودوانے والیوں پر لعنت کا ذکر ہوا، بدن گودنا یہ ہے کہ جسم کے مختلف اعضاء میں سوئی وغیرہ کے ذریعے سوراخ کیے جائیں، پھر جب خون نکلنا شروع ہو جائے، تو ان میں سرمہ یا نیل وغیرہ ڈال دیا جائے، مذکورہ بالا حدیث میں اللہ عزوجل نے بدن گودنے اور گودوانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی، کیونکہ یہ اللہ کی بنائی ہوئی چیز میں تغیر کرنا ہے اور مرد یا عورت کا ابرو، ہونٹ اور زبان میں سوراخ کر کے ان میں زیور ڈالنا بھی اس لعنت کی وعید میں داخل ہے، کیونکہ یہ بھی اللہ عزوجل کی بنائی ہوئی چیز میں تغیر کرنا ہے، جیسا کہ علامہ بدرالدین عینی علیہ رحمۃ اللہ الغنی لکھتے ہیں: ”هو غرز إبرة أو مسلة ونحوهما في ظهر الكف أو المعصم أو الشفة وغير ذلك من بدن المرأة حتى يسيل منه الدم ثم يحشي ذلك الموضع بكحل أو نورة أو نيلة.... لقد لعن الشارع من صنعت ذلك من النساء لأن فيه تغيير الخلقة الأصلية“ ترجمہ: وشم یہ ہے کہ سوئی یا سوا وغیرہ کے ذریعے ہاتھوں کی پشت، کلائی، ہونٹ یا اس کے علاوہ عورت کے جسم میں سوراخ کیے جائیں، پھر جب خون بہنا شروع ہو، تو اس جگہ سرمہ، نورہ یا نیل بھر دیا جائے، عورتوں میں سے جس نے یہ کیا شارع نے اس پر لعنت کی، کیونکہ اس میں خلقت اصلیہ کو بدلنا ہے۔

(عمدة القاری، کتاب اللباس، باب المتفلجات للحسن، ج 22، ص 97، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الوالی لکھتے ہیں: ”(المغیرات) صفة للمذکورات جمیعاً و مفعولہ (خلق اللہ) والجملة کالتعلیل لوجوب اللعن“ ترجمہ: (اللہ کی تخلیق کو بدلنے والیاں ہیں) یہ پیچھے سب ذکر کی جانے والیوں کی صفت ہے اور اس کا مفعول (خلق اللہ) ہے اور جملہ لعنت کے واجب ہونے کی علت بیان کرنے کی طرح ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح، کتاب اللباس، باب الترجل، ج 08، ص 281، مطبوعہ کوئٹہ)

کسی قوم سے مشابہت اختیار کرنے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”من تشبه بقوم فهو منهم“ ترجمہ: جو شخص جس قوم سے مشابہت کرے، تو وہ انہی میں سے ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، ج 02، ص 203، مطبوعہ لاہور)

کفار یا فساق و فجار سے مشابہت کے ممنوع ہونے کے بارے میں فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”یہ لحاظ رکھنا چاہئے کہ عورتوں یا بد وضع آوارہ فاسقوں کی مشابہت نہ پیدا ہو، مثلاً مرد کو چولی دامن میں گونا گونا گونا نکلنا مکروہ ہوگا، اگرچہ چار انگلی سے زیادہ نہ ہو کہ وضع خاص فساق بلکہ زنانوں کی ہے۔ علماء فرماتے ہیں اگر کوئی شخص فاسقانہ وضع

کے کپڑے یا جوتے سلوائے (جیسے ہمارے زمانے میں نیچری وردی) تو درزی اور موچی کو ان کا سینا مکروہ ہے کہ یہ معصیت پر اعانت ہے، اس سے ثابت ہوا کہ فاسقانہ تراش کے کپڑے یا جوتے پہننا گناہ ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 22، ص 137، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

اسی میں ہے: ”در بارہ لباس اصل کلی یہ ہے کہ جو لباس جس جگہ کفار یا مبتدعین یا فساق کی وضع ہے اپنے اختصاص و شعاریت کے مقدار پر مکروہ یا حرام یا بعض صور میں کفر تک ہے۔ حدیقہ ندیہ میں ہے: ”لبس زی الافرنج کفر علی الصحیح“ افرنگیوں کا لباس صحیح قول کی بنا پر کفر ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 184، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بہار شریعت میں ہے: ”یہ حدیث ایک اصل کلی ہے۔ لباس و عادات و اطوار میں کن لوگوں سے مشابہت کرنی چاہیے اور کن سے نہیں کرنی چاہیے۔ کفار و فساق و فجار سے مشابہت بُری ہے اور اہل صلاح و تقویٰ کی مشابہت اچھی ہے، پھر اس تشبہ کے بھی درجات ہیں اور انہیں کے اعتبار سے احکام بھی مختلف ہیں۔ کفار و فساق سے تشبہ کا ادنیٰ مرتبہ کراہت ہے، مسلمان اپنے کوان لوگوں سے ممتاز رکھے کہ پہچانا جاسکے اور غیر مسلم کا شبہ اس پر نہ ہو سکے۔“

(بہار شریعت، ج 03، ص 407، مطبوعہ مکتبہ المدینہ، کراچی)

سورخ میں پانی بہانے کے بارے میں محیط برہانی میں ہے: ”وسئل نجم الدین النسفی رحمہ اللہ عن امرأة تغتسل من الجنابة هل تتكلف لإیصال الماء إلى ثقب القرط، قال: إن كان القرط فيه وتعلم أنه لا یصل الماء إلیہ من غیر تحریک فلا بد من التحریک كما فی الخاتم۔۔۔۔۔ إن انضم ذلك بعد نزاع القرط وصار بحيث لا یدخل القرط فيه إلا بتكلف لا تتكلف أيضاً“ ترجمہ: امام نجم الدین نسفی رحمہ اللہ تعالیٰ سے غسل جنابت کرنے والی عورت کے متعلق سوال ہوا کہ کیا اس عورت پر بالی کے سورخ میں پانی پہنچانا لازم ہے؟ تو آپ علیہ الرحمۃ نے جواب دیا: اگر سورخ میں بالی موجود ہو اور وہ جانتی ہو کہ بغیر حرکت دیئے سورخ تک پانی نہیں پہنچے گا، تو پانی پہنچانے کے لیے حرکت دینا لازم ہے، جیسے (ٹنگ) انگوٹھی کے نیچے پانی پہنچانے کے لیے حرکت دی جاتی ہے، اگر بالی اتارنے کے بعد سورخ اس طرح مل جائے کہ بالی اس میں داخل نہ ہو سکتی ہو، مگر مشقت کے ساتھ (ہو سکتی ہو) تو عورت پر سورخ میں پانی پہنچانا لازم نہیں۔

(محیط برہانی، کتاب الطہارۃ، ج 01، ص 80، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ، بیروت)

شرح الوقایہ اور بحر الرائق میں ہے: واللفظ لآخر ”ویجب تحریک القرط والخاتم الضیقین، ولولم یکن قرط فدخل الماء الثقب عند مروره أجزاءه كالسرة، وإلا أدخله كذا في فتح القدير ولا يتكلف في إدخال شيء سوى الماء من خشب“ ترجمہ: بالی اور انگو ٹھی تنگ ہو تو انہیں حرکت دینا واجب ہے اور بالی نہ ہو اور پانی خود ہی سوراخ تک پہنچ جائے تو کافی ہے، جیسے ناف میں پانی خود پہنچ جائے تو حرکت دینا لازم نہیں ہے، ورنہ پانی داخل کرے، ایسے ہی فتح القدير میں ہے اور لکڑی وغیرہ کے ذریعے سوراخ میں پانی داخل کرنے کا پابند نہیں ہے۔ (بحر الرائق، کتاب الطہارۃ، ج 01، ص 49، مطبوعہ دارالکتاب الاسلامی)

در مختار میں ہے: ”لو خاتمه ضیقاً نزعه او حرکه وجوباً کقرط ولولم یکن بثقب اذنه قرط فدخل الماء فی الثقب عند مروره علی اذنه أجزاءه كسرة واذن دخلهما الماء والا یدخل ادخله ولو باصبعه ولا یتكلف بخشب ونحوه والمعتبر غلبة ظنه بالوصول“ ترجمہ: اگر اس کی انگو ٹھی تنگ ہو تو اتار دے یا اسے لازمی طور پر حرکت دے کر پانی پہنچائے، جیسے بالی کا حکم ہے اور اگر اس کے کان کے سوراخ میں بالی نہ ہو، تو پانی کان سے گزرتے وقت سوراخ میں داخل ہو جائے تو کافی ہے، جیسے ناف اور کان میں پانی چلا جائے، تو کافی ہے اور اگر پانی نہ جائے تو پہنچائے، اگرچہ انگلی کے ذریعہ اور وہ لکڑی وغیرہ کے ذریعے تکلف میں نہ پڑے اور اعتبار پانی پہنچنے کا غالب گمان ہو جانے کا ہے۔

(در مختار مع رد المحتار، کتاب الطہارۃ، ج 01، ص 317، مطبوعہ کوئٹہ)

اسی میں ہے: ”لا یجب غسل ما فیہ حرج کعین وثقب انضم“ ترجمہ: جس عضو کو دھونے میں حرج ہو، اسے دھونا واجب نہیں جیسے آنکھ اور وہ سوراخ جو بند ہو چکا ہو۔

(در مختار مع رد المحتار، کتاب الطہارۃ، ج 01، ص 314، مطبوعہ کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے: ”نتھ کا سوراخ اگر بند نہ ہو، تو اس میں پانی بہانا فرض ہے، اگر تنگ ہو، تو پانی ڈالنے میں نتھ کو حرکت دے، ورنہ ضروری نہیں۔“

(بہار شریعت، ج 01، ص 289، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اسی میں ہے: ”کانوں میں بالی وغیرہ زیوروں کے سوراخ کا وہی حکم ہے جو ناک میں نتھ کے سوراخ کا حکم ووضو میں بیان ہوا۔“

(بہار شریعت، ج 01، ص 317، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

عبدالرب شاہ عطار مدنی

12 شوال المکرم 1442ھ 24 مئی 2021ء

الجواب صحیح

مفتی محمد قاسم عطاری

اسٹیکروالے میک اپ کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ آج کل ایسی مہندی مارکیٹ میں بیچی جا رہی ہے جسے ہاتھ وغیرہ پر لگانے سے ہاتھ پر ایسی ہی ایک باریک جرم دار تہہ چڑھ جاتی ہے، جیسے نیل پالش لگانے سے چڑھتی ہے۔ ایسی مہندی لگی ہوئی ہونے کی صورت میں وضو و غسل ہو جائے گا یا نہیں؟ نیز نیل پالش لگی ہو تو وضو و غسل ہو جائے گا یا نہیں؟ نیز ایسے میک اپ کے چہرے یا بدن پر ہونے سے وضو و غسل ہو جائے گا یا نہیں، جو اسٹیکرز کی صورت میں ہوتا ہے اور اسے باقاعدہ چہرے پر چپکا یا جاتا ہے اور وہ اسٹیکرز پانی کے جلد تک پہنچنے سے مانع ہوتے ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

سوال میں مذکورہ مہندی، نیل پالش اور اسٹیکرز والے میک اپ کے لگے ہونے کی حالت میں وضو اور غسل نہیں ہوگا، اس لیے کہ مذکورہ تینوں چیزیں پانی کے جلد تک پہنچنے سے مانع ہیں، اور یہ کسی شرعی ضرورت یا حاجت کے لیے بھی نہیں ہیں، قاعدہ یہ ہے کہ جو چیزیں پانی کو جسم تک پہنچنے سے مانع ہوں ان کے جسم پر چپکے ہونے کی حالت میں وضو اور غسل نہیں ہوتا، کیونکہ وضو میں سر کے علاوہ باقی تینوں اعضائے وضو اور غسل میں پورے جسم کے ہر ہر بال اور ہر ہر روگٹنے پر پانی بہ جانا فرض ہے۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد پاک ہے: ﴿وَان كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطْهَرُوا﴾ ترجمہ کنز الایمان: اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو خوب ستھرے ہو لو۔ (پارہ 6، سورۃ المائدہ 5، آیت 6)

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”مَنْ تَرَكَ شَعْرَةً مِنْ جَسَدِهِ مِنْ جُنَابَةٍ لَمْ يَغْسِلْهَا فَعَلَّ بِهِ كَذًا وَكَذَا مِنَ النَّارِ قَالَ عَلِيٌّ فَمِنْ ثَمَّ عَادِيَّتٍ وَكَانَ يَجْزِيهِ“ جس نے غسل جنابت میں ایک بال کی جگہ بے دھوئے چھوڑ دی اس کے ساتھ آگ سے ایسا ایسا کیا جائے گا (یعنی عذاب دیا جائے گا) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اسی وجہ سے میں نے اپنے سر کے ساتھ دشمنی کر لی، راوی کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سر کے بال منڈائے رکھتے

تھے۔

(سنن ابن ماجہ، صفحہ 44، مطبوعہ کراچی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: ”قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم إن تحت كل شعرة جنابة فاغسلوا الشعرة واتقوا البثرة“ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر بال کے نیچے جنابت ہے تو بال دھوؤ اور جلد کو صاف کرو۔ (سنن ابن ماجہ، ص 44، مطبوعہ کراچی)

علامہ ابن ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ”ولو لزق بأصل ظفره طين يابس و نحوه أو بقى قدر رأس الإبرة من موضع الغسل لم يجز۔ اگر اس کے ناخن کے اوپر خشک مٹی یا اس کی مثل کوئی اور چیز چپک گئی یا دھونے والی جگہ پر سوئی کے ناکے کے برابر باقی رہ گئی تو جائز نہیں ہے یعنی غسل اور وضو نہیں ہوگا۔

(فتح القدیر مع الہدایہ، جلد 1، ص 13، مطبوعہ کوئٹہ)

فتاویٰ عالمگیری جلد 1 ص 16 مطبوعہ کراچی، منیہ المصلیٰ ص 17 مطبوعہ ملتان اور اس کی شرح غنیۃ المتتملی المعروف حلبی کبیر میں ہے: واللفظ من الغنية: ”(وذكر في المحيط إذا كان على ظاهر بدنه جلد سمك أو خبز ممضوع قد جف وأغتسل أو توضأ ولم يصل الماء إلى ما تحته لم يجز) وكذا الدرن اليابس في الأنف لوجوب تعميم الغسل للبدن جميعه و هذه الأشياء تمنع لصلايتها“ محیط میں ذکر کیا ہے کہ اگر کسی آدمی کے جسم پر مچھلی کی جلد یا چبائی ہوئی روئی لگی ہے اور خشک ہو چکی ہے اس حالت میں اس نے غسل یا وضو کیا اور پانی اس کے نیچے جسم تک نہیں پہنچا تو غسل اور وضو نہیں ہوگا، اور اسی طرح ناک کی خشک رینٹھ کا حکم ہے، اس لیے کہ غسل میں پورے بدن کو دھونا واجب ہے اور یہ اشیاء اپنی سختی کی وجہ سے پانی کے جسم تک پہنچنے سے مانع ہیں۔

(غنیۃ المتتملی مع منیۃ المصلیٰ، ص 49، مطبوعہ کوئٹہ)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”إن بقى من موضع الوضوء قدر رأس إبرة أو لزق بأصل ظفره طين يابس أو رطب لم يجز۔ اگر وضو والی کسی جگہ پر سوئی کے ناکے کے برابر کوئی چیز باقی ہو یا ناخن کے اوپر خشک یا تر مٹی چپک جائے تو جائز نہیں یعنی وضو و غسل نہیں ہوگا۔

اسی میں ہے: ”والخضاب إذا تجسد و يبس يمنع تمام الوضوء والغسل كذا في السراج الوهاج ناقلاً عن الوجيز“ خضاب جب جرم دار ہو اور خشک ہو جائے تو وضو اور غسل کی تمامیت سے مانع

ہے یعنی اس کی وجہ سے وضو اور غسل تام نہیں ہوگا، السراج الوہاج میں وجیز کے حوالے سے اسی طرح ہے۔
(فتاویٰ عالمگیری، جلد 1، ص 6، مطبوعہ کراچی)

اسی میں ایک اور مقام پر ہے: ”ولو ألزقت المرأة رأسها بطيب بحيث لا يصل الماء إلى أصول الشعر وجب عليها إزالتها ليصل الماء إلى أصوله كذا في السراج الوہاج“ اگر عورت نے اپنے سر پر کوئی خوشبو اس طرح لگائی کہ اس کی وجہ سے بالوں کی جڑوں تک پانی نہیں پہنچتا تو اس پر اس خوشبو کو زائل کرنا واجب ہے تاکہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے، السراج الوہاج میں اسی طرح ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری، جلد 1، ص 16، مطبوعہ کراچی)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مولانا مفتی امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: مچھلی کا سنا اعضاء وضو پر چکارہ کیا وضو نہ ہوگا کہ پانی اس کے نیچے نہ بہے گا۔

(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 2، ص 292، مکتبہ المدینہ، کراچی)

اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ فقہائے کرام نے مہندی کے جرم کے باوجود وضو ہو جانے کی تصریح کی ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ فقہائے کرام کا یہ حکم اس معمولی سے جرم کے بارے میں ہے جو مہندی لگانے کے بعد اچھی طرح دھونے کے بعد بھی لگا رہتا ہے جس کی دیکھ بھال میں حرج ہے جیسے آٹا گوندھنے کے بعد معمولی سا آٹا ناخن وغیرہ پر لگا رہتا ہے، یہ نہیں کہ پورے ہاتھ پاؤں پر پلاسٹک کی طرح مہندی کا جرم چڑھالیں، بازوؤں پر بھی ایسی ہی مہندی کا اچھا خاصا حصہ چڑھالیں، پورا چہرہ اسٹیکرز والے میک اپ سے چھپالیں اور پھر بھی وضو و غسل ہوتا رہے۔ ایسی اجازت ہر گز ہر گز کسی فقیہ نے نہیں دی۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ
المتخصص فی الفقہ الاسلامی
محمد نوید چشتی

الجواب صحیح
مفتی محمد قاسم عطاری

16 ربیع الاول 1434ھ 29 جنوری 2013ء

فتویٰ: 79

سرخ لگانا اور اس میں نماز پڑھنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ کیا عورت کو سُرخ (Lip)

(stick) لگانا جائز ہے، اور اس میں نماز کا کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ھدایۃ الحق والصواب

اگر سرخی (Lip stick) کے اجزاء میں کوئی حرام اور ناپاک چیز شامل نہ ہو تو اس کا استعمال کرنا جائز ہے۔ البتہ وضو و غسل کے متعلق یہ حکم ہے کہ اگر سرخی ایسی جرم دار (یعنی تہہ والی) ہو کہ پانی کو جسم تک پہنچنے سے روکتی ہو تو اس کے لگے ہونے کی صورت میں وضو و غسل درست نہیں ہوں گے اور وضو و غسل کے درست ہونے کے لئے اس جرم کو ختم کرنا ہوگا، لہذا اگر ایسے وضو یا غسل سے نماز ادا کی تو وہ نماز درست نہ ہوئی، اسے دوبارہ پڑھنا لازم اور اگر ایسی جرم دار نہیں ہے تو اس کے لگے ہونے کی صورت میں وضو و غسل دونوں درست ہو جائیں گے، اور ان سے پڑھی ہوئی نماز بھی درست ہوگی بشرطیکہ کوئی اور مُفسِد یا مکروہ نماز نہ پایا گیا ہو۔

واللہ اعلم عر و جل و ذ سلہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

03 ذوالحجۃ الحرام 1440ھ / 05 اگست 2019ء

فتویٰ: 80

باریک دوپٹہ دہرا کر کے نماز پڑھنے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ سفید رنگ کا دوپٹا اوڑھ کر نماز پڑھی جائے تو بالوں کی رنگت نظر آتی ہے اس لیے بعض اسلامی بہنیں سفید دوپٹے کو دہرا کر کے سر پر اوڑھ لیتی ہیں جس سے بالوں کا رنگ دکھائی نہیں دیتا، کیا اس طرح دوپٹہ اوڑھنا ستر کے لیے کافی ہوگا اور نماز ہو جائے گی؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ھدایۃ الحق والصواب

صورت مسئلہ میں اگر بال بالکل چھپ جاتے ہیں اور ان کی رنگت بھی ظاہر نہیں ہوتی تو یہ ستر کے لیے کافی ہے نماز ہو جائے گی کیونکہ ستر عورت کی شرط پائی جا رہی ہے۔

در مختار میں نماز کی شرائط میں ہے ”الرابع ستر عورتہ“ ترجمہ: چوتھی شرط اس کے ستر کا چھپا ہونا ہے۔

(در مختار، کتاب الصلاۃ، جلد 2، صفحہ 93، مطبوعہ کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے ”اتنا باریک کپڑا جس سے بدن چمکتا ہو، ستر کے لیے کافی نہیں، اس سے نماز پڑھی تو نہ ہوئی۔ یوہیں اگر چادر میں سے عورت کے بالوں کی سیاہی چمکے، نماز نہ ہوگی۔ بعض لوگ باریک ساڑیاں اور تہبند باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتی ہے، ان کی نمازیں نہیں ہوتیں اور ایسا کپڑا پہننا جس سے ستر عورت نہ ہو سکے، علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔“

(بہار شریعت، جلد 1، صفحہ 480، مکتبہ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم علی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

02 رجب المرجب 1437ھ 10 اپریل 2016ء

فتویٰ: 81

نماز کے دوران عورت کے بال نظر آرہے ہوں، تو نماز کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر نماز پڑھتے ہوئے کسی اسلامی بہن کے بال لمبے ہونے کی وجہ سے دوپٹے سے باہر نظر آرہے ہو تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

عورتوں کے سر سے لٹکے ہوئے بال ستر عورت ہونے میں ایک مستقل عضو کی حیثیت رکھتے ہیں، دیگر اعضائے مستورہ کی طرح ان بالوں کو بھی چھپانا ضروری ہے، نماز میں ستر عورت ظاہر ہونے کے متعلق حکم شرعی یہ ہے کہ اگر ستر عورت کا ایک چوتھائی حصہ تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار تک ظاہر ہو تو نماز ٹوٹ جاتی ہے، اگر اس مقدار سے کم ظاہر ہو تو نماز نہیں ٹوٹتی۔ لہذا پوچھی گئی صورت میں اگر سر سے لٹکتے ہوئے بال چوتھائی یا اس سے زیادہ، تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار تک ظاہر رہے تو نماز ٹوٹ گئی، اس کی قضا واجب ہے۔ اگر چوتھائی حصے سے کم نظر آئے تو نماز فاسد نہیں ہوئی۔ نیز عام طور پر خواتین نماز پڑھنے سے پہلے دیگر شرائط کے ساتھ اپنے اعضائے مستورہ کو اچھے طریقے سے چادر وغیرہ میں چھپا کر نماز پڑھتی ہیں، مذکورہ اسلامی بہن پر بھی لازم ہے کہ وہ نماز سے پہلے بڑی چادر اوڑھ کر یا بالوں کو باندھ کر اس طرح چھپالے کہ

ان بالوں کا کوئی حصہ نماز میں ظاہر نہ ہو۔ خاص کر اس بات کا بھی خیال رکھا جائے کہ اگر دوپٹہ ایسا باریک ہو جس سے بالوں یا گردن وغیرہ کی رنگت جھلکتی ہو تو اسے ڈبل کرنے سے کام چل جائے تو ڈبل کرے ورنہ خاص نماز کے لئے مناسب چادر کا اہتمام کیا جائے۔

در مختار میں ستر عورت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ”وللحرۃ۔۔۔ جمیع بدنہا حتی شعرہا النازل فی الاصح خلا الوجه والكفین۔۔۔ والقدمین“ یعنی آزاد عورت کا تمام جسم ستر عورت ہے حتیٰ کہ سر سے لٹکتے ہوئے بال بھی، سوائے چہرے دونوں ہاتھوں اور پاؤں کے۔ (در مختار، ج 2، ص 95، مطبوعہ کوئٹہ) اسی میں ہے ”ویمنع حتی انعقادھا کشف ربع عضو قدر اداء رکن بلا صنعة من غلیظة او خفیفة“ یعنی ستر غلیظ اور خفیف میں سے کسی عضو کا بلا قصد کھلا رہنا نماز کے صحیح ہونے کے مانع ہے حتیٰ کہ اس کے انعقاد یعنی شروع ہونے سے بھی مانع ہے۔

علامہ شامی علیہ الرحمہ مذکورہ عبارت کے تحت ردالمحتار میں فرماتے ہیں کہ ”ذلک القدر ثلاث تسبیحات۔۔۔ اذا انكشف ربع عضو اقل من قدر اداء رکن فلا یفسد اتفاقا لان الانکشاف الكثير فی الزمان القیل عفو کالانکشاف القلیل فی الزمن الكثير“ یہ مقدار تین بار سبحان اللہ کہنے والے وقت جتنی ہے۔۔۔ اور جب چوتھائی حصہ ایک رکن سے کم کی مقدار کھلا رہے تو بالاتفاق نماز فاسد نہیں ہوگی کیونکہ زیادہ عضو یعنی چوتھائی عضو کا کم وقت ایک رکن کی مقدار سے کم میں کھلنا معاف ہے جیسا کہ کم عضو یعنی چوتھائی سے کم کا ایک رکن کی مقدار سے زیادہ کھلنا نماز میں معاف ہے۔

(در مختار مع رد المحتار، ج 2، ص 100، مطبوعہ کوئٹہ)

امداد الفتاح میں ہے: ”وکشف ربع عضو من اعضاء العورة الغلیظة او الخفیفة من الرجل والمرأة یمنع صحة الصلاة ان وجد ما یستره ومکث مکشوفاً قدر اداء رکن، وقیدنا بالربع لان مادونه لا یمنع الصحة للضرورة“ یعنی مرد و عورت کے ستر غلیظ و خفیف میں سے کسی عضو کی چوتھائی مقدار کا کھلا ہونا نماز کی صحت کو مانع ہے جبکہ اس کے پاس ستر کے لئے چھپانے والی چیز موجود ہو اور ایک رکن کی مقدار ستر کھلا رہ جائے۔ اور ایک چوتھائی کی قید اس لئے لگائی ہے کہ اس سے کم مقدار میں کھلا ہونا ضرورت کے پیش نظر صحت نماز کو مانع نہیں۔ (امداد الفتاح، ص 270، مطبوعہ کوئٹہ)

سیدی اعلیٰ حضرت فتاویٰ رضویہ میں عورت کے ستر عورت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”بال یعنی سر سے نیچے جو لٹکے ہوئے بال ہیں وہ جدا عورت ہیں۔“ (فتاویٰ رضویہ، ج 6، ص 40، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن)

فتاویٰ رضویہ ہی میں ہے: ”اگر ایک عضو کی چہارم کھل گئی، اگرچہ اس کے بلا قصد ہی کھلی ہو اور اس نے ایسی حالت میں رکوع یا سجود یا کوئی رکن کامل ادا کیا تو نماز بالا اتفاق جاتی رہی، اگر صورت مذکورہ میں پورا رکن تو ادا نہ کیا مگر اتنی دیر گزر گئی جس میں تین بار سبحان اللہ کہہ لیتا تو بھی مذہب مختار پر جاتی رہی۔۔۔۔۔ اگر ایک عضو کی چہارم سے کم ظاہر ہے تو نماز صحیح ہو جائے گی اگرچہ نیت سے سلام تک انکشاف رہے۔“ (فتاویٰ رضویہ، ج 6، ص 30، رضافاؤنڈیشن)

واللہ اعلم عر و جل و ر سولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم

کتبہ

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری

25 رجب المرجب 1441ھ 21 مارچ 2020ء

فتویٰ: 82

عورت کا باریک کپڑے پہن کر نماز پڑھنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ عورت اگر اتنے باریک کپڑے پہنے جس میں جسم کی رنگت ظاہر ہو یا باریک دوپٹہ اوڑھے جس سے بالوں کی سیاہی ظاہر ہو اور جسم کے جن اعضاء کو چھپانا ضروری ہے وہ کپڑوں سے جھلکیں تو ایسی صورت میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہوگا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

عورت اتنے باریک کپڑے پہن کر جس سے جسم کی رنگت یا بالوں کی رنگت ظاہر ہو نماز پڑھے، تو نماز ہوگی ہی نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”والثوب الرقيق الذي يصف ما تحته لا تجوز الصلاة فيه كذا في التبيين“ یعنی اتنا باریک کپڑا جس کے نیچے جسم ظاہر ہو اس میں نماز جائز نہیں ہے، اسی طرح تبیین میں ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، جلد 1، صفحہ 58، مطبوعہ پشاور)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: ”اتنا باریک کپڑا جس سے بدن چمکتا ہے ستر کیلئے کافی نہیں اس سے نماز پڑھی تو نہ ہوئی۔ یونہی اگر چادر میں سے عورت کے بالوں کی سیاہی

چمکے نماز نہ ہوگی۔ (افاداتِ رضویہ) بعض لوگ باریک ساڑھیاں تہبند باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتی ہے ان کی نمازیں نہیں ہوتیں اور ایسا کپڑا پہننا جس سے ستر عورت نہ ہو سکے علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔“
(بہار شریعت، جلد 1، حصہ 3، صفحہ 480، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری

03 ذوالحجۃ الحرام 1440ھ / 05 اگست 2019ء

فتویٰ: 83

عورت کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ احادیثِ طیبہ میں جوڑا باندھ کر (یعنی بالوں کو اکٹھا کر کے سر کے پیچھے گرہ دے کر) نماز پڑھنے سے ممانعت وارد ہوئی ہے، تو آجکل عورتیں کچھر (Catcher) لگا کر بالوں کو اوپر کی طرف فولڈ کر لیتی ہیں، کیا کچھر (Catcher) یا کسی اور چیز کے ذریعہ جوڑا بنے بالوں سے نماز پڑھنا عورتوں کے لئے منع ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

احادیثِ طیبہ میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جوڑا باندھے بالوں کے ساتھ نماز پڑھنے کی جو ممانعت فرمائی ہے وہ مردوں کے ساتھ خاص ہے جس کی صراحت خود حدیثِ پاک میں موجود ہے، عورتوں کے لئے یہ ممانعت نہیں ہے۔ مردوں کے لئے ممانعت کی حکمت شارحین حدیث نے یہ بیان فرمائی کہ مرد کے سر کے ساتھ ساتھ اس کے بال بھی زمین پر گریں اور رب تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہوں، پھر اس پر فقہائے کرام نے یہ مسئلہ بیان فرمایا کہ جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا مردوں کے لئے مکروہ تحریمی ہے۔

جبکہ عورت کے بال ستر عورت میں داخل ہیں یعنی غیر محرم کے سامنے اور بالخصوص نماز میں ان کو چھپانا فرض ہے، اگر عورتیں جوڑا نہ باندھیں تو حالتِ نماز میں ان کے بال بکھر سکتے ہیں، جس سے ان کے بالوں کی بے ستری کا اندیشہ ہے، جس سے نماز پر اثر بھی پڑے گا، لہذا اگر عورتیں اپنے بالوں کو سر کے پیچھے اکٹھا کر کے گرہ لگالیں یا ان کو کچھر (Catcher) وغیرہ کے ذریعہ گرفت میں لے لیں تو بالوں کو چھپانے میں معاون ثابت ہوں گے۔

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی فضیل رضا عطاری

03 ذوالحجۃ الحرام 1440ھ / 05 اگست 2019ء

فتویٰ: 84

عورت کا اسکرٹ پہن کر نماز پڑھنا

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ خواتین کا اسکرٹ پہن کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

اسکرٹ میں عورت کے بازو اور پنڈلیاں کھلی رہتی ہیں اور ایسا لباس عورت کو پہننا جائز نہیں اور نہ ہی اسکرٹ پہن کر نماز ہو سکتی ہے اس لئے کہ نماز میں ستر عورت فرض ہے اور بازو پنڈلیاں عورت کے ستر میں داخل ہیں۔ جب ستر میں شامل کسی بھی عضو کا چوتھائی حصہ کھلا ہو یا متعدد اعضاء ستر کھلے ہونے کی صورت میں ان میں جو سب سے چھوٹا عضو ہے اس کا چوتھائی حصہ کھلا ہو تو ایسی حالت میں نماز شروع ہی نہیں ہوتی بلکہ ذمہ پر باقی رہتی ہے تو ایسا لباس جو اللہ تعالیٰ کے حق کو پورا کرنے میں رکاوٹ بنے وہ کس قدر بُرا لباس ہے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ لہذا نہ تو نماز ایسا لباس پہن کر پڑھی جاسکتی ہے اور نہ ہی نماز کے علاوہ ایسا لباس پہننا جائز ہے۔

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری

25 صفر المظفر 1441ھ / 25 اکتوبر 2019ء

فتویٰ: 85

وضو کے بعد ناخن پالش لگانے اور آرٹیفیشل جیولری پہن کر نماز پڑھنے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ

(1) وضو کرنے کے بعد ناخنوں پر ناخن پالش لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

(2) اصلی سونے کا زیور ہونے کے باوجود آرٹیفیشل جیولری پہن کر عورت اگر نماز پڑھے تو نماز ہو جاتی ہے

یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

(1) ناخن پالش لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا البتہ اگر ناخن پالش لگی ہو اور پھر وضو کیا جائے تو وضو نہیں ہوگا کیونکہ ناخن پالش پانی کو ناخن تک پہنچنے سے مانع ہے۔

علامہ ابن ہمام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: وَلَوْ لَزِقَ بِأَصْلِ ظَفَرِهِ طِينٌ يَابِسٌ وَنَحْوُهُ أَوْ بَقِيَ قَدْرُ رَأْسِ الْإِبْرَةِ مِنْ مَوْضِعِ الْغَسْلِ لَمْ يَجْزِ۔ “اگر اس کے ناخن کے اوپر خشک مٹی یا اس کی مثل کوئی اور چیز چپک گئی یا دھونے والی جگہ پر سوئی کے ناکے کے برابر باقی رہ گئی تو جائز نہیں ہے یعنی غسل اور وضو نہیں ہوگا۔ (فتح القدیر مع الہدایہ، جلد 1، ص 13، مطبوعہ کوئٹہ)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”إِنْ بَقِيَ مِنْ مَوْضِعِ الْوُضُوءِ قَدْرُ رَأْسِ إِبْرَةٍ أَوْ لَزِقَ بِأَصْلِ ظَفَرِهِ طِينٌ يَابِسٌ أَوْ رَطْبٌ لَمْ يَجْزِ۔“ اگر وضو والی کسی جگہ پر سوئی کے ناکے کے برابر کوئی چیز باقی ہو یا ناخن کے اوپر خشک یا تر مٹی چپک جائے تو جائز نہیں یعنی وضو و غسل نہیں ہوگا۔

اسی میں ہے: ”وَالْخَضَابُ إِذَا تَجَسَّدَ وَيَبَسَ يَمْنَعُ تَمَامَ الْوُضُوءِ وَالْغَسْلِ كَذَا فِي السَّرَاجِ الْوَهَّاجِ نَاقِلًا عَنِ الْوَجِيزِ۔“ خضاب جب جرم دار ہو اور خشک ہو جائے تو وضو اور غسل کی تمامیت سے مانع ہے یعنی اس کی وجہ سے وضو اور غسل تام نہیں ہوگا، السراج الوہاج میں وجیز کے حوالے سے اسی طرح ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، جلد 1، ص 6، مطبوعہ کراچی)

(2) آرٹیفیشل زیور پہن کر عورت نماز پڑھے تو اس کی نماز ہو جائے گی اگرچہ اس کے پاس اصلی زیور موجود ہوں، کیونکہ علماء نے عموم بلوی اور دفع حرج کی وجہ سے آرٹیفیشل زیور کی پہننا عورت کے لیے جائز قرار دیا ہے، تو جس زیور کا پہننا اس کے لیے جائز ہے اس کو پہن کر نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِرَحْمَتِهِ وَسُوْلُهُ اَعْلَمُ بِمَا يَنْتَعِلُ عَلَيْهِ وَالْوَسْلَمُ

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

محمد نوید جشتی

الجواب صحیح

مفتی محمد قاسم عطاری

23 جمادی الاولیٰ 1435ھ / 25 مارچ 2014ء

مرد کے لیے لوہے، تانبے اور پیتل کی انگوٹھی پہننا اور پہن کر نماز پڑھنا

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی مرد چاندی کے علاوہ لوہے، تانبے یا پیتل کی انگوٹھی پہن کر نماز پڑھے، تو اس نماز کا کیا حکم ہے؟

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

مرد کو صرف چاندی کی ایک انگوٹھی، ایک نگ والی، جس کا وزن ساڑھے چار ماشے سے کم ہو، پہننا جائز ہے، اس کے علاوہ کوئی انگوٹھی جائز نہیں، لہذا چاندی کے علاوہ لوہے، تانبے، پیتل یا سونے وغیرہ کی انگوٹھی مرد کے لیے پہننا ناجائز و گناہ ہے اور اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی، واجب الاعادہ ہے، لہذا ایسا شخص وہ ناجائز انگوٹھی اتار کر ان نمازوں کا اعادہ کرے اور توبہ بھی کرے نیز آئندہ بھی کبھی ایسی انگوٹھی نہ پہنے۔

حدیث پاک میں ہے: ”عن ابن بريدة قال: جاء رجل إلى النبي صلى الله عليه وسلم وعليه خاتم من حديد فقال: مالي أرى عليك حلية أهل النار ثم جاءه وعليه خاتم من صفر فقال: مالي أجد منك ريح الأصنام، ثم أتاه وعليه خاتم من ذهب فقال: مالي أرى عليك حلية أهل الجنة؟ قال: من أي شيء أتخذه؟ قال: من ورق ولا تتمه مثقالاً“ ترجمہ: حضرت سیدنا عبد اللہ بن بريدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص لوہے کی انگوٹھی پہنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا بات ہے کہ تم جہنمیوں کا زیور پہنے ہوئے ہو؟ پھر وہ پیتل کی انگوٹھی پہنے ہوئے حاضر ہوئے، تو فرمایا: کیا بات ہے کہ تم سے بتوں کی بو آتی ہے؟ پھر وہ سونے کی انگوٹھی پہن کر آئے، تو فرمایا: کیا بات ہے کہ تم جنتیوں کا زیور پہنے ہوئے ہو؟ (یعنی یہ تو اہل جنت، جنت میں پہنیں گے) تو انہوں نے عرض کی، یا رسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ فرمایا: چاندی کی بناؤ اور ایک مثقال پورا نہ کرو۔ (یعنی ساڑھے چار ماشے سے کم وزن کی انگوٹھی ہو)۔

(جامع الترمذی، ابواب اللباس، جلد 1، صفحہ 441، مطبوعہ لاہور)

در مختار میں ہے: ”ولا يتحلى الرجل بذهب وفضة مطلقاً الا بخاتم... ولا يتختم الا بالفضة“ ترجمہ: سونے چاندی کا زیور مرد مطلقاً نہیں پہن سکتا، سوائے ایک انگوٹھی کے اور انگوٹھی صرف

چاندی کی ہی پہن سکتا ہے۔

اس کے تحت ردالمحتار میں ہے: ”ان التختیم بالذهب والحديد والصفیر حرام“ ترجمہ:

سونے، لوہے اور پیتل کی انگوٹھی پہننا (مرد کے لیے) حرام ہے۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، جلد 9، صفحہ 594، مطبوعہ کوئٹہ)

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ میں لکھتے ہیں: ”ہاتھ خواہ پاؤں میں

تانبے، سونے، چاندی، پیتل لوہے کے چھلے یا کان میں بالی یا بند یا سونے خواہ تانبے پیتل لوہے کی انگوٹھی اگرچہ

ایک تار کی ہو یا ساڑھے چار ماشے چاندی یا کئی نگ کی انگوٹھی یا کئی انگوٹھیاں اگرچہ سب مل کر ایک ہی ماشہ کی ہوں

کہ یہ سب چیزیں مردوں کو حرام و ناجائز ہیں اور ان سے نماز مکروہ تحریمی۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 7، صفحہ 307، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ملفوظات اعلیٰ حضرت میں ہے: ”جو سونے یا تانبے یا لوہے یا پیتل کی انگوٹھی یا چاندی کی ساڑھے چار ماشے

سے زیادہ وزن کی یا کئی انگوٹھیاں اگرچہ سب مل کر ساڑھے چار ماشے سے کم ہوں پہنے، اس کی نماز مکروہ تحریمی،

واجب الاعدادہ ہے۔“ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، صفحہ 309، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ ارشاد فرماتے ہیں: ”مرد کو زیور پہننا مطلقاً حرام ہے۔ صرف

چاندی کی ایک انگوٹھی جائز ہے، جو وزن میں ایک مثقال یعنی ساڑھے چار ماشے سے کم ہو اور سونے کی انگوٹھی بھی

حرام ہے۔۔۔ انگوٹھی صرف چاندی ہی کی پہنی جاسکتی ہے، دوسری دھاتوں کی انگوٹھی پہننا حرام ہے مثلاً

لوہا، پیتل، تانبا، جست وغیرہ۔“

(بہار شریعت، ج 3، ص 426، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم بحال و رسولہ اعلم بنی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو حذیفہ محمد شفیق عطاری

01 ربیع الاول 1441ھ / 30 اکتوبر 2019ء

الجواب صحیح

مفتی محمد قاسم عطاری

فتویٰ: 87

آرٹیفیشل زیورات کی زکوٰۃ کا شرعی حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ آرٹیفیشل زیورات پر زکوٰۃ کا کیا حکم ہے؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

آرٹیفیشل زیورات اگر تجارت کی غرض سے رکھے ہوں، تو ان پر دیگر شرائط کی موجودگی میں زکوٰۃ فرض ہوگی۔ البتہ اگر تجارت کے لئے نہ ہوں، بلکہ استعمال کرنے یا کسی اور مقصد کے لئے رکھے ہوں، تو ان پر زکوٰۃ لازم نہیں ہوگی، اگرچہ ان کی مالیت بہت زیادہ ہو، کیونکہ زکوٰۃ فقط تین قسم کے اموال پر لازم ہوتی ہے۔ (1) ثمن یعنی سونا، چاندی (تمام ممالک کی کرنسیاں اور پرائز بانڈز بھی اسی میں شامل ہیں)۔ (2) مال تجارت یعنی ایسا مال جو بیچنے کی نیت سے خریدا جائے۔ (3) سائتمہ یعنی چرائی پر گزارا کرنے والے جانور جن سے مقصود دودھ، نسل یا قربہ کرنا ہوتا ہے۔ اور غیر تجارتی آرٹیفیشل زیورات ان تینوں میں سے نہیں، لہذا ان پر زکوٰۃ بھی لازم نہ ہوگی۔

مال تجارت پر زکوٰۃ فرض ہے۔ چنانچہ سنن ابی داؤد میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، وہ فرماتے ہیں: ”فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یامرنا ان نخرج الصدقة من الذی نعد للبیع“ ترجمہ: پس بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اس چیز کی بھی زکوٰۃ ادا کریں جس کو ہم تجارت کے لیے مہیا کریں۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکوٰۃ، باب العروض اذا كانت للتجارة، ج 1، ص 228، مطبوعہ لاہور)

فتاویٰ عالمگیری میں زکوٰۃ کی فرضیت کی شرائط کے بیان میں ہے: ”ومنها کون النصاب نامیا حقیقة بالتوالد والتناسل والتجارة او تقدیراً بان یتممکن من الاستنماء بکون المال فی یدہ او فی ید نائبہ وینقسم کل واحد منهما الی قسمین: خلقی وفعلی، ہکذا فی التبیین، فالخلق: الذہب والفضة، لانہما لا یصلحان للانتفاع باعیانہما فی دفع الحوائج الاصلیہ، فتجب الزکاة فیہما نوى التجارة اولم ینو اصالاً او نوى النفقة والفعلی: ما سواہما ویكون الاستنماء فیہ بنیۃ التجارة او الاسامة ونیۃ التجارة والاسامة لا تعتبر ما لم تتصل بفعل التجارة او الاسامة“ ترجمہ: اور زکوٰۃ کی شرائط میں سے ایک شرط نصاب کا نامی (بڑھنے والا) ہونا بھی ہے۔ (اب) مال حقیقتاً بڑھے (جیسے) جانوروں سے بچے اور نسل حاصل ہونے اور (مال کی) تجارت کے سبب یا تقدیراً بڑھے بایں طور کہ مال اپنے یا نائب کے قبضہ میں ہونے کے سبب اسے بڑھانا ممکن ہو اور ان دونوں قسموں میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں: خلقی اور فعلی۔

ایسے ہی تمبین میں ہے۔ پس خلقی: تو وہ سونا چاندی ہے، کیونکہ یہ دونوں اس چیز کی صلاحیت نہیں رکھتے کہ حاجتِ اصلیہ کو دور کرنے میں بعینہ ان سے نفع اٹھایا جاسکے، پس ان دونوں میں زکوٰۃ واجب ہوگی، تجارت کی نیت کی ہو یا اصلاً تجارت کی نیت نہ ہو یا خرچ کرنے کی نیت ہو۔ اور فعلی: تو وہ ان دونوں کے سوا چیزیں ہیں اور ان میں بڑھوتری تجارت کی نیت یا جانوروں کو سائتمہ بنانے کے ساتھ ہوگی اور تجارت اور جانوروں کو سائتمہ بنانے کی نیت معتبر نہیں ہوگی جب تک یہ نیت تجارت یا سائتمہ بنانے کے فعل کے ساتھ ملی ہوئی نہ ہو۔

(فتاویٰ عالمگیری، ج 1، ص 192، مطبوعہ کراچی)

اسی بارے میں صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”مال نامی ہونا یعنی بڑھنے والا خواہ حقیقتہ بڑھے یا حکماً یعنی اگر بڑھانا چاہے، تو بڑھائے یعنی اس کے یا اس کے نائب کے قبضہ میں ہو، ہر ایک کی دو صورتیں ہیں۔ وہ اسی لئے ہی پیدا کیا گیا ہو، اسے خلقی کہتے ہیں، جیسے سونا چاندی، کہ یہ اسی لئے پیدا ہوئے کہ ان سے چیزیں خریدی جائیں یا اس لئے مخلوق تو نہیں، مگر اس سے یہ بھی حاصل ہوتا ہے، اسے فعلی کہتے ہیں۔ سونے چاندی کے علاوہ سب چیزیں فعلی ہیں، کہ تجارت سے سب میں نمو ہوگا۔ سونے چاندی میں مطلقاً زکوٰۃ واجب ہے، جب کہ بقدر نصاب ہوں، اگرچہ دفن کر کے رکھے ہوں، تجارت کرے یا نہ کرے اور ان کے علاوہ باقی چیزوں پر زکوٰۃ اس وقت واجب ہے کہ تجارت کی نیت ہو یا چرائی پر چھوٹے جانور و بس۔ خلاصہ یہ کہ زکوٰۃ تین قسم کے مال پر ہے: (1) ثمن یعنی سونا چاندی، (2) مال تجارت، (3) سائتمہ یعنی چرائی پر چھوٹے جانور۔

(بہار شریعت، ج 1، ص 882، مطبوعہ، مکتبۃ المدینہ)

جو چیز اوپر بیان کردہ تین اموال (سونا چاندی، مال تجارت اور سائتمہ جانوروں) کے علاوہ زینت حاصل کرنے کے لئے ہو، اس پر زکوٰۃ نہیں ہوگی۔ اس بارے میں مبسوط سرخسی میں ہے: ”ولیس۔۔ زکوٰۃ۔۔ ما یتجمل بہ من آتية أو لؤلؤ و فرس و متاع لم ینوبہ التجارة، لان نصاب الزکوٰۃ المال النامي و معنی النماء فی هذه الاشياء لا یكون بدون نية التجارة، و كذلك الفلوس یشتریہا للمنفقة فانہا صفر و الصفر لیس بمال الزکوٰۃ باعتبار عینہ بل باعتبار طلب النماء منه، و ذلك غیر موجود فیما اذا اشتراه للمنفقة“ ترجمہ: اور جن چیزوں سے زینت حاصل کی جاتی ہے، ان پر زکوٰۃ فرض نہیں، جیسے (سونے چاندی کے علاوہ دیگر) برتن، موتی، گھوڑا اور ایسا سامان جس میں تجارت کی نیت نہ ہو، کیونکہ زکوٰۃ کا نصاب مال نامی ہوتا ہے اور ان چیزوں میں تجارت کی نیت کے بغیر نمو (بڑھوتری) والا معنی نہیں پایا جاتا۔ اور اسی طرح پتیل

کے سکے خرچ کرنے کے لئے خریدے (توان میں بھی زکوٰۃ لازم نہیں)، کیونکہ یہ پیتل ہے اور پیتل اپنے عین کے اعتبار سے مالِ زکوٰۃ نہیں، بلکہ اس سے نمو طلب کرنے کے اعتبار سے مالِ زکوٰۃ ہے اور جب اسے خرچ کرنے کے لئے خریدا، تو نمو طلب کرنے والا معنی اس میں نہیں پایا جائے گا۔

(مبسوط سرخسی، زکاة الحلی، ج 2، ص 264، مطبوعہ کوئٹہ)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

05 ذوالحجۃ الحرام 1442ھ 16 جولائی 2021ء

فتویٰ: 88

بیوٹی پارلر میں موجود میک اپ پر زکوٰۃ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ بیوٹی پارلر میں میک اپ کے لئے رکھے ہوئے سامان کہ جس سے دلہا، دلہن وغیرہ کو تیار کیا جاتا ہے، اس پر زکوٰۃ لازم ہے یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

جواب جاننے سے قبل تمہیداً یہ قاعدہ سمجھ لیجئے کہ پیشہوروں کے پاس کام میں استعمال ہونے والے آلات یا سامان تین طرح کا ہوتا ہے۔ (1) جسے باقی رکھ کر نفع اٹھایا جاتا ہے۔ (2) جسے ہلاک کر کے نفع اٹھایا جاتا ہے اور کام میں اس کا عین یا اثر باقی نہیں رہتا۔ (3) جسے ہلاک کر کے نفع اٹھایا جاتا ہے، لیکن کام میں اس کا عین یا اثر باقی رہتا ہے۔ ان میں سے پہلی دو قسموں کے سامان پر زکوٰۃ واجب نہیں، جبکہ تیسری قسم کے سامان پر زکوٰۃ واجب ہے۔

اس تفصیل کے بعد غور کیا جائے، تو بیوٹی پارلر میں میک اپ کے دوران استعمال ہونے والی اشیاء بھی تین طرح کی ہوتی ہیں، جن کی تفصیل اور حکم درج ذیل ہے:

(1) جنہیں باقی رکھ کر نفع حاصل کیا جاتا ہے، مثلاً میک اپ میں استعمال ہونے والے مختلف برش،

تھریڈنگ اور بالوں کو ڈائی کرنے والی مشینری وغیرہ۔

(2) جنہیں ہلاک کر کے نفع اٹھایا جاتا ہے اور کام میں ان کا عین یا اثر باقی نہیں رہتا، جیسے مساج اور قشیل میں استعمال ہونے والی کریمیں، کہ وقتی طور پر قشیل / مساج کر کے انہیں اتار دیتے ہیں اور بدن پر ان کا اثر بھی باقی نہیں رہتا، کیونکہ ان کریموں کو چہرے / بدن کی میل چھڑانے اور کیل مہاسے وغیرہ ختم کرنے کے بعد اتار دیا جاتا ہے۔ ان دونوں قسموں کے سامان پر زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی، اگرچہ اس کی مالیت بہت زیادہ ہو اور اس پر سال بھی گزر چکا ہو، کیونکہ یہ مال تجارت نہیں۔

(3) جنہیں ہلاک کر کے نفع اٹھایا جاتا ہے، لیکن کام میں ان کا عین یا اثر باقی رہتا ہے، جیسے بیس پاؤڈر، لپ اسٹک، کاجل، آئی لائنر، نیل پالش، مہندی، مصنوعی پلکیں اور ناخن وغیرہ، کہ ان کا عین یا اثر بدن پر باقی رکھ کر زینت حاصل کی جاتی ہے۔ اس قسم کے سامان پر زکوٰۃ فرض ہوگی، بشرطیکہ زکوٰۃ فرض ہونے کی تمام شرائط پائی جائیں، کیونکہ یہ اشیاء مال تجارت میں سے ہیں۔

وضاحت: جس چیز کا عین یا اثر کام میں باقی رہتا ہے، اس پر فرضیتِ زکوٰۃ کی وجہ یہ ہے کہ اس میں کام کے بدلے ملنے والی اجرت کا کچھ حصہ اس عین یا اس کے اثر کے مقابلے میں بھی ہوتا ہے، گویا کام کرنے والا اپنی محنت کے ساتھ ان چیزوں کو بھی بیچ رہا ہوتا ہے، لہذا ان چیزوں کا شمار مال تجارت میں سے ہوگا اور مال تجارت پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔ البتہ جس چیز کا عین یا اثر کام میں باقی نہیں رہتا، اس میں اجرت عین یا اثر کے مقابلے میں نہیں ہوتی، بلکہ فقط محنت کے عوض ہوتی ہے، لہذا ایسی چیزوں کے مال تجارت نہ ہونے کی وجہ سے ان پر زکوٰۃ بھی لازم نہیں ہوگی۔

مال تجارت پر زکوٰۃ فرض ہے۔ چنانچہ سنن ابی داؤد میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی، وہ فرماتے ہیں: ”فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یامرنا ان نخرج الصدقة من الذی نعد للبیع“ ترجمہ: پس بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اس چیز کی بھی زکوٰۃ ادا کریں جس کو ہم تجارت کے لئے مہیا کریں۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الزکوٰۃ، باب العروض اذا کانت للمتجارة، ج 1، ص 228، مطبوعہ لاہور)

درر اور اس کی شرح غرر میں زکوٰۃ کی فرضیت کی شرائط میں ہے: ”فارغ۔۔ عن الحاجة الاصلیة۔۔ فلا

تجب۔۔ فی دور السکنی۔۔ وآلات المحترفين“ ترجمہ: (زکوٰۃ کی فرضیت کی شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ) نصاب حاجتِ اصلیہ سے فارغ ہو، پس رہائشی گھروں اور پیشہ وروں کے آلات میں زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔ (درر مع شرح غرر ج 1، ص 172، مطبوعہ دار احیاء الکتب)

”آلات المحترفين“ کے تحت حاشیہ شرنبلالی میں ہے: ”المراد بها ما لا يستهلك عينه في الانتفاع كالقدوم والمبرد او ما يستهلك ولا تبقى عينه كصابون وحرص لغسل حال عليه الحول ويساوي نصابا، لان الماخوذ بمقابلة العمل، اما لو اشترى ما تبقى عينه كعصفر وزعفران نصابا، لان الماخوذ فيه الزكوة، لان الماخوذ فيه بمقابلة العين“ ترجمہ: ان سے مراد ایسے آلات ہیں جن سے نفع اٹھانے میں عین ہلاک نہیں ہوتا، جیسے بڑھئی کا تیشہ اور رندا۔ یا جو ہلاک ہو جاتے ہیں اور ان کا عین باقی نہیں رہتا جیسا کہ صابون اور اشان کپڑے دھونے والے کے لئے، ان پر سال گزر جائے اور یہ نصاب کے برابر ہوں (تب بھی زکوٰۃ لازم نہیں) کیونکہ اجرت کام کے بدلے میں ہے۔ بہر حال ایسی چیز خریدی جس کا عین باقی رہتا ہے جیسا کہ رنگریز کے لئے عصفر (ایک زرد رنگ کی بوٹی جس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں) اور زعفران اور دباغت کرنے والے کے لئے تیل اور مازو (ایک قسم کی دوا جو سیال شے کو گاڑھا کر دیتی ہے)، تو ان میں زکوٰۃ ہوگی، اس لئے کہ اجرت عین کے مقابلے میں (بھی) ہے۔

(حاشیہ شرنبلالی مع درر شرح غرر ج 1، ص 173، مطبوعہ دار احیاء الکتب)

بدائع الصنائع میں ہے: ”واما الاجراء الذين يعملون للناس نحو الصباغين والقصارين والدباغين اذا اشتروا الصبغ والصابون والدهن ونحو ذلك مما يحتاج اليه في عملهم ونووا عند الشراء ان ذلك للاستعمال في عملهم، هل يصير ذلك مال التجارة؟ روى بشر بن الوليد عن ابي يوسف ان الصباغ اذا اشترى العصفر والزعفران ليصبغ ثياب الناس فعليه فيه الزكاة، والحاصل ان هذا على وجهين: ان كان شيئا يبقى اثره في المعمول فيه كالصبغ والزعفران والشحم الذي يدبغ به الجلد، فانه يكون مال التجارة، لان الاجري يكون مقابلة ذلك الاثر وذلك الاثر مال قائم، فانه من اجزاء الصبغ والشحم، لكنه لطيف، فيكون هذا تجارة، وان كان شيئا لا يبقى اثره في المعمول فيه مثل الصابون والاشنان والقلبي والكبريت، فلا يكون مال التجارة، لان عينها تتلف ولم ينتقل اثرها الى الثوب المغسول، حتى يكون له حصة من العوض، بل البياض

اصلی للشوب يظهر عند زوال الدرن، فما ياخذ من العوض يكون بدل عمله، لا بدل هذه الآلات، فلم يكن مال التجارة“ ترجمہ: بہر حال کارِ دیگر جو لوگوں کے کام کرتے ہیں جیسے رنگریز، دھوبی اور کھالوں کی دباغت کرنے والے، جب یہ رنگ، صابون، تیل اور ان جیسی دیگر چیزیں خریدیں کہ جن کی انہیں اپنے کام میں ضرورت پڑتی ہے اور ان چیزوں کو خریدتے وقت یہ نیت کریں کہ یہ ان کے کام میں استعمال کے لئے ہیں، تو کیا یہ مال تجارت ہوں گی؟ بشر بن ولید نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ بیشک رنگریز نے عصفر اور زعفران خریدا، تاکہ وہ اس سے لوگوں کے کپڑے رنگے، تو اس پر زکوٰۃ لازم ہوگی اور حاصل یہ ہے کہ بیشک یہ مسئلہ دو صورتوں پر مشتمل ہے: ایک یہ کہ اگر وہ ایسی چیز ہو کہ کام میں اس کا اثر باقی رہے جیسا کہ رنگ، زعفران اور وہ چربی جس سے کھالوں کی دباغت کی جاتی ہے، پس یہ مال تجارت ہوگا، کیونکہ یہاں اجرت اس اثر کے مقابلے میں (بھی) ہوگی اور یہ اثر مال ہے جو (کپڑے اور کھال کے ساتھ) قائم ہے، کیونکہ یہ رنگ اور چربی کے اجزاء ہیں، لیکن بہت باریک ہیں، پس یہ مال تجارت ہوگا۔ اور اگر وہ ایسی چیز ہے کہ کام میں اس کا اثر باقی نہ رہے جیسے صابون، اشان، قلی (ایک قسم کے کھار کا نام ہے، جو اسی نام کے ایک پودے کی راکھ سے بنایا جاتا ہے) اور گندھک، تو یہ مال تجارت نہیں، کیونکہ ان کا عین ہلاک ہو جائے گا اور ان کا اثر دھلے ہوئے کپڑے کی طرف منتقل نہیں ہوگا، یہاں تک کہ عوض میں سے ایک حصہ اثر کے مقابلے میں ہو، بلکہ کپڑے کی سفیدی اصلی ہے، جو کپڑے سے میل ختم ہونے کے وقت ظاہر ہوگی، پس وہ جتنا بھی عوض لے گا وہ اس کے کام کا بدل ہوگا، نہ کہ ان آلات کا بدل، لہذا یہ مال تجارت بھی نہیں ہوگا۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

18 ذوالحجۃ الحرام 1442ھ 29 جولائی 2021ء

فتویٰ: 89

سونے چاندی کے استعمالی زیورات پر زکوٰۃ کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ خواتین کے سونے چاندی کے استعمالی زیورات پر زکوٰۃ لازم ہے یا نہیں نیز یہ بتادیں زیورات حاجتِ اصلیہ میں شمار ہوتے ہیں یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

سونے چاندی کے استعمالی زیورات پر اگر شرائط زکوٰۃ پائی جائیں تو زکوٰۃ لازم ہے، کیونکہ شریعت مطہرہ کے قوانین کی روشنی میں سونا چاندی ثمن اصلی ہیں، لہذا وہ زیورات کی شکل میں ہوں یا ڈلی کی صورت میں یا برتنوں کی شکل میں، استعمال میں ہوں یا فارغ ہوں، ہر صورت میں شرائط زکوٰۃ پائے جانے کی صورت میں زکوٰۃ فرض ہوگی، نیز زیور پہننا حاجت اصلیہ میں شامل نہیں۔

نور الایضاح میں ہے: ”فرضت علی حر مسلم مکلف مالک لنصاب من نقد ولو تبراً او حلیاً او انیۃ“ ترجمہ: زکوٰۃ ہر اس آزاد مسلمان مکلف پر فرض ہے جو نقدی میں سے نصاب کا مالک ہو اگرچہ وہ سونا، چاندی ڈلی کی صورت میں ہو، زیورات کی صورت میں ہو یا برتنوں کی صورت میں۔

(نور الایضاح، کتاب الزکاة، صفحہ 154، مطبوعہ لاہور)

حاشیۃ الطحطاوی میں ہے: ”وفی الدر أفاد وجوب الزکاة فی التقدین ولو کانا للمتجمل أو للنفقة قال لأنهما خلقا أثمانا فیزکیہما کیف کانا“ ترجمہ: در میں ہے: سونا، چاندی میں وجوب زکوٰۃ کا افادہ کیا اگرچہ وہ پہننے یا نفقہ کے لئے ہوں، فرماتے ہیں: چونکہ وہ دونوں ثمن اصلی ہیں، لہذا وہ کسی بھی صورت میں ہوں ان کی زکوٰۃ نکالی جائے گی۔

(حاشیۃ الطحطاوی، جلد 1، صفحہ 714، دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان)

امام اہلسنت، اعلیٰ حضرت، الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن تحریر فرماتے ہیں: ”فی الواقع سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے اور چاندی کا ساڑھے باون تولے ہے ان میں سے جو اس کے پاس ہو اور سال پورا اس پر گزر جائے اور کھانے پہننے مکان وغیرہ ضروریات سے بچے اور قرض اسے نصاب سے کم نہ کر دے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے، اگرچہ پہننے کا زیور ہو زیور پہننا کوئی حاجت اصلیہ نہیں۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 10، صفحہ 129، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم ورحلہ ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو واصف محمد آصف عطاری

الجواب صحیح

مفتی محمد ہاشم خان عطاری

13 رمضان المبارک 1442ھ 26 اپریل 2021ء

فتویٰ: 90

زیورات پر گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ کسی اسلامی بہن کی 27 دسمبر 2006 کو شادی ہوئی، اسے میکے اور سسرال کی طرف سے 20 تولہ زیورات ملے جو کہ اسی کی ملکیت میں کر دیے گئے تھے، پھر فروری 2008 میں 9 گرام سونا تحفے میں ملا، پھر ستمبر 2010 میں سارا سونا بیچ کر رہنے کے لئے پلاٹ خرید لیا، اس دوران سونے کی زکوٰۃ ادا نہیں کی گئی تھی، اب دریافت یہ کرنا ہے کہ اس اسلامی بہن پر سابقہ سالوں کی کتنی زکوٰۃ ہوگی؟ اس کے علاوہ اس اسلامی بہن کے پاس اور کوئی مال زکوٰۃ نہیں تھا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

جواب سے پہلے یہ جان لیں:

- (1) نصاب پر سال پورا ہونے کے بعد زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر کرنا گناہ ہے۔
- (2) زکوٰۃ نکالنے کے لئے تاریخ، مہینے اور سال کا تعین ہجری سال کے اعتبار سے ہوگا۔
- (3) زکوٰۃ اگر سونے کی سونے سے یا چاندی کی چاندی سے ادا کی جائے تو اس وقت وزن کا اعتبار ہوگا اور اگر زکوٰۃ پیسوں سے نکالنی ہے تو اس وقت قیمت کا اعتبار ہوگا اور اس میں قیمت زکوٰۃ کے سال کے اختتام والی معتبر ہوگی۔

(4) کسی کے پاس نصاب کی مقدار سے زائد صرف سونا یا صرف چاندی ہو اس کے علاوہ کسی طرح کا مال زکوٰۃ نہ ہو تو سب سے پہلے وہ نصاب کی مقدار سے چالیسواں حصہ زکوٰۃ نکالے، اب جو زائد مقدار ہے اسے دیکھے اگر وہ کل نصاب کا پانچواں حصہ ہے تو اس کی بھی زکوٰۃ ادا کرے ورنہ وہ معاف ہے، اسی طرح باقی زائد کو دیکھا جائے گا۔

(5) چند سالوں کی زکوٰۃ رہتی ہو تو اس کی ادائیگی کی صورت میں ہر سال جتنی مقدار زکوٰۃ لازم ہوئی ہے اگلے سال زکوٰۃ ادا کرتے وقت اتنی مقدار نصاب سے کم کر کے باقی کی زکوٰۃ نکالیں گے۔ چنانچہ فتاویٰ

رضویہ میں ہے: بیان سائل سے معلوم ہوا کہ زیور ہر سال اتنا ہی رہا کم و بیش نہ ہوا تو ہر سال جو سونے کا نرخ تھا اُس سے ۴ تو لے ۶ ماشے ۳ سرخ کی قیمت لگا کر زیور نقرہ کے وزن میں شامل کی جائے گی اور ہر ساڑھے باون تو لے چاندی پر اس کا چالیسواں حصہ، پھر ہر ساڑھے دس تو لے چاندی پر اس کا چالیسواں حصہ واجب آئے گا، اخیر میں جو ساڑھے دس تو لے چاندی سے کم بچے معاف رہے گی، ہر دوسرے سال اگلے برسوں کی جتنی زکوٰۃ واجب ہوتی آئی مال موجود میں سے اتنا کم ہو کر باقی پر زکوٰۃ آئے گی، تین سال سے یہ نقد روپیہ بھی بدستور حساب میں شامل کیا جائیگا اور ہر دوسرے سال جتنے روپے خرچ ہو گئے کم کر لئے جائیں گے، یوں تین سال کا مجموعی حساب کر کے جس قدر زکوٰۃ فرض نکلی سب فوراً فوراً ادا کر دینی ہوگی اور اب تک جو ادا میں تاخیر کی بہت زاری کے ساتھ اُس سے توبہ فرض ہے اور آئندہ ہر سال تمام پر فوراً ادا کی جائے۔ یہ اگلے تین برسوں میں اس کے سال تمام ہونے کے دن سونے کا بھاؤ دریافت کرنے میں دقت ہو تو احتیاطاً زیادہ سے زیادہ نرخ لگالے کہ زکوٰۃ کچھ رہ نہ جائے، واللہ تعالیٰ اعلم۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 10، ص 128 و 129، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

اسی میں ہے: سونے کے عوض سونا، چاندی کے عوض چاندی زکوٰۃ میں دی جائے جب تو نرخ کی کوئی حاجت ہی نہیں، وزن کا چالیسواں حصہ دیا جائے گا، ہاں اگر سونے کے بدلے چاندی یا چاندی کے بدلے سونا دینا چاہیں تو نرخ کی ضرورت ہوگی، نرخ نہ بنوانے کے وقت کا معتبر ہونہ وقت ادا کا، اگر ادا سال تمام کے پہلے یا بعد ہو جس وقت یہ مالک نصاب ہوا تھا وہ ماہ عربی و تاریخ وقت جب عود کریں گے اس پر زکوٰۃ کا سال تمام ہوگا اس وقت نرخ لیا جائے گا۔

(فتاویٰ رضویہ، ج 10، ص 133، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

صورت مسئلہ میں اس اسلامی بہن پر تین سالوں کی زکوٰۃ لازم ہوگی کہ اس کے بعد اس نے سونا بیچ کر پلاٹ خرید لیا اور وہ اسلامی بہن تین سالوں کی زکوٰۃ میں تاخیر کرنے کی وجہ سے گناہگار ہوئیں، ان پر لازم ہے کہ اپنے اس گناہ سے توبہ کرتے ہوئے فوراً اپنے تین سالوں کی زکوٰۃ ادا کریں، وہ اسلامی بہن 27 دسمبر 2006 کو مالک نصاب ہوئیں چونکہ زکوٰۃ کا سال ہجری سن سے شمار کیا جاتا ہے اور مذکورہ عیسوی تاریخ کو ہجری تاریخ 6 ذوالحجہ 1427 بنتی ہے، لہذا 6 ذوالحجہ 1428 ہجری کو ان کا زکوٰۃ کا سال مکمل ہو گیا جس کی زکوٰۃ کی تفصیل درج ذیل ہے:

لہذا اس کے مطابق اس اسلامی بہن پر ہر سال 5.85 ماشے اور مکمل تین سالوں کی 1.4625 تولہ

زکوٰۃ لازم ہوئی، اب اگر وہ اسلامی بہن سونے سے زکوٰۃ دینا چاہتی ہیں تو 1.4625 تولہ زکوٰۃ میں ادا کر دیں، اور اگر وہ سونے کی بجائے اس کی قیمت سے زکوٰۃ دینا چاہتی ہیں تو وہ 16 دسمبر 2007 کو سونے کی جو قیمت تھی معلوم کر کے 5.85 ماشے سونے کی قیمت بطور زکوٰۃ دیں، اسی طرح 04 دسمبر 2008 اور 23 نومبر 2009 کو سونے کی جو قیمت تھی معلوم کر کے دونوں سالوں کی الگ الگ 5.85 ماشے سونے کی قیمت زکوٰۃ میں ادا کر دیں۔ جبکہ ستمبر 2010 بمطابق رمضان 1431 کو انہوں نے سونا بیچ کر رہنے کے لئے پلاٹ لے لیا اس لئے اگر اس کے علاوہ کوئی اور مال زکوٰۃ ان کے پاس نہیں تھا تو بعد میں ان پر زکوٰۃ لازم نہ ہوئی۔

واللہ اعلم عندہ جل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی ابو الحسن محمد ہاشم خان عطاری
27 ربیع الاول 1440ھ 06 دسمبر 2018ء

فتویٰ: 91

لپ اسٹک پاک ہے یا ناپاک اور روزے میں لگانا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ سنا ہے کہ لپ اسٹک میں خنزیر کی چربی ڈالی جاتی ہے۔ خنزیر کی چربی ڈالنے یا نہ ڈالنے کے حوالے سے کوئی حتمی یقینی معلومات نہیں ہیں، صرف سنی سنائی باتیں ہیں، لہذا شرعی رہنمائی فرمائیں کہ:

(1) لپ اسٹک پاک ہے یا ناپاک ہے؟

(2) نیز اسے روزے کی حالت میں لگا سکتے ہیں یا نہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

(1) جب تک لپ اسٹک میں خنزیر کی چربی ہونے کی یقینی معلومات نہ ہوں تو اس وقت تک اسے ناپاک

نہیں کہہ سکتے کیونکہ اصل، اشیاء کا پاک و حلال ہونا ہے جب تک کسی چیز کے ناپاک اور حرام ہونے کا شرعی ثبوت نہ ہو، لہذا جب شرعی ثبوت نہیں ہے تو لپ اسٹک پاک ہی کہلائے گی۔

لوگوں کی محض سنی سنائی بات کی وجہ سے کوئی چیز حرام نہیں ہو جاتی۔ امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ

الرحمن فرماتے ہیں: ”اصل متیقن طہارت و خلعت تو شکوک و ظنون ناقابل عبرت۔“

(فتاویٰ رضویہ شریف، جلد 4، صفحہ 508، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

ایک اور مقام پر امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: ”شریعتِ مطہرہ میں طہارت و خلعت اصل ہیں اور ان کا ثبوت خود حاصل کہ اپنے اثبات میں کسی دلیل کا محتاج نہیں اور حرمت و نجاست عارضی کہ ان کے ثبوت کو دلیل خاص درکار اور محض شکوک و ظنون سے ان کا اثبات ناممکن کہ طہارت و خلعت پر بوجہ اصالت جو یقین تھا اس کا زوال بھی اس کے مثل یقین ہی سے متصور نہ نرا ظن لاحق یقین سابق کے حکم کو رفع نہیں کرتا یہ شرع شریف کا ضابطہ عظیمہ ہے جس پر ہزار ہا احکام متفرع، یہاں تک کہ کہتے ہیں تین چوتھائی فقہ سے زائد اس پر مبتنی اور فی الواقع جس نے اس قاعدہ کو سمجھ لیا وہ صد ہا وسوس ہائے فتنہ پر دازی اوہام باطلہ و دست اندازی ظنون عاقلہ سے امان میں رہا۔۔۔۔۔ اور یہ نفیس ضابطہ نہ صرف اسی قسم کے مسائل میں بلکہ ہزار ہا جگہ کام دیتا ہے جب کسی کو کسی شے پر منع و انکار کرتے اور اسے حرام یا مکروہ یا ناجائز کہتے سنو! جان لو کہ ہر ثبوت اس کے ذمہ ہے جب تک دلیل واضح شرعی سے ثابت نہ کرے اس کا دعویٰ اسی پر مردود اور جائز و مباح کہنے والا بالکل سبکدوش کہ اس کے لئے تمسک باصل موجود، علماء فرماتے ہیں: ”یہ قاعدہ نصوص علیہ احادیث نبویہ علی صاحبہا الفضل الصلاة والتحیۃ و تصریحات جلیہ حنفیہ و شافعیہ و غیر ہم عامہ علماء وائمہ سے ثابت یہاں تک کہ کسی عالم کو اس میں خلاف نظر نہیں آتا۔“

(فتاویٰ رضویہ شریف، جلد 4، صفحہ 476 تا 478، ملخصاً، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بازاری افواہوں کی کچھ حقیقت نہیں ہوتی چنانچہ امام اہلسنت، امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں: ”بازاری افواہ قابل اعتبار اور احکام شرع کی مناط و مدار نہیں ہو سکتی بہت خبریں بے سرو پا ایسی مشتہر ہو جاتی ہیں جن کی کچھ اصل نہیں یا ہے تو بہزار تفاوت اکثر دیکھا ہے ایک خبر نے شہر میں شہرت پائی اور قائلوں سے تحقیق کیا تو یہی جواب ملا کہ سنا ہے نہ کوئی اپنا دیکھا بیان کرے نہ اس کی سند کا پتا چلے کہ اصل قائل کون تھا جس سے سن کر شدہ شدہ اس اشتہار کی نوبت آئی یا ثابت ہوا تو یہ کہ فلاں کا فرمایا فاسق منتہائے اسناد تھا پھر معلوم و مشاہد کہ جس قدر سلسلہ بڑھتا جاتا ہے خبر میں نئے نئے شگوفے نکلتے آتے ہیں زید سے ایک واقعہ سنیے کہ مجھ سے عمرو نے کہا تھا عمرو سے پوچھئے تو وہ کچھ اور بیان کرے گا۔ بکر سے دریافت ہوا تو اور تفاوت نکلا۔ علیٰ ہذا

(فتاویٰ رضویہ شریف، جلد 4، صفحہ 479، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

القیاس۔“

(2) روزے کی حالت میں لپ اسٹک لگانے سے بچنا چاہیے کہ تھوک وغیرہ کے ذریعے اندر جانے کا خدشہ ہے اگر کسی طرح حلق سے نیچے اتر گئی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اور حلق سے نہ بھی اترنے دی لیکن منہ میں اس کا ذائقہ محسوس ہو تو اس کا لگانا مکروہ ہوگا۔

روزہ میں کسی چیز کے چکھنے کے حوالے سے درمختار میں ہے "(و کرہ) لہ (ذوق شہیء و) کذا (مضغہ بلا عذر)" ترجمہ: اور مکروہ ہے روزہ دار کے لیے بلا عذر کسی چیز کا چکھنا اور اسی طرح اس کا چہانہ۔

(درمختار مع رد المحتار، جلد 02، صفحہ 416، دار الفکر، بیروت)

ایک سوال کے جواب میں امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں: "روزہ تین باتوں سے جاتا ہے (1) جماع اگرچہ انزال نہ ہو، اور (2) مس جبکہ انزال ہو، اور (3) باہر سے کوئی چیز جوف میں اس طرح داخل ہو کہ باہر اس کا علاقہ نہ رہے۔"

(فتاویٰ رضویہ شریف، جلد 10، صفحہ 486-487، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عز وجل و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی ابوالحسن محمد ہاشم خان عطاری

08 رمضان المبارک 1442ھ 21 اپریل 2021ء

تفصیلات

فتویٰ: 92

عورت کہاں تک زینت اختیار کر سکتی ہے؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ

(1) عورت صرف اور صرف اپنے شوہر کے لئے زینت اختیار کرتے ہوئے کبھی کندھوں سے نیچے اور کبھی

کندھوں سے اوپر بال کٹواتی ہے، یہ جائز ہے یا ناجائز ہے؟

(2) عورت کا اپنے شوہر کے لئے کہاں تک میک اپ کرنے کی اجازت ہے؟

(3) غیر شادی شدہ نوجوان عورت کو کہاں تک زینت کی اجازت ہے؟

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

(1) کندھوں سے اوپر بال کٹوانا جائز و حرام ہے کہ یہ مردوں سے مشابہت ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں

ہے: ”عورت کو اپنے سر کے بال کترنا حرام ہے اور کترے تو ملعونہ کہ مردوں سے تشبہ ہے۔ در مختار میں

ہے: ”قطعت شعر رأسھا اثم ولعنت والمعنی المؤثر التشبہ بالرجال“ کسی عورت نے سر کے

بال کتر ڈالے تو وہ گنہگار ہوئی۔ نیز اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت برسی اور اس میں جو علت مؤثرہ ہے وہ مردوں سے

”تشبہ“ ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 24، صفحہ 543، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

اگر شوہر اس پر راضی ہو تو وہ بھی گنہگار ہے۔ در مختار میں ہے ”فیہ (ای المجتبیٰ) قطعت شعر

راسھا اثم ولعنت فی البزازیۃ ولو بان الزوج لانه لا طاعة لمخلوق فی معصیۃ الخالق ولذا

یحرم علی الرجل قطع لحيته والمعنی المؤثر التشبہ بالرجال“ یعنی مجتبیٰ شرح قدوری میں ہے عورت

اپنے سر کے بال کاٹے تو گنہگار و ملعونہ ہو جائے گی۔ بزازیہ میں فرمایا کہ اگرچہ شوہر کی اجازت سے، اس لئے کہ خدا

کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں۔ اسی لئے مرد پر داڑھی کاٹنا حرام ہے اور علت گناہ مردوں کی وضع بنانی

ہے۔ (یعنی عورت کو موئے سر تراشنے کی حرمت میں یہ علت ہے کہ یہ مردانی وضع ہے جس طرح مرد کو ریش

تراشنی حرام ہونے کی علت کہ عورتوں سے تشبیہ ہے اور وہ دونوں ناجائز ہیں۔

(درمختار مع رد المحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، جلد 6، صفحہ 407، دار الفکر، بیروت)

امام احمد و دارمی و امام بخاری و ابو داؤد و ترمذی و نسائی و ابن ماجہ و طبرانی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں "لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المتشبهین من الرجال بالنساء، والمتشبهات من النساء بالرجال" ترجمہ: لعنت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان مردوں پر جو عورتوں کی وضع بنائیں اور ان عورتوں پر جو مردوں کی۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب المتشبهون بالنساء، الخ، جلد 7، صفحہ 159، دار طوق النجاة، مصر)

(2) عورت کا اپنے شوہر کے لئے زینت کرنا جبکہ شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے حلال اشیاء سے

کرے، جائز و مستحب ہے۔ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: "کہ عورت کا اپنے شوہر کے لئے گہنا پہننا، بناؤ سنگار کرنا باعث اجر عظیم اور اس کے حق میں نماز نفل سے افضل ہے۔ بعض صالحات کہ خود اور ان کے شوہر دونوں صاحب اولیاء کرام سے تھے ہر شب بعد نماز عشا پورا سنگار کر کے دلہن بن کر اپنے شوہر کے پاس آتیں اگر انھیں اپنی طرف حاجت پائیں حاضر رہتیں ورنہ زیور و لباس اتار کر مصلیٰ بچھائیں اور نماز میں مشغول ہو جاتیں اور دلہن کو سجانا تو سنت قدیمہ اور بہت احادیث سے ثابت ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 126، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

(3) کنواری لڑکی بھی شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے حلال اشیاء سے میک اپ وغیرہ کر سکتی

ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "بلکہ کنواری لڑکیوں کو زیور و لباس سے آراستہ رکھنا کہ انکی متگنیاں آتی ہیں، یہ بھی سنت ہے۔۔۔ بلکہ عورت کا باوصف قدرت بالکل بے زیور رہنا مکروہ ہے کہ مردوں سے تشبیہ ہے۔۔۔ ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورت کو بے زیور نماز پڑھنا مکروہ جانتیں اور فرماتیں: کچھ نہ پائے تو ایک ڈورا ہی گلے میں باندھ لے۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 126 تا 128، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

یاد رہے کہ عورتوں کا بھنویں تراشوانا جائز نہیں ہے۔

واللہ اعلم، مرجعہ رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو احمد محمد انس رضا عطاری مدنی

الجواب صحیح

مفتی محمد ہاشم خان عطاری

24 رمضان المبارک 1433ھ 13 اگست 2012ء

فتویٰ: 93

بیوٹی پارلر کی کمائی کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ بیوٹی پارلر کا کام کرنا، جائز ہے یا نہیں اور اس کی کمائی کا کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

بیوٹی پارلر زمیں بہت سے خلاف شرع امور کئے جاتے ہیں، جیسے خوبصورتی لانے کے لیے آئی برو بنانا جس میں بھنوں کے بالوں کو اکھیرا جاتا ہے اور عورتوں کے بھنوں کے بالوں کو اکھیرنے یا اکھڑوانے کو حدیث شریف میں باعث لعنت قرار دیا گیا ہے، مردوں کی طرح عورتوں کے بال چھوٹے چھوٹے کاٹے جاتے ہیں جس سے عورت مرد کے مشابہ معلوم ہوتی ہے اور عورتوں کا مردوں کی مشابہت والا یہ کام بھی باعث لعنت ہے، عورت کا مرد کی تزئین یا مرد کا عورت کی تزئین کرنا وغیرہ، البتہ ان میں بعض کام جائز بھی ہوتے ہیں مثلاً چہرے کے زائد بالوں کی صفائی، مختلف کریمز اور آئی شیڈز وغیرہ کے ذریعہ میک اپ کر کے چہرے کو خوبصورت بنانا، سیاہ مائل رنگت کو نکھارنا، ہاتھوں پاؤں میں مہندی لگانا، بالوں کو سنوارنا وغیرہ بھنوں کے بال بہت بد صورت ہوں تو ان کی فقط بد نمائی کو دور کرنا وغیرہ جائز میک اپ۔ تو اگر بیوٹی پارلر میں صرف جائز کام کیے جائیں خلاف شرع امور سے بالکل اجتناب کیا جائے تو بیوٹی پارلر کا کام کرنا، جائز ہے اور اس کی آمدنی بھی جائز و مباح جبکہ اجارے کی دیگر شرائط یعنی کام کا وقت یا کام معین ہو۔ اور اگر خلاف شرع امور کا بھی ارتکاب کرنا پڑتا ہو تو پھر یہ کام جائز نہیں اور ان ناجائز کاموں کی آمدنی بھی ناجائز ہوگی۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”ولو استأجر مشاطة لتزين العروس مباح قالوا لا يطيب لها الاجر الا ان يكون على وجه الهدية من غير شرط، وقيل ينبغي أن تجوز الاجارة اذا كانت مؤقتة أو كان العمل معلوماً ولم يتقش التماثيل على وجه العروس ويطيب لها الاجر لان تزيين العروس مباح“ ترجمہ:- اور اگر کسی نے دلہن سجانے والی کو اجارہ پر لیا تو یہ جائز ہے، بعض فقہاء نے فرمایا کہ اس

کی اجرت جائز نہیں مگر یہ کہ کام کے بعد اس کو بطور تحفہ کچھ دے دیا جائے جبکہ کسی قسم کی کوئی شرط نہ لگائی گئی ہو، اور بعض فقہاء نے فرمایا کہ اس کا وقت اگر معلوم ہے یا کام معلوم ہے تو اس کا اجارہ جائز اور اجرت پاک ہے کیونکہ دلہن کو سجانا مباح امر ہے لیکن اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ دلہن کے چہرے پر کسی قسم کے نقش و نگار یا تصویریں نہ بنائے۔“ (فتاویٰ عالمگیری جلد 4 صفحہ 526 مطبوعہ پشاور)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

22 شوال المکرم 1432ھ 21 ستمبر 2011ء

فتویٰ: 94

عورت کا میک اپ کروانے کے لیے بیوٹی پارلر جانا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ بیوٹی پارلر جانا کیسا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

بیوٹی پارلر پردے میں جانا اور پردے میں رہ کر جائز معاملات کرنا جائز ہے۔ اور ناجائز معاملات اگرچہ پردے میں ہوں ناجائز ہیں۔ جیسے میک اپ کروانا جائز ہے جبکہ پردے میں ہو اور بھنویں بنانا ناجائز ہے۔ اسی طرح عورتوں کا اتنی مقدار میں بال کٹوانا جس سے مردوں سے مشابہت ہو جائے، ناجائز ہے اور کندھوں کے نیچے بالوں کی نوکیں وغیرہ کاٹنا جائز ہے۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: ”عورت کو اپنے سر کے بال کترنا حرام ہے اور کترے تو ملعونہ کہ مردوں سے تشبہ ہے۔ در مختار میں ہے ”قطعت شعر رأسھا اثمت ولعنت والمعنی المؤثر التشبہ بالرجال“ ترجمہ: کسی عورت نے سر کے بال کتر ڈالے تو وہ گنہگار ہوئی۔ نیز اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت برسی اور اس میں جو علت مؤثر ہے وہ مردوں سے ”تشبہ“ ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 24، صفحہ 543، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

صحیح بخاری، مسلم، ابی داؤد، ترمذی، ابن ماجہ، نسائی میں ہے ”واللفظ للبخاری:“ عن ابن مسعود

رضی اللہ عنہ قال لعن اللہ الواشمات والمستوشمات والمتنمصات والمتفلجات للحسن

المغیرات خلق اللہ“ ترجمہ: ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کھال گودنے اور گدوانے والی، بال اکھاڑنے والی، خوبصورتی کے لئے دانتوں میں مصنوعی فاصلہ بنانے والی اور بناوٹ خداوند میں رد و بدل کرنے والی عورتوں پر لعنت فرماتا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب الواشمة، جلد 02، صفحہ 404، مطبوعہ لاہور)

البتہ اگر بھنویں بہت زیادہ ہو گئی ہیں اور دیکھنے میں بہت بری لگ رہی ہیں تو ہلکی سی ترشوا سکتے ہیں۔ یہ اسی صورت میں جبکہ بدنما لگتی ہوں، کئی عورتوں کو بری نہ بھی لگیں تو زبردستی اسے بدنمائی کے دائرے میں داخل کر کے تراشنا شروع کر دیتی ہیں۔ اللہ عز و جل نفس کی اتباع سے محفوظ رکھے۔

واللہ اعلم عز و جل و رسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

17 رمضان المبارک 1432ھ 18 اگست 2011ء

فتویٰ: 95

مرد کا عورت کو یا عورت کا مرد کو میک اپ کرنا

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ بیوٹی پارلر میں اجنبی مرد، عورت کو اور عورت، اجنبی مرد کو تیار کرے، تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟ نیز اس سے حاصل ہونے والی کمائی کا کیا حکم؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

شریعت مطہرہ نے عورت کو اجنبی مرد سے اور اسی طرح مرد کو اجنبیہ عورت سے پردے کا حکم دیا ہے اور ان دونوں کے ایک دوسرے کو بلا ضرورت شرعیہ چھونے کو حرام فرمایا ہے اور بیوٹی پارلر میں بے پردگی کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے جسم کو چھونا بھی پایا جاتا ہے، جو سخت ناجائز و حرام ہے اور کئی مرتبہ ان دونوں میں تنہائی بھی پائی جاتی ہے، جو مزید گناہ کا باعث ہے، الغرض یہ کام کئی ناجائز و حرام کاموں کا مجموعہ ہے، ایسا کرنے کی شریعت میں ہر گز ہر گز اجازت نہیں، البتہ اس پر ملنے والی اجرت حرام نہیں ہے، کیونکہ اس اجارے کے ناجائز و حرام ہونے کی وجہ نفس اجارہ یا شرائط صحت اجارہ نہیں بلکہ ایک امر خارج ہے اور وہ امر خارج بے پردگی، بدن

کو چھونا اور خلوت ہونا وغیرہ ہے، لہذا مرد کا اجنبی عورت کو اور اجنبی عورت کا مرد کو تیار کرنے پر ملنے والی اجرت فی نفسہ اجارے کے فقہی طور پر صحیح ہونے کی وجہ سے جائز ہے، یاد رہے کہ بھنویں بنانا فی نفسہ ناجائز و حرام کام ہے اور اس پر ملنے والی اجرت بھی ناجائز ہے، البتہ اگر اتنی زیادہ بڑھ گئیں کہ دیکھنے میں بُری لگیں، تو حدِ اعتدال تک بنوانے کی اجازت ہے۔

اجنبی مرد کا عورت کو دیکھنے کے بارے میں حدیث شریف میں ہے: ”لعن اللہ الناظر والمنظور إلیہ“ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ دیکھنے والے پر اور اُس پر جس کی طرف نظر کی گئی، اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے (یعنی دیکھنے والا جب بلا عذر قصد اُدیکھے اور دوسرا اپنے کو بلا عذر قصد اُدکھائے)۔
(شعب الایمان، ج 10، ص 214، مطبوعہ ریاض)

اجنبیہ عورت کو چھونے کے حرام ہونے کے بارے میں حدیث پاک میں ہے: ”قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لأن یطعن فی رأس أحدکم بمخیط من حديد خیر له من أن یمس امرأة، لا تحل له“ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کی سوئی گھونپ دی جائے، تو یہ اس کے لیے اس سے بہتر ہے کہ وہ ایسی عورت کو چھوئے، جو اس کے لیے حلال نہیں۔

(المعجم الکبیر، ابوالعلاء یزید بن عبد اللہ، الخ، ج 20، ص 211، حدیث 486، مطبوعہ قاہرہ)
اجنبیہ عورت سے خلوت کے حرام ہونے کے بارے میں حدیث پاک میں ہے: ”عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یخلون رجل بامرأة الا کان ثالثهما الشیطان“، یعنی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ کوئی مرد کسی (غیر محرم) عورت کے ساتھ اکیلا نہیں بیٹھتا، مگر یہ کہ تیسرا ان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔
(جامع ترمذی، ج 1، ص 351، مطبوعہ لاہور)

میک آپ کرنے پر فی نفسہ اجارہ کے جائز ہونے اور اس پر ملنے والی اجرت کے جواز کے بارے میں درمختار میں ہے: ”وجاز إجارة الماشطة لتزین العروس“ ترجمہ: بناؤ سنگھار کرنے والی عورت سے دُلہن سجانے کے لیے اجارہ کرنا جائز ہے۔
(درمختار مع رد المحتار، ج 9، ص 106، مطبوعہ کوئٹہ)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”تجوز الاجارة اذا كانت مؤقتة أو كان العمل معلوماً ولیم ینقش التماثل علی وجه العروس ویطیب لها الاجر لان تزین العروس مباح“، یعنی (بناؤ سنگھار کرنے والی

عورت سے) اجارہ کرنا جائز ہے جبکہ اس کا وقت یا کام معلوم ہو اور وہ دلہن کے چہرے پر تصویریں نہ بنائے اور اس کے لیے اجرت پاک ہے، کیونکہ دلہن کو سجانا، جائز کام ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری، ج 4، ص 526، مطبوعہ کوئٹہ)

موسوعہ کویتہ میں ہے: ”وصرح الحنفیة والشافعية بجواز استئجار الماشطة لتزين العروس۔۔۔ لأن أصل التزين مشروع، والإجارة على المنافع المشروعة صحيحة“ ترجمہ: بناؤ سنگھار کرنے والی عورت سے دلہن سجانے کے لیے اجارے کے جائز ہونے پر فقہائے احناف اور شوافع نے صراحت کی ہے، کیونکہ دلہن سجانا مشروع فعل ہے اور اجارہ مشروع منافع پر صحیح ہے۔ (موسوعہ کویتہ، ج 11، ص 276)

فی نفسہ کام کے جائز ہونے پر اجرت کے جائز ہونے کے بارے میں مبسوط سرخسی میں ہے: ”یکره له أن

يستأجر امرأة حرة۔۔۔ يستخدمها ويخلو بها، لقوله صلى الله عليه وسلم ”لا يخلون رجل بامرأة ليس منها بسبيل فإن ثالثهما الشيطان“ ولأنه لا يأمن من الفتنة على نفسه أو عليها إذا خلا بها، ولكن هذا النهي لمعنى في غير العقد فلا يمنع صحة الإجارة ووجوب الأجر إذا عمل كالنهي عن البيع وقت النداء“ ترجمہ: مرد کے لیے (اجنبی) آزاد عورت کو اپنی خدمت کے لیے اجارے پر رکھنا مکروہ ہے اس حال میں کہ مرد کی اس عورت کے ساتھ تنہائی ہو، کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”کوئی مرد کسی نامحرم عورت کے ساتھ تنہائی میں ہو، تو ان دونوں کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے“ کیونکہ تنہائی میں مرد و عورت پر فتنہ کا خوف ہے، لیکن یہ ممانعت اصل عقد میں نہیں بلکہ اس سے ہٹ کر کسی چیز (یعنی ناجائز خلوت) کی وجہ سے، لہذا کام کرنے کی صورت میں یہ ممانعت اجارے کے صحیح ہونے اور اجرت کے واجب ہونے میں رکاوٹ نہیں بنے گی، جیسا کہ جمعہ کی اذان اول سے ختم نماز جمعہ تک خرید و فروخت کرنا (اگرچہ) جائز نہیں (لیکن یہ بیع فاسد و باطل نہیں بلکہ درست ہے)۔

(مبسوط سرخسی، ج 16، ص 59، مطبوعہ کوئٹہ)

تنہائی میں عورت سے خدمت لینے پر اجرت کے جائز ہونے کی علت بیان کرتے ہوئے امام برہان الدین محمود بن صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: ”لكن الإجارة جائزة، لأنها عقدت على الاستخدام وأنه مباح“ ترجمہ: لیکن یہ اجارہ جائز ہے، کیونکہ عقد اجارہ خدمت لینے پر ہے اور خدمت پر اجارہ کرنا، جائز ہے۔

(محیط برہانی، ج 11، ص 301، مطبوعہ ادارۃ القرآن)

حرام ذریعہ ہونے کے باوجود اجرت کے جائز ہونے کے بارے میں سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت شاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ میں لکھتے ہیں: ”بہر حال نفس اجرت کہ کسی فعل حرام کے مقابل نہ ہو، حرام نہیں، یہی معنی ہیں اس قول حنفیہ کے کہ ”یطیب الاجروان کان السبب حراما کما فی الاشباہ وغیرہا فاحفظ فانه علم عزیز فی نصف سطر“ ترجمہ: اجرت طیب ہوگی اگرچہ سبب حرام ہے، جیسا کہ الاشباہ وغیرہ میں ہے۔ اس کو محفوظ کر لو یہ آدھی سطر میں نادر علم ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 19، ص 501، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

مزید لکھتے ہیں: ”اصل مزدوری اگر کسی فعل ناجائز پر ہو، سب کے یہاں ناجائز اور جائز پر ہو تو، سب کے یہاں جائز۔“

(فتاویٰ رضویہ، ج 23، ص 507، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

بھنویں ترشوانے کے حرام ہونے کے بارے میں صدر الشریعہ بدرالطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: ”اسی طرح گودنے والی اور گدوانے والی یاریتی سے دانت ریت کر خو بصورت کرنے والی یا دوسری عورت کے دانت ریتنے والی یا موچنے سے آبرو کے بالوں کو نوچ کر خو بصورت بنانے والی اور جس نے دوسری کے بال نوچے، ان سب پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔“

(بہار شریعت، ج 3، ص 596، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

اگر بھنویں اتنی زیادہ بڑھ گئیں کہ دیکھنے میں بُری لگیں، تو حدِ اعتدال تک ترشوانے کی اجازت کے بارے میں صدر الشریعہ بدرالطریقہ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں: ”بھوں کے بال اگر بڑے ہو گئے، تو ان کو ترشوا سکتے ہیں۔“

(بہار شریعت، ج 3، ص 585، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

19 جمادی الاول 1439ھ 06 فروری 2018ء

فتویٰ: 96

بیوٹی پارلر کا کام کرنا اور اس کام کے لیے مسجد کی دکان کرائے پر دینا

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس بارے میں کہ مسجد کی دکانوں میں ایک دکان بیوٹی پارلر کے کام کے لئے

دی گئی ہے اور وہاں دکان پر نمایاں طور پر بیوٹی پارلر کی تشہیر کے لئے کچھ عورتوں کی تصاویر کے سائٹ بورڈ وغیرہ بھی لگائے گئے ہیں تو معلوم یہ کرنا ہے کہ یہ کام کرنا اور اس کام کے لئے مسجد کی دکان کرائے پر دینا اور تصاویر لگانا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

میک اپ کرنا یا اس پر اجرت لینا ایک جائز کام ہے جبکہ خلاف شرع کاموں سے اجتناب کیا جائے۔ بیوٹی پارلر میں جائز و ناجائز دونوں قسم کے کام ہوتے ہیں۔ عمومی طور پر وہاں ہونے والے کاموں میں ناجائز کام درج ذیل ہیں:

(1) آئی بروز بنوانا۔ حدیث شریف میں اس کام پر لعنت فرمائی گئی ہے۔

(2) مردانہ طرز کے بال کاٹنا۔ حدیث شریف میں مردوں سے مشابہت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی گئی ہے۔

(3) رانوں کے بالوں کی صفائی کرنا۔ ایک عورت کے لئے دوسری عورت کی ناف سے گٹھنے سمیت جسم

کے حصوں کا پردہ ہے بلا ضرورت شرعیہ ان کو دیکھنا یا چھونا جائز نہیں۔

(4) بالوں میں سیاہ رنگ کا خضاب کرنا۔ بالوں کو سیاہ رنگ سے رنگنا مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے

ناجائز و حرام ہے۔

(5) گانے باجے چلانا۔ ان کے علاوہ اور بھی غیر شرعی معاملات ہوتے ہوں گے۔ یاد رہے کہ ان ناجائز

کاموں کی اجرت لینا بھی جائز نہیں۔

البتہ بیوٹی پارلر میں درج ذیل امور جائز بھی ہوتے ہیں: مثلاً چہرے کے زائد بالوں کی صفائی، مختلف

کریمرز، لالی پاؤڈر، اور آئی شیڈز وغیرہ کے ذریعہ میک اپ کر کے چہرے کو خوبصورت بنانا، سیاہ مائل رنگت کو

نکھارنا، ہاتھوں پاؤوں میں مہندی لگانا، بالوں کو سنوارنا وغیرہ اور میک اپ کے لئے پاک اشیاء کا استعمال کرنا اور

جائز میک اپ کرنا جائز ہے۔

اگرچہ از روئے اجارہ بیوٹی پارلر کے لیے کرائے پر دکان دینا جائز ہے جبکہ بیوٹی پارلر میں ہونے والے

ناجائز امور پر مدد کی نیت نہ کی جائے بلکہ محض اجارے سے ہی غرض ہو۔ تاہم ایسے لوگ جو دکان میں جائز و ناجائز دونوں قسم کے کام کریں گے ان کو اپنی دکان کرائے پر دینے سے بچنا چاہئے اور بالخصوص مسجد کی دکانوں کو ایسے کاموں سے بچانا چاہئے۔

صدر الشریعہ بدر الطریقہ حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ القوی فتاویٰ امجدیہ میں تصویر والے کو مسجد کی دکان کرائے پر دینے سے متعلق سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں ”اس شخص کو دکان کرایہ پر دی جاسکتی ہے، مگر یہ کہ نہ دیں کہ اس میں تصویر کھینچے۔ اب یہ اس کا فعل ہے کہ تصویر بناتا ہے اور عذاب آخرت مول لیتا ہے۔ پھر بھی بہتر یہ ہے کہ مسجد کے آس پاس خصوصاً دکان مسجد کو محرمات سے پاک رکھیں اور ایسے کو کرایہ پر دیں جو جائز پیشہ کرتا ہو۔“

(فتاویٰ امجدیہ، جلد 3 صفحہ 272، مکتبہ رضویہ کراچی)

جاندار کی تصاویر دکان پر آویزاں کرنا جائز نہیں اور عورتوں کی تصاویر جو میک اپ کے بعد مزید جاذب نظر ہوں ان کا آویزاں کرنا بد نگاہی کی طرف دعوت دیتا ہے اس لئے عورتوں کی تصاویر لگانا بھی ہرگز جائز نہیں بے حیائی کی بات ہے۔ اور جہاں جاندار کی تصاویر آویزاں ہوں وہاں رحمت کے فرشتے بھی نہیں آتے اس لئے تصاویر لگانا ہی جائز نہیں اور مسجد کے تقدس کا خیال رکھتے ہوئے اس کی دکانوں میں ایسی تصاویر لگانے سے ضرور احتراز کیا جائے۔

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کتبہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

ابو الحسن جمیل احمد غوری عطاری

27 محرم الحرام 1439ھ 18 اکتوبر 2017ء

الجواب صحیح

مفتی فضیل رضا عطاری

فتویٰ: 97

جسم پر ٹیٹوز (Tattoos) بنانے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ آجکل بازوؤں اور بقیہ جسم پر ٹیٹوز بنانے کا رواج بہت پھیل چکا ہے، اس میں لوگ اپنے جسم میں نام اور مختلف ڈیزائن وغیرہ بنواتے ہیں، یوں کہ مشین سے جسم کو چیر کر پکارنگ بھر دیتے ہیں، اس میں تکلیف بھی ہوتی ہے، اور زخم بھی بن جاتا ہے، جو چند دنوں بعد ختم ہو

کر نیچے کاڈیزائن واضح کر دیتا ہے، اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

جسم پہ مختلف ڈیزائن کے ٹیٹوز بنوانا شرعاً ناجائز و ممنوع ہیں، اس میں اللہ عزوجل کی بنائی ہوئی چیز کو تبدیل کرنا ہے، اور اللہ عزوجل کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں خلاف شرع تبدیلی کرنا ناجائز و حرام اور شیطانی کام ہے۔

اللہ عزوجل قرآن عظیم میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَلَا مَرْنٰهُمْ فلیغیبن خلق اللہ﴾ ترجمہ کنز الایمان: (شیطان نے کہا) اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے۔

(پارہ 5، سورۃ النساء، آیت 119)

اس کے تحت خزائن العرفان میں ہے: "جسم کو گود کر سرمہ یا سیندر وغیرہ جلد میں پیوست کر کے نقش و نگار بنانا، بالوں میں بال جوڑ کر بڑی بڑی جھیں بنانا بھی اس میں داخل ہے۔"

(تفسیر خزائن العرفان، سورۃ النساء، تحت آیت 119، صفحہ 175، ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس جیسے فعل سے منع فرمایا، چنانچہ بخاری شریف میں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لعن اللہ الواشمات والمستوشمات، والمتنمصات، والمتفلجات للحسن، المغيرات خلق اللہ" ترجمہ: اللہ عزوجل کی لعنت ہو گودنے، گودوانے والیوں، بال اکھاڑنے، اور خوبصورتی کے لئے دانتوں میں کھڑکیاں بنوانے والیوں، اور اللہ کی تخلیق میں تبدیلی کرنے والیوں پر۔"

(صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب المستوشمة، جلد 2، صفحہ 880، مطبوعہ کراچی)

واشمات کے تحت عمدۃ القاری میں ہے: "(الواشمات) جمع واشمة من الوشم، وهو غرز ابرة او مسلة ونحوهما، فی ظهر الکف او المعصم او الشفة وغیر ذلک من بدن المرأة حتی یسبیل منه الدم، ثم یحشی ذلک الموضع بکحل او نورة او نیلة" ترجمہ: واشمت وشمہ کی جمع ہے، یعنی گودنا، اور وہ یہ ہے کہ عورت کے ہاتھ کی پشت، کلائی، ہونٹ یا اس کے علاوہ کسی بھی جگہ سوئی یا نوک دار چیز پھیر دیا جاتا ہے، حتیٰ کہ اس سے خون نکل جاتا ہے، پھر اس جگہ کو سرمہ، پاؤڈر یا نیل سے بھر دیا جاتا ہے۔"

(عمدۃ القاری، کتاب تفسیر القرآن، سورۃ الحش، تحت آیت 7، جلد 13، صفحہ 388، مطبوعہ ملتان)

اگر کسی شخص نے اپنے جسم پر اس طرح نام یا ڈیزائن بنوائے، تو اگر بغیر تکلیف و تغیر کے اسے ختم کروانا

ممکن ہو تو توبہ واستغفار کے ساتھ ساتھ ختم کروانا لازم ہے، ورنہ اس کو اسی حال میں رہنے دے، اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں اس کی توبہ واستغفار کرتا رہے۔

عمدة القاری میں ہے: "فان امکن ازالته بالعلاج، وجبت ازالته، وان لم یمكن الا یجرح، فان خاف منه التلف او فوات عضو او منفعة عضو او شیاً افاحشاً فی عضو ظاہر لم تجب ازالته، واذا تاب لم یبق علیہ اثم، وان لم یخف شیاً من ذلک ونحوہ، لزومه ازالته ویعصی بتاخیرہ، وسواء فی هذا کله الرجل والمرأة" ترجمہ: پس اگر اس کا ازالہ علاج کے ذریعے ممکن ہو، تو ازالہ کرنا لازم ہے، اور اگر دوبارہ زخم دیئے بغیر ازالہ ممکن نہ ہو، اور اس سے عضو کے تلف ہو جانے، یا عضو کی منفعت فوت ہو جانے کا خوف ہو، یا جسم پر فحش تبدیلی کا خدشہ ہو تو ازالہ واجب نہیں، اور اس صورت میں توبہ کرے تو گناہ باقی نہ رہے گا،۔۔۔ اور اس معاملے میں مرد و عورت دونوں برابر ہیں۔"

(عمدة القاری، کتاب تفسیر القرآن، سورة الحش تحت آیت 7، جلد 13، صفحہ 388، مطبوعہ ملتان)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے اسی طرح کا سوال ہوا تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: "یہ غالباً خون نکال کر اسے روک کر کیا جاتا ہے، جیسے نیل گدوانا، اگر یہی صورت ہو تو اس کے ناجائز ہونے میں کلام نہیں، اور جبکہ اس کا ازالہ ناممکن ہے، تو سو توبہ واستغفار کے کیا علاج ہے، مولیٰ تعالیٰ عزوجل توبہ قبول فرماتا ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ، جلد 23، صفحہ 387، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عندہ جل وادہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

25 جمادی الثانی 1437ھ 04 اپریل 2017ء

فتویٰ: 98

میت کی آنکھوں میں لینز لگے ہوں، تو انہیں نکالنے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ میت کی آنکھوں میں لینز لگے ہوں، تو انہیں نکالنے کا کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

آنکھوں میں دو طرح کے لینز لگائے جاتے ہیں:

(1) جنہیں آپریشن کے ذریعہ آنکھ کے ڈھیلے کے اندر فیکس کر دیا جاتا ہے اور انہیں بغیر آپریشن اور تکلیف کے نکالنا ممکن نہیں ہوتا جیسے (Intraocular lens)۔

(2) جنہیں آنکھ کے ڈھیلے کے اوپر چپکا دیا جاتا ہے، انہیں جب چاہیں آسانی نکال سکتے ہیں اور جب چاہیں لگا سکتے ہیں جیسے (Contect lens)۔

اس تفصیل کے بعد پوچھی گئی صورت کا جواب یہ ہے کہ اگر میت کی آنکھوں میں Intraocular lens لگے ہوں، تو انہیں نہیں نکالا جائے گا، کیونکہ اس سے میت کو تکلیف ہوگی اور جس طرح زندہ شخص کو بلاوجہ تکلیف دینا جائز نہیں، یونہی میت کو دینا بھی جائز نہیں۔ البتہ اگر میت کی آنکھوں میں Contect lens لگے ہوں اور آسانی نکالے جاسکتے ہوں، تو انہیں نکال لینا چاہئے، کیونکہ لینز نظر کی کمزوری کی وجہ سے یا زینت حاصل کرنے کے لئے لگائے جاتے ہیں اور اب میت کو اس کی حاجت نہیں رہی، لہذا انہیں نکال لیا جائے گا۔

زندہ کی طرح میت کو بھی ایذا ہوتی ہے۔ چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی، وہ فرماتے ہیں: ”اذی المومن فی موتہ کاذاہ فی حیاتہ“ ترجمہ: مسلمان کو مرنے کے بعد ایذا دینا ایسے ہی ہے، جیسے اس کی زندگی میں اسے ایذا دینا۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنائز، باب ما قالوا فی سب الموتی۔ الخ، ج 3، ص 245، مطبوعہ ملتان)

میت کو ایذا دینے کی اجازت نہیں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی منقول ہے، آپ فرماتے ہیں: ”کما اکرہ اذی المومن فی حیاتہ، فانی اکرہ اذاہ بعد موتہ“ ترجمہ: میں جس طرح مسلمان کی زندگی میں اسے ایذا دینے کو ناپسند کرتا ہوں، یونہی اس کی موت کے بعد بھی اسے ایذا دینے کو ناپسند کرتا ہوں۔

(شرح الصدور فی شرح حال الموتی والقبور، صفحہ 292، دارالمعرفۃ، لبنان)

اور میت کی ایذا کے حوالہ سے فتاویٰ شامی میں ہے: ”ان المیت یتاذی بما یتاذی بہ الحی“

ترجمہ: بیشک مردہ کو بھی اس چیز سے ایذا ہوتی، جس سے زندہ کو ہوتی ہے۔

(فتاویٰ شامی، کتاب الطہارۃ، فصل فی الاستنجاء، ج 1، ص 612، مطبوعہ پشاور)

جن چیزوں کی میت کو حاجت نہیں اور انہیں باسانی میت کے جسم سے جدا کر سکتے ہوں، تو انہیں جدا کر لیا جائے گا۔ چنانچہ مبسوط سرخسی میں شہید کے حوالہ سے ہے: ”ینزع عنه السلاح والجلد والفرو والحشو والخف والقلنسوة، لانه انما لبس هذه الاشياء لدفع باس العدو وقد استغنى عن ذلك“ ترجمہ: شہید کے جسم سے اسلحہ، کھال، پوشین، روئی کا کپڑا، موزے اور ٹوپی اتار لی جائے گی، کیونکہ یہ چیزیں دشمن کے ضرر کو دور کرنے کے لئے پہنی جاتی ہیں اور میت کو ان کی حاجت نہیں رہی۔ (مبسوط سرخسی، ج 2، ص 79، مطبوعہ کوئٹہ)

اسی بارے میں بدائع الصنائع میں ہے: ”ینزع عنه الجلد والسلاح والفرو والحشو والخف والمنطقة والقلنسوة۔ وهذا لان ما يترك يترك ليكون كفناً والكفن ما يلبس للمستتر وهذه الاشياء تلبس اما للتجمل والزينة او لدفع البرد او لدفع معرة السلاح ولا حاجة للميت الى شيء من ذلك“ ترجمہ: شہید کے جسم سے کھال، اسلحہ، پوشین، روئی کا کپڑا، موزے، کمر پر باندھا جانے والا پٹا اور ٹوپی اتار لی جائے گی اور یہ حکم اس لئے ہے، کیونکہ شہید کے جسم پر جو کپڑے باقی رکھے جاتے ہیں، وہ اس لئے رکھے جاتے ہیں، تاکہ وہ کفن ہو جائیں اور کفن وہ ہوتا ہے جو ستر چھپانے کے لئے پہنایا جاتا ہے اور یہ چیزیں خوبصورتی و زینت حاصل کرنے یا ٹھنڈک دور کرنے یا اسلحے کے نقصان کو دور کرنے کے لئے پہنی جاتی ہیں اور میت کو ان میں سے کسی چیز کی بھی حاجت نہیں رہی۔ (بدائع الصنائع، ج 2، ص 73، مطبوعہ کوئٹہ)

اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ مرنے کے بعد مصنوعی دانت نکالنا چاہئے یا نہیں؟ تو اس کے جواب میں ارشاد فرمایا: ”نکال لینا چاہئے، اگر کوئی تکلیف نہ ہو۔“

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، صفحہ 358، مکتبہ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عز وجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

05 ذوالحجۃ الحرام 1442ھ 16 جولائی 2021ء

فتویٰ: 99

میت کے مصنوعی دانت نکالنے کا حکم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ منہ میں جو مصنوعی دانت لگائے جاتے

ہیں، میت کو غسل دیتے وقت وہ نکالے جائیں گے یا نہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

منہ میں دو طرح کے مصنوعی دانت لگائے جاتے ہیں، (۱) وہ دانت جو سرجری کے بعد مضبوط طریقے سے مستقل طور پہ فٹ کر دیئے جاتے ہیں، اور انہیں بغیر تکلیف کے نکالنا ممکن نہیں ہوتا، ایسے دانت میت کے منہ میں لگے ہوں تو انہیں نہیں نکالا جائے گا، کیونکہ نکالنے سے میت کو افیت ہوگی، اور میت کو افیت دینا منع ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ جس چیز سے زندہ کو تکلیف پہنچتی ہے، اسی سے مردہ کو بھی پہنچتی ہے۔ چنانچہ مصنف ابن ابی شیبہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی، فرماتے ہیں: ”اذی المؤمن فی موته کاذاہ فی حیاته“ ترجمہ: مسلمان مردہ کو ایذا دینا ایسا ہے جیسے زندہ کو۔

(مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجنائز، جلد 3، صفحہ 245، مطبوعہ ملتان)

در مختار میں ہے: ”ان المیت یتاذی بما یتاذی بہ الحی“ ترجمہ: جس چیز سے زندہ کو ایذا پہنچتی ہے، مردے کو بھی تکلیف ہوتی ہے۔

(رد المحتار کتاب الطہارۃ، فصل فی الاستنجاء، جلد 1، صفحہ 612، مطبوعہ پشاور)

اور میت کو افیت دینا منع ہے، چنانچہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہی منقول، فرمایا: ”کما اکرہ اذی المؤمن فی حیاته، فانی اکرہ اذاہ بعد موته“ ترجمہ: میں جس طرح مسلمان کی ایذا اس کی زندگی میں مکروہ جانتا ہوں، یونہی بعد موت اس کی ایذا کو ناپسند کرتا ہوں۔

(شرح الصدور بشرح حال الموتی والقبور، صفحہ 292، دار المعرفۃ، لبنان)

(۲) اور دوسرے وہ دانت جو منہ میں اس انداز سے فٹ کئے جاتے ہیں، کہ جب چاہیں آسانی نکال سکتے،

اور جب چاہیں لگا سکتے ہیں، ایسے دانت لگے ہوں، تو انہیں نکال لینا چاہئے۔

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے سوال ہوا کہ مرنے کے بعد مصنوعی دانت نکالنا چاہئے یا نہیں؟ تو جواباً

ارشاد فرمایا: ”نکال لینا چاہئے، اگر کوئی تکلیف نہ ہو، اور اس کے ٹوٹے ہوئے دانت کفن میں رکھ دیئے جائیں۔“

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، صفحہ 358، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

06 ربیع الاول 1438ھ 06 دسمبر 2016ء

فتویٰ: 100

بیوٹی پارلر کے لیے دکان کرائے پر دینا کیسا؟

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ عورت کالینڈر بیوٹی پارلر کھولنا کیسا ہے؟ نیز کیا بیوٹی پارلر کے لیے جگہ کرایہ پر دے سکتے ہیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

بیوٹی پارلر میں دو طرح کے کام ہوتے ہیں:

(1) صرف زینت و خوبصورتی کے لئے آئی برووز (Eyebrows) بنانا، مردانہ اسٹائل کے بال کاٹنا، ران (Thigh) کے بالوں کی صفائی کرنا، بالوں کو سیاہ رنگ یا سیاہ مخضاب کرنا، یہ گناہ والے کام ہیں اور ان کاموں کے علاوہ خارجی طور پر ایسے مقام پر یا کسی بھی مقام پر موسیقی (Music) چلانا، عورتوں کی بے پردگی، جاذبِ نظر اور پرنٹ تصاویر لگانا بھی ناجائز ہے۔

(2) چہرے کے زائد بالوں کی صفائی، کریمز (Creams)، پاؤڈر اور آئی شیڈز (Eye Shades) وغیرہ کے ذریعے میک اپ کر کے چہرے کو خوبصورت بنانا۔ سیاہی مائل رنگت کو نکھارنا، عورتوں کے ہاتھوں پاؤں میں مہندی لگانا، بالوں کو سنوارنا، پاک چیزوں کے ذریعے میک اپ کرنا، یہ تمام جائز کام ہیں۔

ان میں سے پہلی قسم کے کام کرنا اور ان کاموں کی اجرت لینا ناجائز ہے اگرچہ دینے والا حلال مال سے اجرت دے رہا ہو، جبکہ دوسری قسم کے کام کرنا اور ان کی اجرت لینا جائز ہے۔ باقی بیوٹی پارلر کے لیے جگہ کرائے پر دینے کے بارے میں حکم شرعی یہ ہے کہ بیوٹی پارلر کو کرائے پر جگہ دینا شرعاً جائز ہے، بشرطیکہ اس میں ہونے والے ناجائز کاموں پر مدد کرنے کی نیت نہ ہو، محض اجارہ اور آمدنی حاصل کرنے کی نیت ہو، کیونکہ وہاں پر ناجائز کام کا وبال ان لوگوں کو ہوگا، جو ناجائز کام کریں گے، اُن کا گناہ اس شخص کے ذمہ نہیں ہوگا، البتہ اس کی جگہ پر یہ

ناجائز کام ہوں گے تو سہی، اس لیے بیوٹی پارلر کے لیے جگہ کرائے پر دینے سے بچنا چاہیے۔

سنن ابوداؤد میں حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے: ”لَعْنَتُ الْوَاصِلَةِ وَالْمُسْتَوْصِلَةِ وَالنَّامِصَةِ وَالْمُتَنَمِّصَةِ وَالْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ مِنْ غَيْرِ دَاءٍ“ ترجمہ: بال ملانے والی اور ملوانے والی اور ابرو کے بال نوچنے والی اور نوچوانے والی اور گودنے والی اور گودوانے والی پر لعنت ہے، جبکہ بیماری کی وجہ سے نہ کیا ہو۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الترجیل، باب فی صلة الشعر، جلد 2، صفحہ 221، مطبوعہ لاہور)

عورت کا مردانہ اشاکل کے بال رکھنا مردوں سے مشابہت اختیار کرنا ہے، جبکہ حدیث پاک میں ہے: ”لَعْنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ“ ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے مشابہت بنانے والے مردوں اور مردوں سے مشابہت بنانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب المتشبهون بالنساء الخ، جلد 2، صفحہ 874، مطبوعہ کراچی)

سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فرماتے ہیں: ”عورت کو حرام ہے کہ اپنے بال تراشے کہ اس میں مردوں سے مشابہت ہے، یونہی مردوں کو حرام ہے کہ اپنے بال عورتوں کی طرح بڑھائیں اور وجہ دونوں جگہ وہی مشابہت ہے کہ حرام و موجب لعنت ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ، جلد 22، صفحہ 688، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

ران کے ستر (یعنی چھپانے کی چیز) ہونے سے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”أَمَا

عَلِمْتَ أَنَّ الْفَحْذَ عَوْرَةٌ“ ترجمہ: کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ران ستر (یعنی چھپانے کی چیز) ہے؟

(سنن ابی داؤد، کتاب الحمام، باب النہی عن التعری، جلد 2، صفحہ 201، مطبوعہ لاہور)

اسی طرح ایک عورت کے لیے دوسری عورت کی ستر دیکھنے سے منع کرتے ہوئے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا: ”لَا يَنْظُرُ الرَّجُلُ إِلَى عَرِيَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ إِلَى عَرِيَةِ الْمَرْأَةِ“ ترجمہ: ایک مرد

دوسرے مرد کی اور ایک عورت دوسری عورت کی ستر (یعنی جسم کے جن حصوں کو شرعاً چھپانا لازمی ہے، ان) کو

نہ دیکھے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الحمام، باب فی التعری، جلد 2، صفحہ 201، مطبوعہ لاہور)

ایک عورت دوسری عورت کے کس حصے کو دیکھ سکتی ہے؟ اس سے متعلق شیخ الاسلام علامہ علی بن ابو بکر المرغینانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”وینظر الرجل من الرجل إلى جميع بدنه إلا ما بين سرتة إلى ركبته۔۔۔ وتنظر المرأة من المرأة إلى ما يجوز للرجل أن ينظر إليه من الرجل“ ترجمہ: ایک مرد دوسرے مرد کے تمام جسم کو دیکھ سکتا ہے، سوائے ناف کے نیچے سے لے کر گتھنے تک (کہ اس حصے کو نہیں دیکھ سکتا، اسی طرح) ایک عورت دوسری عورت کا وہی حصہ دیکھ سکتی ہے، جو ایک مرد دوسرے مرد کا حصہ دیکھ سکتا ہے۔ (الہدایہ، کتاب الکراہیۃ، فصل فی الوطء والنظر والمس، جلد 4، صفحہ 419، 420، مطبوعہ بیروت)

کالا خضاب لگانے والوں کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”یکون قوم فی اخر الزمان یخضبون بهذا السواد کحواصل الحمام لا یریحون رائحة الجنة“ ترجمہ: آخری زمانے میں کچھ لوگ ہوں گے، جو سیاہ خضاب لگایا کریں گے، جیسے کبوتروں کے پوٹے، وہ جنت کی خوشبو نہ سونگھیں گے۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، باب ما جاء فی خضاب السواد، جلد 2، صفحہ 226، مطبوعہ لاہور)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: ”سیاہ خضاب مطلقاً مکروہ تحریمی ہے، مرد عورت، سرداڑھی، سب اسی ممانعت میں داخل ہیں۔“

(مرآة المناجیح، جلد 6، صفحہ 166، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، کراچی)

باجے کی آواز کو دنیا و آخرت میں ملعون قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ مسند بزار میں ہے: ”صوتان ملعونان فی الدنیا والآخرة مزمار عند نعمة ورنه عند مصیبة“ ترجمہ: دو آوازیں دنیا و آخرت میں ملعون ہیں: نعمت کے وقت باجے کی آواز اور مصیبت کے وقت رونے کی آواز۔“

(مسند بزار، مسند ابی حمزہ انس بن مالک، جلد 14، صفحہ 62، مطبوعہ مدینۃ المنورہ)

گانوں کے متعلق شعب الایمان میں ہے: ”الغناء ینبت النفاق فی القلب کما ینبت الماء الزرع“ ترجمہ: گانا، دل میں اس طرح نفاق پیدا کرتا ہے، جیسے پانی کھیتی کو اگاتا ہے۔

(شعب الایمان، فصل و ما ینبغی للمسلم السراء ان یحفظ اللسان، جلد 7، صفحہ 108، مطبوعہ رباحی)

تصویر بنانے پر عذاب کے متعلق نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ان اشد الناس عذابا عند اللہ یوم القيامة المصورون“ ترجمہ: بے شک قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عذاب والے تصویر

بنانے والے ہیں۔ (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب عذاب المصوّرین، جلد 2، صفحہ 880، مطبوعہ کراچی)
 سیدی اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن فتاویٰ رضویہ میں
 فرماتے ہیں: ”شک نہیں کہ ذی روح کی تصویر کھینچنی بالاتفاق حرام ہے اگرچہ نصف اعلیٰ بلکہ صرف چہرہ کی ہی
 ہو کہ تصویر چہرہ کا نام ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 21، صفحہ 196، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

چہرے کے زائد بال اتارنے سے متعلق علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”فلو کان فی
 وجہہا شعر ینفرز وجہا عنہا بسببہ ففی تحریم ازالتہ بعد لأن الزینۃ للنساء مطلوبۃ للتحسین
 --- اذا ثبت للمرأة لحیۃ أو شوارب فلا تحرم ازالتہ بل تستحب“ ترجمہ: اگر عورت کے چہرے پر
 بال ہوں تو اس کے سبب سے شوہر کو بیوی سے نفرت ہوگی لہذا یہ بال صاف کرنے کو حرام قرار دینا بعید ہے (یعنی
 یہ بال صاف کرنا، جائز ہے) کیونکہ عورتوں کے لئے زینت، خوبصورتی کے لئے مطلوب ہے (اسی طرح) جب
 عورت کے داڑھی یا مونچھ کے بال نکل آئیں، تو ان کو صاف کرنا حرام نہیں، بلکہ مستحب ہے۔

(رد المحتار علی الدر المختار، جلد 9، صفحہ 615، مطبوعہ کوئٹہ)

جائز چیز سے چہرے کا میک اپ کرنے سے متعلق علامہ بدر الدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ولا
 یمنع من الادویۃ الّتی تزیل الکلف وتحسن الوجہ“ ترجمہ: اور ان دوائیوں کا استعمال منع نہیں، جو
 جھائیاں (چہرے کے سیاہ داغ) ختم کرتی ہیں اور چہرے کو خوبصورت بناتی ہیں۔

(عمدة القاری شرح صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن، جلد 14، صفحہ 179، مطبوعہ ملتان)

عورتوں کو مہندی لگانے کی تو خود سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تاکید فرمائی ہے، چنانچہ حضرت عائشہ
 صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: ”ان ہندا ابنۃ عتبۃ قالت: یا نبی اللہ! یا یعنٰی، قال: لا ابایعک
 حتی تغیری کفیک کانہما کفاسبع“ ترجمہ: بیشک ہندہ بنت عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: اے
 اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بیعت کر لیجئے۔ ارشاد فرمایا: میں تجھے بیعت نہیں کروں گا یہاں تک کہ تو اپنی
 ہتھیلیاں (مہندی کے رنگ سے) تبدیل نہ کر لے، (مہندی کے بغیر تو) گویا یہ کسی درندے کی ہتھیلیاں ہیں۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الترجل، باب فی الخطاب للنساء، جلد 2، صفحہ 220، مطبوعہ لاہور)

ناجائز کام کا اجارہ کرنے سے متعلق فقہ حنفی کی مشہور کتاب ہدایہ میں ہے: ”ولا یجوز الاستیجار علی

الغناء والنوح وكذا سائر الملاهي لانه استيجار على المعصية والمعصية لا تستحق بالعقد“ ترجمہ: گانے، نوحے اور اسی طرح تمام لہو و لعب کے کاموں پر اجارہ کرنا، ناجائز ہے، کیونکہ یہ معصیت (یعنی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی والے کام) ہیں اور معصیت کا استحقاق کسی عقد سے نہیں ہوتا۔

(الہدایہ، کتاب الاجارات، باب الاجارة الفاسدة، جلد 3، صفحہ 306، مطبوعہ لاہور)

ناجائز کام کی اجرت کے متعلق امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”ایک وہ جس میں خود ناجائز کام کرنا پڑے، جیسے یہ ملازمت جس میں سود کا لین دین، اس کا لکھنا پڑھنا، تقاضا کرنا اس کے ذمہ ہو، ایسی ملازمت خود حرام ہے، اگرچہ اس کی تنخواہ خالص مال حلال سے دی جائے، وہ مال حلال بھی اس کے لئے حرام ہے۔ مال حرام ہے تو حرام در حرام۔“

جائز میک اپ کرنے کی اجرت سے متعلق فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ”ولو استأجر مشاطة لتزين العروس مباح۔۔۔ ينبغي أن تجوز الاجارة اذا كانت مؤقتة أو كان العمل معلوماً ولم يتقش التماثيل على وجه العروس ويطيب لها الاجر لان تزيين العروس مباح“ ترجمہ: اور اگر کسی نے دلہن سجانے والی کو اجارہ پر لیا تو یہ جائز ہے۔ اگر اس کا وقت معلوم ہے یا کام معلوم ہے تو اس کا اجارہ جائز اور اجرت پاک ہے، کیونکہ دلہن کو سجانا ایک جائز کام ہے، لیکن اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ دلہن کے چہرے پر کسی قسم کی تصویریں نہ بنائے۔“

ایسے شخص کو جگہ کرائے پر دینا جو اس میں ناجائز کام کرتا ہو، اس کے متعلق محیط برہانی میں ہے: ”وإذا استأجر الذمي من المسلم دارا ليسكنها فلا بأس بذلك لأن الإجارة وقعت على أمر مباح فجازت وإن شرب فيها الخمر أو عبد فيها الصليب أو أدخل فيها الخنازير، لم يلحق المسلم في ذلك شيء، لأن المسلم لم يؤجر لها إنما يؤجر للسكنى، وكان بمنزلة ماله وأجر دارا من فاسق كان مباحا، وإن كان يعصي فيها“ ترجمہ: ذمی نے مسلمان سے گھر رہنے کے لیے کرائے پر لیا تو اس میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ یہ ایک جائز کام کا عقد (Contract) ہے، تو یہ اجارہ جائز ہوا اور اگر وہ اس میں شراب پیے یا صلیب کی پوجا کرے یا خنزیر اس میں رکھے، تو مسلمان کو کچھ گناہ نہیں، کیونکہ مسلمان نے اسے ان کاموں کے لیے نہیں دیا، اس نے تو صرف رہنے کے لیے دیا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسے کسی فاسق کو جائز کام کے لیے

گھر کرائے پر دیا اگرچہ وہ اس میں گناہ بھی کرتا ہو۔

(المحیط البرہانی، کتاب الاجارۃ، الفصل الخامس عشر، جلد 11، صفحہ 348، ادارۃ القرآن، کراچی)

صدر الشریعہ مفتی محمد امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فوٹو گرافر کو دکان کرائے پر دینے سے متعلق فرماتے ہیں: ”اس شخص کو دکان کرائے پر دی جاسکتی ہے، مگر یہ کہہ کر نہ دیں کہ اس میں تصویر کھینچے۔ اب یہ اس کا فعل ہے کہ تصویر بناتا ہے اور عذابِ آخرت مُول لیتا ہے پھر بھی بہتر یہ ہے کہ ایسے کو دیں، جو جائز پیشہ کرتا ہو۔ ملخصاً“

(فتاویٰ امجدیہ، جلد 3، صفحہ 272، مطبوعہ مکتبہ رضویہ، کراچی)

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا رُوِيَ وَرَسُولُهُ اَعْلَمُ بِمَا مَنَعَ عَلَيهِ وَاللّٰهُ سَلَامٌ

کتبہ

مفتی محمد قاسم عطاری

23 ربیع الثانی 1443ھ / 29 نومبر 2021ء

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ إِنَّا بَعْدُ فَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حدیث پاک

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "إِنَّ اللَّهَ
جَمِيلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ" ترجمہ: اللہ تعالیٰ
جمیل ہے اور جمال کو پسند فرماتا ہے۔

(الصحيح لمسلم ، كتاب الإيمان ، باب تحريم الكبر وبيانہ ،
ص ۶۰ ، رقم الحديث ۱۴۷)



فیضانِ مدینہ، محلہ سودا گران، پرانی سبزی منڈی کراچی

UAN +92 21 111 25 26 92 0313-1139278

www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net

feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net